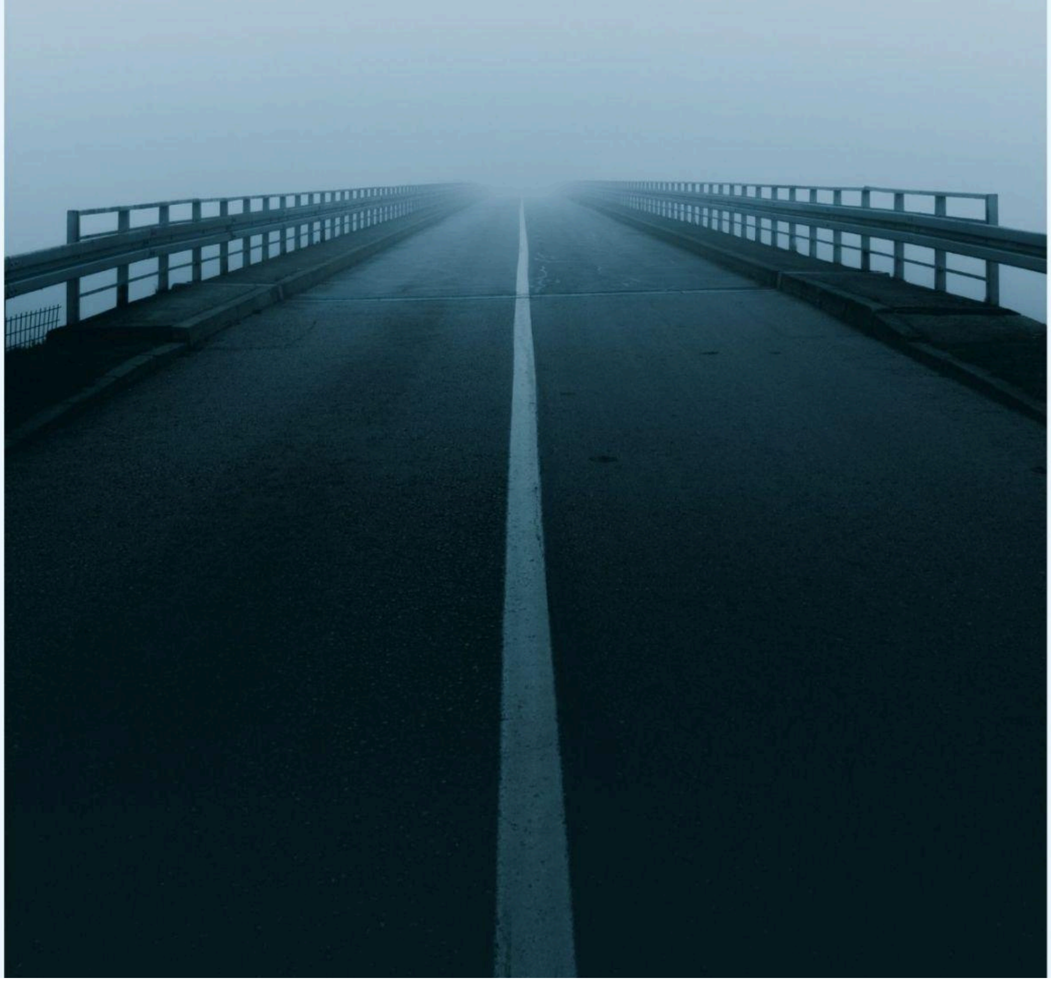
ابو حیان سعید کے اردو مضامین



اسلام پر ملحدین کے اعتراضات .

الحاد ایک نفسیاتی مسلہ ہے نہ کہ علمی و عقلی۔ الحاد اختیار کرنا کوئ علمی و عقلی مسلہ نہیں بلکہ خواہشات نفس ، نفسیاتی مسائل ، صدمے وغیرہ اس کی وجہ بنتے ہیں۔
اس سے پہلے کہ ہم الحاد پر بحث کریں ہمیں اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔ ملحدین خود کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں: "الحاد خداؤں پر ایمان نہ رکھنا یا خداؤں کا انکار نہیں ہے؛ یہ خداؤں پر یقین کا فقدان ہے۔" ایسے لوگ جو ملحدین کے طور پر جانے جاتے ہیں وہ ایمان رکھنے سے انکار کرنےکی بجائے اپنے اعتقاد کی کمی پر زور دینا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ فکری لحاظ سے وہ الحاد کو خدا پر ایمان لانے سے افضل سمجھتے ہیں۔

آئیے پہلے ملحدین کے چند بنیادی اعتراضات پر بات کرتے ہیں..

1.. قرآن عربوں کا خود کا بنایا ہوا کلام ہے !

جواب :

قرآن گھڑنے والوں عربوں کے نام بتائیے ؟
وہ کتنے لوگ تھے ؟
اور ان لوگوں کا قبیلہ اور ذیلی قبیلہ کیا تھا ؟
ان کا تعلق عرب کے کس علاقے سے تھا ؟
ان ذہین عرب لوگوں کا تفصیلی بائیو ڈیٹا کیا تھا ؟
کتنے عربوں نے یہ مقدس کام کیا ؟
قرآن مجید بنانے میں انہیں کتنا وقت ملا ؟
اس وقت قرآن گھڑنے والوں عربوں کا مذہب کیا تھا؟
انہوں نے اسلام کیسے قبول کیا ؟
انہوں نے کن لوگوں سے متاثر ہو کر قرآن کو بنایا ؟
ان عرب لوگوں کے پیشے کیا تھے ؟
کیا وہ اس اہم کام کے بعد غائب ہو گئے ؟
کیا وہ آسمانوں سے آئے تھے یا زمین سے پودوں اور درختوں کی طرح پیدا ہوئے تھے؟

2.. قرآن میں مختلف آیات میں تقریباً 90 مرتبہ ان باغات اور تقریباً 40 مرتبہ نہروں کا ذکر ہے۔قران والا اللہ ایک ہی بات بار بار دھراتا رہتا ہے....عجیب بات

"جنت کے ایسے باغوں میں داخل ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی"

جواب :

اگر عرب معاشرے میں سوئمنگ پول یا مساج پارلر موجود ہوتے تو قرآن میں جنت کے شاندار سوئمنگ پولز اور مساج پارلر متعارف کرائے جاتے۔
اگر کسی بچے نے کبھی ہاتھی نہ دیکھا ہو اور اس کے باپ نے اسے بتا یا ہو کہ اگر اس نے اپنے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی تو اسے تحفے میں ہاتھی ملے گا ! کیا ہو گا ؟ کیونکہ بچے نے کبھی ہاتھی نہیں دیکھا .. بلکہ اگر اس کے والد نے اسے نئی سائیکل کی پیشکش کی ہوتی تو وہ لازمی ثابت کرنے کی کوشش کرتا کہ وہ نئی سائیکل کا اہل ہے۔
اسی طرح قرآن وہ تصورات پیش کرتا ہے جنہیں لوگ بخوبی جانتے تھے۔

3.. 14 صدیاں پہلے کا عرب خطہ بنجر ،ویران اور سنگلاخ علاقہ تھا جس میں سبزہ اور پانی نایاب تھا۔ اسی لیے عربوں کو لالچ دیا گیا اور جنت میں باغوں اور نہروں کا خواب دکھایا گیا ، عربوں کو باغات پسند تھے اسی لیے باغات ہی کا لالچ دیا گیا، عرب لوگ مال مویشی پالتے جیسے بھیڑ بکریاں ،اونٹ، ان کا وہ دودھ پیتے۔۔
تو اسی لیے نفسیاتی حربے کے طور پر عربوں کو جنت میں دودھ کی نہروں کا لالچ دیا گیا۔

جواب : عربوں کو قرآن کا پیغام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دیا گیا تھا، چنانچہ انجیر، کھجور , انگور، شہد، دودھ، انار، زیتون کی مثال قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ عرب ان کھانے پینے کی چیزوں سے واقف تھے اور ان چیزوں کو عرب معاشرے میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس دور کے عربوں کو آم ،کیلا، سیب، آنناس ،ناریل ، اڑو،خوبانی کا علم نہیں تھا اس لیے قرآن نے ان پھلوں کا ذکر نہیں کیا۔ اگر اس دور میں بھینس، ہرن، شترمرغ، بٹیریں عرب میں پائی جاتیں تو قرآن انہیں بھی متعارف کراتا .. اگر عرب لوگ اس دور میں زنگر برگر، پیزا، ایپل پائی، چائنیز فوڈز کھاتے تو قرآن انہیں بھی جنت کی نعمتوں کے طور پر متعارف کراتا .

حواس اور عقل سے دور.. میرے ملحد دوستو، انسانی ماحولیات **Human Ecology** کس بلا کا نام ہے .
اس دور کے عرب میں اگر بحیرہ روم اور یوروپین خطے کے پھلوں جیسے **Avocado**، **Blueberries , Pieria Kiwi** ،**Nectarines** وغیرہ کے بارے میں بات کی جاتی تو ان

پھلوں کے ذائقے، خوشبو اور لذت وغیرہ کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ اس دور کے عربوں کی اکثریت ان پھلوں کو نہیں کھاتی کیونکہ یہ عربوں کے مقامی پھل نہیں تھے .

4.. عرب صحرائی لوگ جھاڑیوں سے شہد اتار کر شوق سے کھاتے تو جنت میں انکی پسند کی وجہ سے شہد کی نہریں بھی بنای...

جواب : کیا عرب کی جھاڑیوں میں آم اور لیموں کا اچار ملتا تھا؟ جسے عرب اتارتےاور کھاتے؟ یا عرب کی جھاڑیوں میں پیزا **Pizza** ملتا تھا ؟
اگر ایسا ہوتا تو پھر تو جنت میں آم اور لیموں کے اچاراور پیزا **Pizza** کے پہاڑ ضرور ہو تے.

مجھے نفسیاتی ملحدین کا غم محسوس ہوتا ہے۔ میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد الحاد کی ان غیر سنجیدہ نفسیات سے چھٹکارا پائیں گے ورنہ وہ اپنی آخری زندگی مینٹل اسپتال میں گزاریں گے۔

ختم نبوت کا عقیدہ کیا ہے؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم النبین .. خاتم المرسلین

جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کسی بھی قسم کے مہدی یا کسی نبی کی آمد کو مانتا ہے

وہ منکر ختم النبوت ہے..

القرآن کریم وحی الٰہی کا مکمل اختتام ہے ، اللہ نے قرآن کریم میں وحی الہی کو مکمل کیا۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام مکمل کر چکے تھے۔ رہنمائی کے لیے پوری کائنات میں قرآن کریم اور سنت نبوی موجود ہے۔
ہم سب مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضور نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔
میں جاننا چاہتا ہوں
تو مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کے مہدی یا نبی کی ضرورت کیوں ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قسم کا کام چھوڑا تھا ؟ جسے مہدی مکمل کریں گے ؟
جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی قسم کے مہدی یا کسی نبی کی آمد کو مانتا ہے وہ منکر ختم النبوت ہے۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی مہدی اور نہ کوئی نبی آئے گا۔
ہمیں مہدی کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کے پاس القرآن الکریم کی تعلیم اور رہنمائی ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں ، ان کے بعد نہ کوئی مہدی آئے گا اور نہ ہی کوئی دوسرا نبی آئے گا۔
" مہدی امامت کے افسانے کا ایک کردار ہے۔ مہدی کی کہانی صرف افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور مہدی کے بارے میں احادیث جعلی اور من گھڑت ہیں۔ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی سنت کے بعد مہدی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں کسی نجات دہندہ کی ضرورت نہیں ہے۔"

میں دوبارہ کہنا چاہتا ہوں:
اللہ نے دین اسلام کو مکمل کیا اور رسول کریم نے بھی اپنا تمام کام مکمل کیا تو مسلمانوں کو کسی نجات دہندہ مہدی یا کسی اور نبی کی ضرورت کیوں ہے؟ اس کا واضح جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کو نہ کسی مہدی کی ضرورت ہے اور نہ ہی رسول کریم کے بعد کسی نبی کی۔ القرآن کریم اور رسول

کریم کی سنت (تواتر کے ذریعے سنت رسول کریم محفوظ ہے۔) تمام انسانوں کے لیے کافی ہے اگر وہ اسے اپنی بہتری اور فلاح کے لیے سمجھیں۔

متحدہ ہندوستان ایک ایسی سرزمین تھی جہاں متعدد فتنے پیدا ہوئے، اکبر کا دین الٰہی، امروہہ، لکھنؤ اور رام پور کا شیعہ مذہب، بریلویہ، دیوبندیہ، سلفیہ، قادیانیہ وغیرہ جیسے منکر القرآن فرقے متحدہ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ لاکھوں صوفی، عقل سے دور درجنوں مجدد، مہدی قسم کے لوگ مشہور ہوئے اور سادہ لوح لوگوں نے ان کی پیروی کی۔
یو پی کا بریلوی مذہب، یو پی اور دہلی کا دیوبندی مذہب، پنجاب اور دهلی کا اہل حدیث مذہب، گورداسپور و لدھیانہ کا قادیانی مذہب، تفصیلی بحث کے بغیر ہندوستان کی تاریخ ادھوری رہے گی۔

متحدہ ہندوستان میں شاہ ولی اللہ "فتنہ انکار قرآن" کے بانی تھے۔
متحدہ ہندوستان فرقہ پرستوں کا گھر تھا، جہاں ایک سے بڑھ کر ایک فسادی تھا۔
اور ان کے چیف گرو گھنٹال شاہ ولی اللہ تھے، انہوں نے "الہام" کا فتنہ ایجاد کیا جس کی پیروی مرزا غلام احمد قادیانی نے کی اور سینکڑوں الہامات کا اعلان کیا۔
شاہ ولی اللہ دہلوی کی الہامات کی کہانیوں سے ہزاروں صوفیاء اور اہل تصوف متاثر ہوئے۔ یہ تمام الہامات قرآن کریم کے خلاف ہیں۔

تمام دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث سلفی شاہ ولی اللہ دہلوی کی غیر اسلامی الہامیت کے پیروکار ہیں اسی طرح مرزا قادیانی بھی شاہ ولی اللہ کے نظریہ الٰہام کے پیروکار تھے۔
اعلیٰ حضرت و قدس سرہٗ اور شیخ الحدیث و فضیلۃ الشیخ اور مفتی اعظم قسم کی سینکڑوں مضحکہ خیز مخلوق اس خطہ میں پائی جاتی ہے۔
"انفاس العارفین" میں شاہ ولی اللہ دہلوی کے تمام الہامات قرآن کریم کے خلاف غلیظ سازش اور کفر ہیں۔
مرزا غلام احمد قادیانی شاہ ولی اللہ کے نظریہ الہام سے متاثر تھا اس لیے اس نے خود کو مجدد، مہدی اور مسیحا ہونے کا اعلان کیا۔

فتنہ انکار قرآن :

قرآن اونٹ کے چمڑے، بڑی ہڈیوں، پتھروں یا کجور کے پتوں پر لکھا گیا تھا .
یہ عقیدہ واضح فتنہ انکار قرآن کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قرآن اونٹ کے چمڑے، بڑی ہڈیوں، پتھروں یا کجور کے پتوں پر لکھا گیا تھا، اس عقیدہ کے تمام لوگ (صحاح ستہ مرتب کرنے والے - سلفی، اہل حدیث، دیوبند وغیرہ) منکر قرآن ہیں۔ .

تفاسیر کا جہنم.....

تنویر المقباس (المعروف بہ فیروز آبادی) ، طبری ، مفاتیح الغیب، جلالین ، ابن کثیر ، قرطبی، شاطبی، بغوی، زمخشیری ، سعدی وغیرہ وغیرہ کی تفاسیر یہودیوں کی کہانیوں اور القرآن کریم اور رسول کریم کے خلاف گھناؤنے پروپیگنڈا اور جرائم سے بھری پڑی ہیں۔

تمام مفسرین جیسے سید مودودی، ڈاکٹر اسرار احمد ، احمد رضا خان بریلوی وغیرہ نے اپنی تفسیر میں اس قسم کے ہزاروں افسانے لیے ہیں۔

دیوبندی اور سلفیوں کی تفسیر جہالت سے بڑھ کر ہیں ۔

حدیث ایک ایسا جنگل ہے جہاں ہزاروں کوفی، بصری، بغدادی، خراسانی، ایرانی زہریلے سانپ چھپے ہوئے ہیں۔

اس جنگل میں ماہر شکاری کامیاب ہو سکتے ہیں۔

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ، وَمِثْلَهُ مَعَهُ ۔

یہ روایت "فتنہ انکار قرآن" کی ابتدا ہے۔

اگر ابوحنیفہ، مالک، شافعی، ابن حنبل، اوزاعی، زید، جعفر صادق اپنے پیروکاروں کو یہ نصیحت کریں کہ گدھے، خنزیر اور ہاتھی کا پاخانہ کھایا جائے تو کیا تمام دیوبندی، اہل حدیث، سلفی، شیعوں کو کھانا چاہیے؟ حمید الدین فراہی، امین احسن اصلاحی، سید مودودی، ڈاکٹر اسرار احمد، شفیع عثمانی، احمد رضا بریلوی ان غلیظ روایتوں کو کیسے منظور کر سکتے ہیں؟

آخر میں میں اللہ سے دعا کرتا ہوں ، اللہ ہمیں فتنہ انکار قرآن سے بچائے۔

مِثْلَهُ مَعَهُ

فرقہ پرست منکرین قرآن کا

غلیظ مین ہول

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ، وَمِثْلَهُ مَعَهُ .

یہ روایت "فتنہ انکار قرآن" کی ابتدا ہے۔

تمام تفسیروں میں ایک عام بات یہ روایت ہے
أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ، وَمِثْلَهُ مَعَهُ

یہ روایت مفسرین میں بہت مشہور ہے اور ان سب نے اپنی تفسیر کا آغاز اسی روایت سے کیا ہے۔

میں انکار قرآن کی اس روایت کو امام شافعی کی مسند شافعی، امام ابوداؤد السجستانی کی سنن ابوداؤد اور معروف تفسیر نظم القرآن از امام حمید الدین فراہی کے ساتھ ساتھ امین احسن اصلاحی کے افکار پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔
سب سے پہلے میں تفسیر نظم القرآن کے دیباچے کا حوالہ دیتا ہوں
تفسیر نظم القرآن کے دیباچے میں آمین احسن اصلاحی صاحب نے بیان کیا کہ امام شافعی نے کہا کہ یہ روایت رسول کریم ﷺ سے مربوط ہے أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ، وَمِثْلَهُ مَعَهُ
مطلب مجھے قرآن کے جیسی ایک اور چیز دی گئی ہے یعنی احادیث بھی وحی کے ذریعے دی گئیں۔
اور تینوں افراد امام شافعی، حمید الدین فراہی اور امین احسن اصلاحی اس دعوے کے قائل ہیں۔
میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر امام شافعی کے ہوش و حواس گم ہیں تو کیا ان کے نظریات کی تبلیغ اور تقلید کرنا واجب ہے؟

امام شافعی کے بعد اس غلیظ روایت کو ابوداؤد سجستانی نے اپنی کتاب "سنن ابی داؤد" میں بیان کیا ہے جو صحاح ستہ کی ایک اہم کتاب ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر 4604
اگر کوئی اس حدیث کو غور سے پڑھے تو یہ ایک بہت ہی مضحکہ خیز لطیفہ لگے گا۔ یقین نہ آئے تو سنن ابی داؤد میں یہ لطیفہ پڑھ لیں

"سنن ابی داؤد" حدیث نمبر 4604

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ حَرِيزِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ " أَلاَ

إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلاَ يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلَى أَرِيكَتِهِ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلاَلٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ أَلاَ لاَ يَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الأَهْلِيِّ وَلاَ كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ وَلاَ لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ إِلاَّ أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ " .

مقدام بن معد یکرب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " سنو ، مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور چیز بھی ، قریب ہے کہ ایک آسودہ آدمی اپنے تخت پر ٹیک لگائے ہوئے کہے اس قرآن کو لازم پکڑو ، جو کچھ تم اس میں حلال پاؤ اسی کو حلال سمجھو ، اور جو اس میں حرام پاؤ ، اسی کو حرام سمجھو ، سنو ! تمہارے لیے پالتو گدھے کا گوشت حلال نہیں ، اور نہ کسی نوکیلے دانت والے درندے کا ، اور نہ تمہارے لیے کسی ذمی کی پڑی ہوئی چیز حلال ہے سوائے اس کے کہ اس کا مالک اس سے دستبردار ہو جائے ، اور اگر کوئی کسی قوم میں قیام کرے تو ان پر اس کی ضیافت لازم ہے ، اور اگر وہ اس کی ضیافت نہ کریں تو اسے حق ہے کہ وہ ان سے مہمانی کے بقدر لے لے ۔

سب سے پہلے میں پہلے راوی مقدام کو بیان کرتا ہوں، یہ شخص مقدام شام میں پیدا ہوا، اس کی پیدائش کا سال معلوم نہیں ہے لیکن اس کی وفات 87 ہجری میں ہوئی، وہ کبھی شام سے باہر نہیں گیا، بعض کتابوں میں اس کی عمر 91 سال بتائی گئی ہے؛ اس شخص مقدام نے کبھی رسول اللہ کو نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی۔

دوسرا راوی عبدالرحمٰن بن ابی عوف ہے، سال ولادت، سال وفات معلوم نہیں، لیکن ابن حبان کے صرف ایک اقتباس میں ان کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کا ایک شخص حمص میں قاضی تھا۔

تیسرا راوی حریز بن عثمان ہے جو 80 ہجری میں پیدا ہوا اور 163 ہجری میں حمص شام میں فوت ہوا۔ اس شخص نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ہر نماز کے بعد 70 مرتبہ گالی دی اور ساتھ ہی علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت سے برے الفاظ استعمال کیے، یہ ناصبی ابلیس تھا۔
چوتھا راوی ابو عمرو عثمان بن سعید بن کثیر حمصی ہے، ان کی تاریخ پیدائش اور وفات کسی کو معلوم نہیں، صرف یہ کہ وہ حمصی شامی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کچھ نہیں ہے۔

پانچویں راوی عبد الوہاب بن نجدہ ہیں، وہ شامی ہیں، ان کی وفات 232 ہجری میں ہوئی، کچھ معلومات رجال کی کتابوں میں ملتی ہے کہ شاید ابوداؤد نے شام کے دورے کے دوران یہ روایت سنی۔
اس بیان میں آخری الفاظ زبردستی بھتہ خوری کے بارے میں ہیں، بہت مزاحیہ الفاظ جن سے میں نے لطف اٹھایا يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ

اگر ابوحنیفہ، مالک، شافعی، ابن حنبل، اوزاعی، زید بن علی ، جعفر صادق اپنے پیروکاروں کو یہ نصیحت کریں کہ گدھے، خنزیر اور ہاتھی کا پاخانہ کھایا جائے تو کیا تمام دیوبندی، اہل حدیث، سلفی، شیعوں ، زیدیوں کو کھانا چاہیے؟
حمید الدین فراہی، امین احسن اصلاحی، سید مودودی، ڈاکٹر اسرار احمد، شفیع عثمانی، احمد رضا بریلوی ان روایتوں کو کیسے منظور کر سکتے ہیں ؟

سعودی مفتی بن باز کی انتہائی دلچسپ لطیفہ بازی

سوال: بے شک مجھے قرآن اور اس کے ساتھ کچھ اور عطا کیا گیا ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں گے کہ اس کے اس فرمان سے کیا مراد ہے: اور مجھے اس کے ساتھ اس کے جیسا عطا کیا گیا ہے۔ ؟
جواب : یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح اور ثابت احادیث میں سے ایک ہے، اور (اور اس کے ساتھ ملتی جلتی حدیث) کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اور وحی نازل فرمائی، وہ سنت جو قرآن کی وضاحت کرتی ہے اور اس کا مفہوم واضح کرتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں پر واضح کر دیں کہ ان پر کیا نازل کیا گیا ہے۔ نحل: 44] اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس پر قرآن نازل کیا اور اس پر سنت بھی نازل فرمائی، سنت ایک دوسری وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اظہار اپنی احادیث سے کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث قرآن کے نزول کے علاوہ دوسری وحی ہیں .
/https://binbaz.org.sa/fatwas/6429

شامی کم مقدار میں جعلی حدیثیں گھڑتے تھے لیکن اس غلیظ ماسٹر پیس نے مسلمانوں کے ایمان کوتباہ کر دیا۔

یہ روایت شامی جعلی حدیث کی ایک کلاسیکی مثال ہے۔

عقل نام کی کوئی چیز ہے؟

لوگوں کو اپنے احمقانہ سوالوں کے جواب قرآن کریم سے چاہیے !

یہ ایک نیا رجحان ہے کہ کچھ سالوں سے جاہل اور ناخوانده لوگ پوچھ رہے ہیں کہ "فلاں بات کا جواب قرآن سے دو؟ فلاں فلاں بات کا ثبوت قرآن سے دو؟

نکاح کا طریقہ قرآن سے ثابت کرو؟

کل سوال ہوگا کہ "قرآن کریم سے جنسی تعلق کا طریقہ بتاؤ"

کوئی اس سوال کا جواب کیسے دے سکتا ہے؟ میرا مشورہ ہے کہ آپ جنسی تعلقات کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کریں..!!
شادی ہو یا نکاح .. انسان کی معلوم تاریخ، ہر نسل یا قوم کی اپنی شادی کا طریقہ ہے جو "تواتر" سے منتقل ہوتا ہے۔

القرآن کریم سوال وجواب کی کتاب نہیں ہے بلکہ قرآن اللہ کی طرف سے بنی نوع انسان کے لیے پیغام ہے۔

القرآن کریم نے چند سوالات کے جوابات دیے جو صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پوچھے گئے تھے۔

شادی ہو یا نکاح .. انسان کی معلوم تاریخ، ہر نسل یا قوم کی شادی کا طریقہ ہے جو "تواتر" سے منتقل ہوتا ہے۔

مسلمانوں میں نکاح کا طریقہ "تواتر" سے منتقل ہوتا ہے۔

غسل کا طریقہ.. کیا اسلام سے پہلی مسلم اقوام کو علم نہیں تھا ؟ تورہ یا انجیل میں تو غسل کا کوئی طریقہ نہیں بتایا گیا ؟ یا وہ غسل نہیں کرتے تھے ؟ جنابت کی حالت ہی گھومتے پھرتے تھے.. ؟ عقل نام کی کوئی چیز ہے؟

ہم سعید بن مسیب یا زہری یا عمرو بن میمون یا عبدالرزاق یا ابن جریج یا عطا بن ابی رباح یا نافع یا صالح بن کیسان یا بخاری یا مسلم نیشاپوری جیسے سپر کمپیوٹر نہیں ہیں اور نہ ہی ہم ان کی طرح روایتیں گھڑنے والے ہیں۔
قرآن نے جو بتایا بس وہ کافی ہے..

پروفیسر عبدالرحمن نے لکھا ہے..

" اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ نکاح کا موجودہ طریقہ سنت نبوی ہے اور خطبہء نکاح کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہو سکتا تو پھر اسے یہ نوٹ کر لینا چاہیے کہ مسلمانوں میں نکاح کا موجودہ طریقہ

تو سنت نبوی ہرگز نہیں ہے کیونکہ نبی کا اپنا نکاح نبوت ملنے سے پہلے ہوا تھا اور اس میں موجودہ خطبہء نکاح نہیں پڑھا گیا تھا۔
نکاح کا جو طریقہ بھی ہر معاشرے میں اور ہر دور میں رائج رہا ہے ، وہ ہمیشہ معروف طریقہ ہی رہا ہے ،ایسے ہی کہ جیسے قرآن نے مہر کی مقدار خود فکس کرنے کی بجائے اس کے تعین کا معاملہ معروف پر چھوڑ دیا ہے ، اسی طرح مطلقہ عورت کے امساک کا معاملہ بھی معروف طریقے پر چھوڑ دیا ہے ۔ (الطلاق مرتان ، فامساکم بمعروف اور تسریح باحسان).
لہٰذا یہ سوشل معاملات ہیں جن کی ڈیلنگ ہمیشہ سے معاشرے میں رائج معروف طریقوں کے مطابق ہی ہوتی رہی ہے اور یہ معروف طریقے variable اور تغیر پذیر بھی ہوتے ہیں اور ہوتے رہے ہیں ، البتہ اولوالالباب لوگ ہمیشہ بہترین معروف ، باوقار اور سنجیدہ طریقہ ہی adopt کرتے ہیں۔ اسی لیے بعثت نبوی کے بعد رسول اللہ نے لڑکے اور لڑکی کے ایجاب وقبول کے ساتھ (جو عقد نکاح کی اصل بنیاد ہے) ، خطبہ نکاح کا جو طریقہ مروج کیا ، اس کا اصل مقصد اعلان عام ہے اور پبلک کو اس بات سے آگاہ کرنا ہے کہ اس لڑکے اور لڑکی کے مابین جو رشتہ قائم ہو رہا ہے ، وہ valid اور جینوئن ہے اور لڑکے اور لڑکی اور ان کے متعلقین کی رضامندی سے ہو رہا ہے جس پر معاشرے کے کسی بھی فرد کو انگلی اٹھانے اور شر اور فساد پھیلانے کی اجازت نہیں ہے۔
نکاح کا یہ بہترین معروف طریقہ ہے جو ایک اسلامی معاشرے میں نبی کے اجتہادی عمل سے رائج ہوا اور اس سے بہتر، آسان اور سادہ طریقہ ممکن ہی نہیں ہے۔
ظاہر ہے کہ اس خطبہ نکاح کا نہ آخرت میں ہماری مسئولیت سے کوئی تعلق ہے اور نہ یہ آخرت میں نجات کے لوازمات میں سے ہے ، البتہ اس کا تعلق حسن معاشرت سے ہے۔"

احادیث کا شرعی جواز

احادیث کی روشنی میں

کیا پوچھ سکتے ہیں کہ ان احادیث کو رد کرنے اور دوسری صحاحِ ستہ کی احادیث کو شرف قبولیت بخشنے کا معیار کیا ہے ؟
کس نے یہ معیار مقرر کیا ہے ؟
اس کی بنیاد کیا ہے ؟
صرف موضوعات کی بنیاد پر یا راویان کے نسب حسب کیوجہ ہے۔؟
کیا صحاحِ ستہ کی بقایا احادیث کو کماحقہ تجزیہ کے بعد صحیح کا درجہ دے دیا ہے اس کے بعد کوئی معترض نہیں ہو گا؟
برائے مہربانی سوالات کو مد نظر رکھ کر جواب دینا۔

میرے محترم دوست حیدر ملک صاحب نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں چند انتہائی اہم بنیادی سوالات پوچھے۔ جناب حیدر ملک کے تمام سوالات، میں جامع انداز میں مختصر جواب دینا چاہتا ہوں۔

میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جواز کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں اور احادیث سے ہی اس کی دلیل پیش کرنا چاہتا ہوں۔

لیکن میں یہ مانتا اور سمجھتا ہوں کہ احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی تاریخ ہیں۔
مجھے لگتا ہے کہ میرے دوست کو اس کے زیادہ تر سوالات کے جواب مل جائیں گے۔

آئیے پہلے شروع کرتے ہیں
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فیصلے کیسے ہوتے تھے..

تاریخ میں جھانکیں تو حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فیصلے کیسے ہوئے ....

سنن ترمذی #1327

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: كَيْفَ تَقْضِي ؟ فَقَالَ: أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ. قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ ؟ قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِي، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو (قاضی بنا کر) یمن بھیجا، تو آپ نے پوچھا: ”تم کیسے فیصلہ کرو گے؟“، انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلے کروں گا، آپ نے فرمایا: ”اگر (اس کا حکم) اللہ کی کتاب (قرآن) میں موجود نہ ہو تو؟“ معاذ نے کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلے کروں گا، آپ نے فرمایا: ”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بھی (اس کا حکم) موجود نہ ہو تو؟“، معاذ نے کہا: (تب) میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو توفیق بخشی“۔

تبصرہ: یہ روایت "حدیث معاذ رضی اللہ عنہ" کے نام سے بہت مشہور ہے۔ حنفیوں کو یہ روایت بہت پسند ہے لیکن اہل حدیث سلفیوں نے اس روایت کو "ضعیف" کہہ کر رد کیا ہے، لیکن کیوں، اس روایت میں لفظ "أَجْتَهِدُ رَأْيِي" استعمال ہوا ہے۔ لفظ "أَجْتَهِدُ رَأْيِي" (رائے سے اجتہاد) اہلحدیث سلفیوں کے نزدیک قابل نفرت ہے، اسی لیے ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی اسے ضعیف سمجھتے ہیں۔

سنن ابوداؤد # 3583

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ بِشَيْءٍ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ .

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں انسان ہی ہوں ، تم اپنے مقدمات کو میرے پاس لاتے ہو، ہو سکتا ہے کہ تم میں کچھ لوگ دوسرے کے مقابلہ میں اپنی دلیل زیادہ بہتر طریقے سے پیش کرنے والے ہوں تو میں انہیں کے حق میں فیصلہ کر دوں جیسا میں نے ان سے سنا ہو، تو جس شخص کے لیے میں اس کے بھائی کے کسی حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اس میں سے ہرگز کچھ نہ لے کیونکہ میں اس کے لیے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ رہا ہوں ۔

سنن ابوداؤد #3585

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ، فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهِ.

اس سند سے بھی ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث مروی ہے، اس میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ دونوں ترکہ اور کچھ چیزوں کے متعلق جھگڑ رہے تھے جو پرانی ہو چکی تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں تمہارے درمیان اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں جس میں مجھ پر کوئی حکم نہیں نازل کیا گیا ہے

<u>تاریخ سے ایک صفحہ</u>

امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (متوفی 40 ہجری) آپ کے پاس حدیث کا ایک نسخہ بھی تھا جس کا نام "صحیفہ علی" تھا۔

صحیح بخاری حدیث نمبر 111

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مُطَرِّفٍ ، عَنْ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ ، قَالَ : قُلْتُ لِعَلِيٍّ : هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ ؟ قَالَ : لَا ، إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ ، أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ ، قَالَ : قُلْتُ ، فَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ ؟ قَالَ : الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ ، وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ .

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہیں وکیع نے سفیان سے خبر دی، انہوں نے مطرف سے سنا، انہوں نے شعبی رحمہ اللہ سے، انہوں نے ابوحجیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی (اور بھی) کتاب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، مگر اللہ کی کتاب قرآن ہے یا پھر فہم ہے جو وہ ایک مسلمان کو عطا کرتا ہے۔ یا پھر جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔ میں نے پوچھا، اس صحیفے میں کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، دیت اور قیدیوں کی رہائی کا بیان ہے اور یہ حکم کہ مسلمان، کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

آئیے صحیح مسلم سے حدیث کے متعلق اندرونی شواہد دیکھتے ہیں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات 68 ہجری میں ہوئی، برائے مہربانی اس روایت کو غور سے پڑھیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات 68 ہجری سے پہلے جعلی حدیثیں تیزی سے پھیل رہی تھیں اور اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعلی اور من گھڑت احادیث کو کیسے نظر انداز کیا؟

صحیح مسلم نمبر 21

حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْغَيْلَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيَّ ، حَدَّثَنَا رَبَاحٌ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، قَالَ : جَاءَ بُشَيْرٌ الْعَدَوِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ، وَيَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ، لَا يَأْذَنُ لِحَدِيثِهِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ.فَقَالَ : يَا ابْنَ عَبَّاسٍ ، مَالِي لَا أَرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيثِي ، أُحَدِّثُكَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْمَعُ ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : " إِنَّا كُنَّا مَرَّةً إِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا ، يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَدَرَتْهُ أَبْصَارُنَا ، وَأَصْغَيْنَا إِلَيْهِ بِآذَانِنَا ، فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ ، لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا مَا نَعْرِفُ .

مجاہد سے روایت ہے بشیر بن کعب عدوی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کان نہ رکھا ان کی طرف نہ دیکھا ان کو۔ بشیر بولے اے ابن عباس! تم کو کیا ہوا جو میری بات نہیں سنتے۔ میں حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تم نہیں سنتے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے یہ سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تو اسی وقت اس طرف دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے۔ پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی غلط روایتیں شروع ہو گئیں) تو ہم لوگوں نے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہیں (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اس کو سن لیتے ہیں)۔

امام بخاری کا دعویٰ

" میں نے اپنی کتاب میں کوئی ایسی حدیث داخل نہیں کی ہے جو صحیح نہ ہو، مگر بہت سی صحیح حدیثیں چھوڑ دی ہیں تا کہ کتاب طویل نہ ہو جائے۔ (تاریخ بغداد، ج 2 ص 8 – 9، تہذیب النووی ج 1، ص 74، طبقات السبکی ج 2 ص 7) بلکہ ایک اور موقع پر وہ اس کی تصریح بھی کرتے ہیں کہ ‘‘میں نے جو صحیح حدیثیں چھوڑ دی ہیں وہ میری منتخب کردہ حدیثوں سے زیادہ ہیں۔’’ اور یہ کہ ‘‘مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں۔’’ (شروط الائمۃ الخمسہ، ص 49)

تبصرہ: میرے خیال میں امام بخاری اس زمانے کے سپر کمپیوٹر تھے یا وہ بادام بہت زیادہ کھاتے تھے۔ان سے جڑی مضحکہ خیز کہانیاں۔

انکار حدیث کا آغاز کیسے اور کب ہوا؟

تاریخ میں ہم پڑھتے ہیں کہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تھوڑی مقدار میں، خاص حالات میں ‘ لو پروفائل پر حدیثیں لکھی اور جمع کیں۔ ۔ یہ دلیل بھی درست ہے کہ حدیث کی تالیف تیسری صدی ہجری میں بہت زیادہ مقدار میں شروع ہوئی۔

ام المومنین عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا

جمع کردہ احادیث کا مجموعہ

وہ ہجرت سے 19 سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں، وہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چھوٹی بیٹی تھیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا وہ واحد کنواری تھیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی تھی

بیوی اور قریبی ساتھی کی حیثیت سے ام المومنین عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم اور بصیرت حاصل کی جو کسی عورت نے حاصل نہیں کی۔ وہ تاریخ کی سب سے زیادہ سیکھنے والی مسلم فقیہہ تھیں۔ آپ کا انتقال 17 رمضان المبارک 57 ہجری کو ہوا اور بقیع قبرستان میں دفن ہوئیں۔

انہوں نے تقریباً 2200 احادیث بیان کیں جیسا کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنی۔

یہ بہت حیران کن بات ہے کہ بخاری نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صرف 741 احادیث لی ہیں اور 1250 سے زائد رد کی ہیں، دوسری طرف مسلم نیشا پوری نے ان سے 503 احادیث لی ہیں اور 1690 سے زائد روایتوں کو رد کیا ہے۔

بخاری اور مسلم نیشاپوری نے ام المومنین عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ احادیث رسول کا انکار کیوں کیا؟

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مخطوطہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معروف صحابی، جن کا نام عبداللہ بن عمرو بن العاص (متوفی 63 ہجری) ہے، نے ایک مخطوطہ تیار کیا تھا جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست روایت کی تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مخطوطة "صحیفہ الصادقہ" کے نام سے مشہور ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد مجاہد ابن جبر، (21-103ھ) کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مخطوطہ دیکھا تو میں نے اس کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: یہ الصادقہ ہے اور اس میں وہ ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، اور اس میں میرے اور پیغمبرکے درمیان کوئی نہیں ہے۔

ابن سعد طبقہ الکبری دارالصدر 2/373

یہ "صحیفہ صادقہ" بعد میں ان کے پوتے "عمرو بن شعیب (متوفی 118ھ) کو منتقل ہوئی، اگرچہ یہ کتاب آج موجود نہیں ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا ہے کہ: "جب عمرو بن شعیب اپنے دادا سے اپنے والد کے ذریعے روایت کرتے ہیں تو یہ (اس) کتاب سے ہے۔" (تہذیب التہذیب 8/49

صحیفہ صادقہ میں حدیث کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے .متعدد محدثین نے بتایا ہے کہ صحیفہ صادقہ میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ روایتیں ہیں (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے 5374 حدیث روایت کی ہے) ڈاکٹر حمید اللہ نے بتایا کہ اس کتاب میں تقریباً 10000 (دس ہزار) احادیث ہیں۔ تاریخ حدیث از ڈاکٹر حمید اللہ، صفحہ نمبر 25 ' لیکن بعض نے اس میں تقریباً 700 روایات کا بیان کیا ہے ، میں آخری بیان پر بحث کرتا ہوں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً 700 روایتیں نقل کی ہیں۔ امام بخاری نے صرف 64 حدیثیں لی ہیں اور امام مسلم نے ان سے 56 احادیث لی ہیں .امام بخاری نے 636 احادیث کو رد کیا اور امام مسلم نے 646 احادیث کو رد کیا۔

بخاری اور مسلم نیشاپوری نے صحابی رسول کریم عبداللہ بن عمرو بن العاص (متوفی 63 ہجری) کی روایت کردہ احادیث رسول کا انکار کیوں کیا؟

امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (متوفی 40 ہجری) آپ کے پاس حدیث کا ایک نسخہ تھا جس کا نام "صحیفہ علی" تھا۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہیں وکیع نے سفیان سے خبر دی، انہوں نے مطرف سے سنا، انہوں نے شعبی رحمہ اللہ سے، انہوں نے ابوحجیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی (اور بھی) کتاب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، مگر اللہ کی کتاب قرآن ہے یا پھر فہم ہے جو وہ ایک مسلمان کو عطا کرتا ہے۔ یا پھر جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔ میں نے پوچھا، اس صحیفے میں کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، دیت اور قیدیوں کی رہائی کا بیان ہے اور یہ حکم کہ مسلمان، کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ (بخاری# 111)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے "صحیفہ علی رضی اللہ عنہ" میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے 586 احادیث روایت کی ہیں۔ امام بخاری نے 95 احادیث لی ہیں جب کہ انہوں نے 491 حدیثوں کو رد کیا۔ امام مسلم نے 51 حدیثیں لی ہیں جب کہ انہوں نے 532 احادیث کو رد کیا۔

بخاری اور مسلم نیشاپوری نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ (متوفی 40 ہجری) کی روایت کردہ احادیث رسول کا انکار کیوں کیا؟

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کی تالیفات

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (متوفی: 59ھ) کو روایت کی ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے۔

تاریخ میں ہم پڑھتے، سنتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً 5374 احادیث روایت کی ہیں۔ یہ احادیث کی ایک بڑی تعداد تھی جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے 3 سال کے اندر جمع کی تھی۔

(جامع بیان العلم، حدیث 422)

ایک پراسرار چیز جو مجھے احادیث کے ذخیرے کا اتنی بار مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتی ہے کہ امام بخاری نے ابوہریرہ سے 1004 احادیث لیں اور 4370 احادیث کو رد کیا۔ امام مسلم نے 1121 حدیثیں لیں اور 4253 حدیثیں رد کیں۔

بخاری اور مسلم نیشاپوری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (متوفی: 59ھ) کی روایت کردہ احادیث رسول کا انکار کیوں کیا؟

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا مخطوطہ

انس بن مالک (متوفی 92ھ) کے پاس حدیث کا اپنا نسخہ تھا جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

معبد بن ہلال تابعی کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو وہ ہمارے پاس ایک نسخہ لے کر آئے اور کہا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو میں نے اسے لکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ (مستدرک الحاکم، حدیث 6452)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کم عمر صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور حیات میں ہی احادیث کے ذاتی مجموعے بنانا شروع کیے تھے، لیکن بہت کم۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے 2286 احادیث روایت کی ہیں۔ امام بخاری نے 792 احادیث لیں جب کہ انہوں نے 1490 حدیثوں کو رد کیا۔ امام مسلم نے 558 احادیث لیں جب کہ انہوں نے 1728 احادیث کو رد کیا۔

بخاری اور مسلم نیشاپوری نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ (متوفی 92ھ) کی روایت کردہ احادیث رسول کا انکار کیوں کیا؟

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی کتب

ایک اور معروف صحابی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی عبداللہ ابن عباس (متوفی 68 ہجری) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابن عباس کی عمر 13 سال تھی۔

موسیٰ بن عقبہ، تابعی (55-141 ہجری) کہتے ہیں: "کریب بن ابی مسلم (متوفی 98 ہجری سے پہلے)، ابن عباس کے آزاد کردہ غلام نے ابن عباس کی کتابیں جو اونٹ کے بوجھ کے برابر تھیں ہمارے سامنے رکھ دیا۔ (ابن سعد کی طبقات الکبریٰ 5/293)

موسیٰ بن عقبہ کا اونٹ کا بوجھ ایک مضحکہ خیز خیال ہے۔

سوال یہ ہے کہ ابن عباس نے اسٹیل پلیٹوں پر احادیث لکھیں؟

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے 1660 احادیث روایت کی ہیں۔ امام بخاری نے 321 احادیث لیں جب کہ انہوں نے 1339 احادیث کو رد کیا۔ امام مسلم نے 594 احادیث لیں جب کہ انہوں نے 1066 احادیث کو رد کیا۔

بخاری اور مسلم نیشاپوری نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (متوفی 92ھ) کی روایت کردہ احادیث رسول کا انکار کیوں کیا؟

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مخطوطہ

صحابی رسول اللہ ، ایک پرجوش فوجی کمانڈر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی 32 ہجری)، ان کا نسخہ احادیث بھی تھا۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کے پاس ایک کتاب تھی اور انہوں نے قسم کھائی کہ ''بے شک میرے والد نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے''۔ (399، جامع بیان العلم)

عبداللہ بن مسعود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے 848 روایتیں نقل کی ہیں . جیسا کہ میں نے حساب کیا کہ امام بخاری نے صرف 219 احادیث لی ہیں اور امام مسلم نے ان سے 133 احادیث لی ہیں .امام بخاری نے 629 احادیث کو رد کیا اور امام مسلم نے 715 احادیث کو رد کیا۔

بخاری اور مسلم نیشاپوری نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی 32 ہجری) کی روایت کردہ احادیث رسول کا انکار کیوں کیا؟

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی روایتیں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً پانچ سال تھی۔

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ (متوفی 74ھ) کا تعلق بنی خزرج سے ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نوجوان ساتھی تھے۔ ابو سعید خدری نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے 1170 احادیث روایت کی ہیں۔

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے 1170 حدیثیں بیان کیں لیکن امام بخاری نے 180 حدیثیں لیں اور 990 احادیث کو رد کیا .امام مسلم نے 204 حدیثیں لیں اور 966 احادیث کو رد کیا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مخطوطہ

جابر بن عبد اللہ رَضی اللہُ عنہُ ہجرت سے پندرہ سال پہلے مدنیہ میں پیدا ہوئے.جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (متوفی 70ھ) نے حج کے متعلق احادیث روایت کی ہیں.

مجاہد، تابعی نے جابر کے نسخے سے روایت کی ہے۔ (طبقات الکبری 5/467)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً 1540 روایتیں نقل کی ہیں . جیسا کہ میں نے تلاش کیا امام بخاری نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے 281 احادیث لی ہیں اور امام مسلم نے ان سے 445 احادیث لی ہیں . امام بخاری نے 1259 احادیث کو رد کیا ہے اور امام مسلم نے 1095 احادیث کو رد کیا ہے۔

بخاری اور مسلم نیشاپوری نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (متوفی 70ھ) کی روایت کردہ احادیث رسول کا انکار کیوں کیا؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، متوفی: (73) ہجری۔ آپ ہجرت سے 10 سال پہلے پیدا ہوئے اور چھوٹی عمر میں اپنے والد امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ ہجرت کر گئے۔ ان کے پاس حدیث کی ایک کتاب تھی۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے 1630 حدیثیں روایت کیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے 1630 حدیثیں بیان کیں لیکن امام بخاری نے 81 حدیثیں لیں اور 1549 احادیث کو رد کیا .امام مسلم نے 32 حدیثیں لیں اور 1598 احادیث کو رد کیا۔

بخاری اور مسلم نیشاپوری نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث رسول کا انکار کیوں کیا؟

آئیے بخاری اور مسلم نیشاپوری کے دو مشہور اساتذہ کی طرف آتے ہیں جن کے پاس مسند کہلانے والی روایت کا اپنا مجموعہ ہے .

اسحاق بن راہویہ 161 ~ 238ھ

اسحاق بن راہویہ کا "مسند اسحاق بن راہویہ" کے نام سے حدیث کا اپنا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب 2425 احادیث کا مجموعہ ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ اسحاق بن راہویہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صرف 543 حدیثیں لیں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہزاروں حدیثیں رد کیں، اسی طرح اسحاق بن راہویہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے 1272 حدیثیں لیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے 900 سے زائد احادیث کو رد کیا۔

دوسرے سرے پر ایک انتہائی خوفناک حالت یہ تھی کہ امام بخاری نے اپنے استاد اسحاق بن راہویہ صرف 51 احادیث لیں اور امام مسلم نے اپنے استاد اسحاق بن راہویہ سے 66 احادیث لیں، ان کی مسند میں 2425 احادیث ہیں، یعنی امام بخاری اور امام مسلم نے اپنے استاد اسحاق بن راہویہ کی ہزاروں احادیث کو رد کیا ہے۔ ان کے استاد اسحاق بن راہویہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہزاروں حدیثوں کو رد کرتے ہیں۔

. ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی 150 ~ 219 ہجری

علوم حدیث میں الحمیدی کے نام سے مشہور امام بخاری کے استاد تھے۔ ان کی کتاب "مسند الحمیدی" کے نام سے مشہور ہے۔

عبداللہ بن الزبیر الحمیدی ایک حافظ، فقیہ شافعی فقہ کے عالم اور الحرام کے شیخ تھے۔ انہوں نے خود امام شافعی کی مجلس میں تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے سفیان بن عیینہ اور فضیل بن عیاض سے بھی احادیث کا مطالعہ کیا اور روایت کی۔ حدیث کی طرح فقہ میں بھی امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ امام

شافعی سے اس فن میں خصوصی مہارت پیدا کی۔ جب امام شافعی مصر گئے تو حمیدی بھی ان کے ساتھ رہے اس طرح وہ امام صاحب کے بکثرت اجتہاد کے امین بن گئے۔ امام شافعی کی وفات کے بعد مصر سے پھر مکہ واپس آ گئے اور وہاں مفتی و فقیہ کی حیثیت سے بڑی شہرت پائی۔ امام شافعی فرماتے کہ میں نے الحمیدی سے بڑھ کرحافظ محدث نہیں دیکھا انہوں نے سفیان بن عیینہ سے 10000(دس ہزار) حدیثیں نقل کیں امام احمد حنبل فرماتے الحمیدی ہم میں امام ہیں .ان کے شاگردوں میں بخاری، نسائی، ترمذی، ابو زرعہ الرازی اور ابو حاتم الرازی شامل تھے۔ 219ھ میں مکہ میں وفات پائی .

مسند الحمیدی میں 1360 احادیث ہیں۔ حمیدی نے اپنی کتاب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے 254 احادیث، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے 136 احادیث اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے 20 حدیثیں لی ہیں۔

الحمیدی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا , عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہ کی ہزاروں حدیثوں کو رد کیا۔

یہ بہت حیران کن بات ہے کہ بخاری نے اپنے استاد حمیدی سے صرف 75 روایتیں لیں اور اپنے استاد حمیدی کی 1250 روایتوں کا انکار کیا۔

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حدیث لکھنے اور روایت کرنے پر پابندی لگا دی۔

محمد حسین ہیکل

کتاب "سیدنا عمر الفاروق"

عمر ابن الخطاب نے ایک بار حدیث کو تحریر کرنے کے مسئلے سے نمٹنے کی کوشش کی۔ انہوں نے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا ، انہوں نے اس خیال کی حوصلہ افزائی کی ، لیکن انھیں اس بات کا زیادہ یقین تھا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ ایک دن انہوں نے اپنا ذہن بنا لیا اور اعلان کیا: "میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات لکھنا چاہتا تھا ، لیکن مجھے خدشہ ہے کہ خدا کی کتاب کو پسِ پشت ڈال دیا جائے گا۔ لہذا میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ " لہذا انہوں نے اپنا خیال بدل لیا اور صوبوں میں مسلمانوں کو ہدایت دی: "جس کے پاس نبی (ص) کی کوئی روایت لکھی ہو وہ اسے ختم کردے۔" لہذا حدیث زبانی طور پر پھیلتی رہی اور اسے المامون **(190 ھ سے 218ھ تک حکومت کی)** کے عہد تک جمع نہیں کیا گیا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ

ذہبی نے بیان کیا: امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب مرتب کی ، جس میں پیغمبر کی 500 روایات تھیں ، اور اسے اپنی بیٹی عائشہ کے حوالے کر دیا۔ اگلی صبح انہوں نے اسے واپس لیا اور اسے جلا دیا، یہ کہتے ہوئے کہ: "میں نے وہ لکھا ہے جو کچھ میں نے سمجھا تھا لیکن یہ ممکن

ہے کہ اس میں کچھ ایسی چیزیں ہوں جو نبی کے بیان کردہ الفاظ کے ساتھ مناسبت نہ رکھتی ہوں۔"
تذکرۃ الحفاظ جلد # 1، صفحہ # 9 ~ 11. امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ، ہم معمر بن راشد کے حوالے سے یہ سیکھتے ہیں کہ آپ کی خلافت کے دوران میں ، عمر نے ایک بار حدیث کی سند کے موضوع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا۔ ہر ایک نے اس نظریہ کی تائید کی۔

اس کے باوجود امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہچکچاتے رہے اور ہدایت اور روشنی کے لئے پورے مہینے خدا سے دعا کرتے رہے۔

آخر کار ، یہ کام نہ کرنے کا فیصلہ کیا ، اور کہا: "پچھلی قوموں نے کتاب الہی کو نظرانداز کیا اور صرف انبیاء کے طرز عمل پر ہی توجہ مرکوز کی ، میں قرآن اور پیغمبر کی احادیث کے مابین الجھن کا امکان پیدا نہیں کرنا چاہتا۔

(طبقات ابن سعد)

تبصرہ: تمام اہل حدیث سیلفی نے احادیث کے ذخیرے کو جلانے کے لیے امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمل کی روایت کو قبول نہیں کیا۔ الذهبی کی تذکرۃ الحفاظ ان روایات کے ماخذ کے طور پر۔ ان دونوں روایتوں کی طرف رجوع کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ذہبی نے ان دونوں کو ضعیف کیا ہے۔ وہ پہلے کے بارے میں تبصرہ کرتا ہے کہ یہ "مستند نہیں" ہے، اور یہ کہ دوسرا منقطع ہے۔ تذکرۃ الحفاظ جلد # 1، صفحہ # 9 ~ 11

اہل حدیث کی یہ غیر معمولی خصوصیت ہے کہ اپنی مرضی کی بات نہیں تو اس کو ضعیف یا "مستند نہیں" کہہ دیتے ہیں۔

صحیح مسلم نمبر 3004 میں حدیث کے بارے میں کیا ہے؟

حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " لاَ تَكْتُبُوا عَنِّي وَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوا عَنِّي وَلاَ حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَىَّ - قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهُ قَالَ - مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ " .

ہداب بن خالد ازدی نے کہا:ہمیں ہمام نے زید بن اسلم سے حدیث بیان کی،انھوں نے عطاء بن یسار سے اور انھوں نے حضرت ابو سعیدخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"مجھ سے(سنی ہوئی باتیں)مت لکھو،جس نے قرآن مجید(کے ساتھ اس کے علاوہ میری کوئی بات(حدیث) لکھی وہ اس کو مٹا دے،البتہ میری حدیث(یاد رکھ کرآگے) بیان کرو،اس میں کوئی حرج نہیں،اور جس نے مجھ پر جھوٹ باندھاوہ ا پنا ٹھکانا جہنم میں بنالے.... ۔ہمام نے کہا:میرا خیال ہے کہ انھوں(زید بن اسلم) نے کہا:جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ ا پنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔" صحیح مسلم: كِتَابُ الزُّهْدِ

وَالرَّقَائِقِ (بَابُ التَّثَبُّتِ فِي الْحَدِيثِ وَحُكْمِ كِتَابَةِ الْعِلْمِ)

آئیے دیکھتے ہیں کہ **ہمام بن منبہ** اس روایت میں اپنے تبصرے کس طرح زبردستی کرتے ہیں۔

قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهُ قَالَ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ " حمام نے لفظ مُتَعَمِّدًا کا اضافہ کیا۔"

روایت میں اس قسم کی بدمعاشی عام ہے۔ حدیث بیان کرنے والوں میں الفاظ کی دھوکہ دہی عام تھی۔

لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ حدیث کا کوئی شرعی جواز نہیں ہے۔ حدیث کو رسول کریم کے دور کی تاریخ کے طور پر لیا جا سکتا ہے جو صرف لوگوں کے بیانات تھے۔

میں اپنے آخری الفاظ میں نتیجہ اخذ کرتا ہوں۔

جھوٹی حدیثیں گھڑنا اور الجرح و التعدیل دونوں شیطانی کام ہیں۔

ابتدائی مسلمان علماء کی اکثریت ان میں سے بصری، کوفی، بغدادی، شامی نے الجراح و التعدیل کے مفروضے کے اس وقت کو ضائع کرنے کا طریقہ ایجاد کیا۔ اس قسم کے بے مقصد کاموں میں سینکڑوں لوگوں نے اپنا وقت الجرح والتعدیل میں خراب کیا اور لوگوں کا وقت بھی خراب کیا۔

کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ مسلمان علماء کے پاس خراب کرنے کے لیے بہت زیادہ وقت ہے، وہ درست تھے کیونکہ بے حس مسلم علماء کو ایرانی مجوسی رافضیوں اور ملوک ڈکٹیٹروں یعنی عباسی ملوکوں کی سرپرستی حاصل تھی۔

وہ دن رات جھوٹی حدیثیں گھڑنے میں مصروف ہیں، ایک اور گروہ ان پر تنقید کرنے میں مصروف ہے، دونوں گروہ ملوکوں سے ملنے والی رقم اور اثاثوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ عباسی ملوکوں نے ان کے لیے بہت بڑا فنڈ دیا۔

آج تک وہ مجوسی رافضیوں کے فنڈز سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

یہ سب دھوکہ دہی کا شیطانی کاروبار ہے۔

حوالہ جات :

..کتابت و تدوین حدیث، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے قلم سے

از مولانا ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی، جامعہ دارالعلوم کراچی۔

.. کتابت حدیث از مولانا الحاج سید منّت اللہ رحمانی

.. کتابت حدیث، عہد صحابہ میں، از مفتی رفیع عثمانی

..محدثین اور ان کی کتابوں کا تعارف مولانا سلیم اللہ خان

..علم حدیث اور چند اہم محدثین از سلیم قدوائی

..تاریخ تدوین حدیث از مولانا عبدالرشید نعمانی

.. ابتدائی حدیث ادب میں مطالعہ , از ایم ایم اعظمی

..مسند الحمیدی از امام حمیدی

..انکار حدیث کے نتائج از مولانا سرفراز خان صفدر
..اس دور کا عظیم فتنہ از مفتی ولی حسن ٹونکی
..تاریخ حدیث از ڈاکٹر حمید اللہ
..بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
..مسند اسحاق بن راہویہ
حجیتِ حدیث اور انکارِ حدیث، از ڈاکٹر حافظ محمد زبیر، اسسٹنٹ پروفیسر، کامسیٹ، لاہور، پاکستان۔
...علوم اسلامیہ اور مستشرقین، ڈاکٹر محمد ثناء اللہ ندوی نے عربی سے ترجمہ کیا۔
.. الطبقات الكبرى، ابن سعد (168 ~230 ہجری)
.. سير أعلام النبلاء - الذهبي (673 ~748 ہجری)
.. تهذيب الكمال في أسماء الرجال - المزي (654~742 ہجری)
.. ميزان الاعتدال في نقد الرجال- الذهبي (673 ~748 ہجری)
.. تقريب التهذيب - ابن حجر العسقلاني (773 ~852 ہجری)
.. تهذيب التهذيب - ابن حجر (773 ~852 ہجری)
.. لسان الميزان - ابن حجر (773 ~852 ہجری)
.. ثقات ابن حبان (270~354 ہجری)
.. الإصابة في تمييز الصحابة - ابن حجر(773 ~852 ہجری)

غزوہ ہند

حقیقت یا افسانہ

دشمنی حقیقت پر مبنی ہونی چاہیے لیکن فرضی کہانیوں پر نہیں کیونکہ فرضی کہانیاں انسان کو بیوقوف بنا دیتی ہیں۔

غزوہ ہند، حقیقت یا افسانہ؟ آئیے جانتے ہیں حقائق کیا ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ 2023 میں ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی اب 22 کروڑ ہے جو کہ 2099 میں 70 کروڑ سے زیادہ ہونے کا امکان ہے۔
اگر ہم فرض کریں کہ قیامت ایک ہزار سال کے بعد آئے گی تو ہندوستان میں مسلمانوں کی متوقع آبادی 300 کروڑ کے لگ بھگ ہوگی، سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے 300 کروڑ مسلمان چند ہزار آوارہ اور موالی غنڈوں کے حملے کو کیسے برداشت کریں گے۔
وہ ان غنڈوں کو نیست و نابود کر دیں گے اور یہ احمقانہ غزوہ ہند کا ڈراپ سین ہو گا... مضحکہ خیز کہانیاں اور ان کہانیوں کے بے حس نفسیاتی احمق پیروکار!!
فرض کریں کہ اگر قیامت ایک ہزار سال بعد آئے تو موجودہ ہندوستان پہلے ہی ایک ہزار سال بعد 137 ہندو ممالک، 42 مسلم ممالک اور 3 سکھ ممالک میں تقسیم ہو چکا ہوگا، تو قیامت کے قریب غزوہ ہند میں کس ہندو ملک پر حملہ کیا جائے گا؟

آئیے مختلف کتب احادیث میں اس موضوع سے متعلق کچھ مشکوک روایات دیکھتے ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں اور جن کا نہ کوئی سر ہے نہ پاؤں۔ کھودا پہاڑ نکلا چوہا...

صحاح ستہ میں صرف سنن نسائی # 3175 ~ 3177 میں ان روایات کو بیان کیا گیا ہے۔

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ أَخِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَدِيٍّ الْبَهْرَانِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَام .

ثوبان رضی اللہ عنہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ; رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے محفوظ کر

دیا ہے۔ ایک گروہ وہ ہو گا جو ہند پر لشکر کشی کرے گا اور ایک گروہ وہ ہو گا جو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہو گا“۔
حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
مسلمانوں نے معاویہ کے زمانے میں 44 ہجری میں ہندوستان پر حملہ کیا اور کچھ ایسے واقعات پیش آئے جن کی وضاحت ذیل میں کی جائے گی۔ اس پر غزہ کے حکمران محمود ابن سبکتگین نے بھی حملہ کیا تھا جس نے 400 ہجری کے لگ بھگ ہندوستان کو فتح کیا تھا۔ اس نے اپنی فوج کے ساتھ ہندوستان پر حملہ کیا، جہاں اس نے ہزاروں لوگوں کو قتل کیا، قیدی بنائے اور مال غنیمت پر قبضہ کیا. محمود غزنوی کے افغان سپاہیوں نے ہزاروں خواتین کی عصمت دری اور اغواء کیا۔ وہ سومناتھ میں داخل ہوا جہاں اس نے سب سے بڑا بت توڑ دیا اور بت کے نیچے دفن کئی ٹن سونا لوٹ لیا۔

البدایہ والنہایہ (6/223

مذکورہ بالا احادیث کے عربی متن (متن) کے ساتھ تفصیلی حوالہ
حدیث نمبر 1:
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا الْبَرَاءُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَلِيلِي الصَّادِقُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: «يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْثٌ إِلَى السِّنْدِ وَالْهِنْدِ، فَإِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُ فَاسْتُشْهِدْتُ فَذَاكَ، وَإِنْ أَنَا فَذَكَرَ كَلِمَةً رَجَعْتُ وَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ قَدْ أَعْتَقَنِي مِنَ النَّارِ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ہندوستان کو فتح کریں گے، پس اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں بہترین لوگوں میں سے ہوں گا۔ شہداء اور اگر میں واپس آؤں تو میں ابو ہریرہ ہوں جو جہنم کی آگ سے محفوظ ہے۔
حوالہ:
امام احمد، المسند، جلد: 14، صفحہ: 419، نمبر: 8823

حدیث نمبر 2
حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الْوُصَابِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَدِيٍّ الْبَهْرَانِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْزُو الْهِنْ تَغْزُو الْهِنْ

حوالہ:

امام احمد بن حنبل، المسند، جلد: 37، صفحہ: 81، نمبر: 22396

نسائی، السنن، جلد: 6، صفحہ: 42، نمبر: 3175

طبرانی، مسند الشامین، جلد: 3، صفحہ: 89، نمبر: 1851

ابن ابی عاصم، الجہاد، جلد: 2، صفحہ: 665، نمبر: 288

طبرانی، الاوسط، جلد: 7، صفحہ: 23، نمبر: 6741

بیہقی، سنن الکبری، جلد: 9، صفحہ: 297، نمبر: 18600

حدیث نمبر 3:

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ بَعْضِ الْمَشْيَخَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ الْهِنْدَ، فَقَالَ: «لَيَغْزُوَنَّ الْهِنْدَ لَكُمْ جَيْشٌ، يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَأْتُوا بِمُلُوكِهِمْ مُغَلَّلِينَ بِالسَّلَاسِلِ، يَغْفِرُ اللَّهُ ذُنُوبَهُمْ، فَيَنْصَرِفُونَ حِينَ يَنْصَرِفُونَ فَيَجِدُونَ ابْنَ مَرْيَمَ بِالشَّامِ» قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنْ أَنَا أَدْرَكْتُ تِلْكَ الْغَزْوَةَ بِعْتُ كُلَّ طَارِفٍ لِي وَتَالِدٍ وَغَزَوْتُهَا، فَإِذَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَانْصَرَفْنَا فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرِّرُ، يَقْدَمُ الشَّامَ فَيَجِدُ فِيهَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَلَأَحْرِصَنَّ أَنْ أَدْنُوَ مِنْهُ فَأُخْبِرُهُ أَنِّي قَدْ صَحِبْتُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَحِكَ، ثُمَّ قَالَ: «هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ»

حوالہ:

نعیم بن حماد، الفتن، جلد: 1، صفحہ: 409، نمبر: 1236

اسحاق بن راہویہ، المسند، جلد: 1، صفحہ: 462، نمبر: 573

حدیث نمبر 4

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: «يَبْعَثُ مَلِكٌ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ جَيْشًا إِلَى الْهِنْدِ فَيَفْتَحُهَا، فَيَطَئُوا أَرْضَ الْهِنْدِ، وَيَأْخُذُوا كُنُوزَهَا، فَيُصَيِّرُهُ ذَلِكَ الْمَلِكُ حِلْيَةً لَبَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَيُقْدِمُ عَلَيْهِ ذَلِكَ الْجَيْشُ بِمُلُوكِ الْهِنْدِ مُغَلَّلِينَ، وَيُفْتَحُ لَهُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، وَيَكُونُ مَقَامُهُمْ فِي الْهِنْدِ إِلَى خُرُوجِ الدَّجَّالِ»

حوالہ:

نعیم بن حماد، الفتن، جلد 1، صفحہ: 409، نمبر: 1235

جلد 1، صفحہ: 402 #1215)

حدیث نمبر 5:

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَغْزُو قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي الْهِنْدَ، فَيَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَأْتُوا بِمُلُوكِ الْهِنْدِ مَغْلُولِينَ فِي السَّلَاسِلِ، يَغْفِرُ اللَّهُ لَهُمْ ذُنُوبَهُمْ، فَيَنْصَرِفُونَ إِلَى الشَّامِ فَيَجِدُونَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ بِالشَّامِ »

حوالہ:

نعیم بن حماد، الفتن، جلد: 1، صفحہ: 399، نمبر: 1202
نعیم بن حماد، الفتن، جلد: 1، صفحہ: 410، نمبر: 1239 .

یہ حدیث ابو ہریرہ سے تین سندوں سے مروی ہے۔
پہلی سند جبر بن عبیدہ نے ابو ہریرہ کی ہے۔

اسے امام احمد نے مسند (12/28) وغیرہ میں روایت کیا ہے۔ یہ جبر بن عبیدہ کی وجہ سے ضعیف (ضعیف) سند ہے۔ ان سے کسی نے روایت نہیں کی سوائے ایک راوی کے جس کا نام سیار بن الحکم تھا اور کسی نے اسے ثقہ نہیں سمجھا۔ بلکہ ان کا ذکر صرف ابن حبان نے ثقات میں کیا ہے۔ چنانچہ امام ذہبی نے کہا: یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کون تھا، اور روایت عجیب ہے۔

(2 / 59تہذیب التہذیب)

دوسری سند البراء بن عبداللہ الغنوی ہے، حسن بصری سے، ابو ہریرہ سے، انہوں نے کہا

میرے قریبی دوست، سچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اس امت میں سے سندھ اور ہندوستان کی طرف ایک مہم چلائی جائے گی۔'' اگر میں اسے دیکھنے کے لیے زندہ رہوں اور شہید ہو جاؤں، تو خیر و عافیت ہے، اور اگر میں نے - اور اس نے کچھ کہا - واپس آؤں تو میں ابو ہریرہ ہوں جو آزاد کیا گیا ہے، مجھے آگ سے فدیہ دیا جائے گا۔

اسے نسائی نے سنن (نمبر 3173) میں اور احمد نے مسند (14/419) میں روایت کیا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک ضعیف سند ہے کیونکہ البرہ ابن عبداللہ الغنوی کی وجہ سے جن کے بارے میں ناقدین کا متفقہ طور پر اتفاق ہے کہ اس کی حدیث لاین (ایک قسم کی ضعیف حدیث) ہے، جیسا کہ یہ حدیث التہذیب میں کہتی ہے۔ 1/427)۔ مزید یہ کہ حسن بصری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان سناد میں خلل ہے۔

تیسری سند ہاشم بن سعید، کنانہ بن نبیح، ابو ہریرہ سے ہے۔

اسے ابن ابی عاصم نے الجہاد (نمبر 247) میں روایت کیا ہے، لیکن یہ ہاشم بن سعید کی وجہ سے بھی ضعیف سند ہے، جس کے بارے میں ابن معین نے کہا: وہ کچھ نہیں ہے۔ ابو حاتم نے کہا: اس کی حدیث ضعیف ہے۔ دیکھیں: تہذیب التہذیب (11 / 17).

چوتھی سند صفوان بن عمرو سے ہے، وہ اپنے ایک شیخ سے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اور آپ نے ذکر کیا۔ ہندوستان - پھر اس نے کہا: "تمہاری فوج ہندوستان پر چڑھائی کرے گی اور اللہ ان کو فتح دے گا، یہاں تک کہ وہ اپنے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑ لیں گے، اور اللہ ان کے گناہوں کو بخش دے گا۔ پھر وہ واپس آئیں گے اور جب وہ واپس آئیں گے تو ابن مریم کو شام (شام) میں پائیں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں اس مہم کو دیکھنے کے لیے زندہ رہا تو میں اپنے پاس موجود سب کچھ بیچ کر اس مہم میں شامل ہو جاؤں گا۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ ہمیں فتح عطا فرمائے اور ہم واپس لوٹیں تو میں ابو ہریرہ (جہنم کی آگ سے محفوظ) ہوں گا۔ اور جب ہم شام واپس جائیں گے تو وہاں عیسیٰ ابن مریم کو پائیں گے۔ پھر میں اس بات کو یقینی بناؤں گا کہ میں اس کے قریب آؤں اور اس سے کہوں کہ یا رسول اللہ میں آپ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسکرائے اور فرمایا: ’’ممکن، غیر ممکن‘‘۔ بہت مشکل؟

اسے نعیم بن حماد نے الفتن (ص 409) میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی شامل ہے جو ابو ہریرہ سے اپنی روایت کے بارے میں مبہم تھا۔ اس کی سند میں بقیہ ابن الولید بھی شامل ہے جو مدلس ہیں اور انہوں نے ’’عن‘‘ کہہ کر روایت کی ہے۔

تیسری حدیث ہے

میری امت کے کچھ لوگ ہندوستان پر چڑھائی کریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں فتح کرنے کی’’ توفیق دے گا یہاں تک کہ وہ ہندوستان کے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑ لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش دے گا۔ پھر وہ شام (شام) میں واپس آئیں گے اور انہیں شام میں عیسیٰ ابن مریم کو پائیں گے۔

اسے نعیم بن حماد نے الفتن (ص 399) میں روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم سے ولید نے بیان کیا، انہوں نے صفوان بن عمرو رضی اللہ عنہ سے، جس نے ان سے بیان کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

یہ سند صریحاً ضعیف ہے کیونکہ اسے ولید بن مسلم نے ’’عن‘‘ کہہ کر روایت کیا ہے۔ یہ بھی مرسل معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس میں کوئی اشارہ نہیں ہے کہ صفوان بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو یا وہ صحابی ہوں۔

چنانچہ خلاصہ یہ ہے کہ ثوبان کی حدیث جو فتح ہند کے بارے میں جھوٹی ہے

جہاں تک ابو ہریرہ کی حدیث کا تعلق ہے تو اس کی اکثر سندیں ضعیف ہیں۔ .

سنن نسائی حدیث نمبر 3175

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ سَيَّارٍ. ح قَالَ: وَأَنْبَأَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبِيدَةَ، وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، غَزْوَةَ الْهِنْدِ، فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي، فَإِنْ أُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ أَرْجِعْ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ .

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم (مسلمانوں) سے ہندوستان پر لشکر کشی کا وعدہ فرمایا، یعنی پیش گوئی کی، تو اگر ہند پر لشکر کشی میری زندگی میں ہوئی تو میں جان و مال کے ساتھ اس میں شریک ہوں گا۔ اگر میں قتل کر دیا گیا تو بہترین شہداء میں سے ہوں گا، اور اگر زندہ واپس آ گیا تو میں (جہنم سے) نجات یافتہ ابوہریرہ کہلاؤں گا۔
یہاں میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے متعلق بہت ہی متضاد اور مضحکہ خیز حدیث پیش کر رہا ہوں جو مسند احمد میں ہے۔ حدیث نمبر 21357

مسند احمد حدیث نمبر 21357

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمْ الرَّايَاتِ السُّودَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ خُرَاسَانَ فَأْتُوهَا فَإِنَّ فِيهَا خَلِيفَةَ اللَّهِ الْمَهْدِيَّ.

حضرت ثوبان ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے آتے ہوئے دیکھو تو ان میں شامل ہوجاؤ کیونکہ اس میں خلیفۃ اللہ امام مہدی ؓ ہوں گے۔
ثوبان رضی اللہ عنہ سے منسلک ایک اور بہت ہی متضاد و مضحکہ خیز حدیث پیش کر رہا ہوں جو سنن نسائی حدیث نمبر 3177 ہے۔

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ أَخِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَدِيٍّ الْبَهْرَانِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَام .

ثوبان رضی اللہ عنہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے محفوظ کر دیا ہے۔ ایک گروہ وہ ہو گا جو ہند پر لشکر کشی کرے گا اور ایک گروہ وہ ہو گا جو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہو گا"۔

قرآن کریم نے سورۃ آل عمران آیت نمبر 5 اور سورۃ المائدہ آیت نمبر 117 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی سختی سے تردید کی ہے۔

سورہ آل عمران آیت نمبر 55

إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَـٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۖ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ .

''میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمھیں وفات دوں گا اوراپنی طرف اٹھالوں گا اور(تیرے)ان منکروں سے تجھے پاک کروں گا اورتیری پیروی کرنے والوں کوقیامت کے دن تک ان منکروں پرغالب رکھوں گا۔ پھر تم سب کوبالآخرمیرے پاس آنا ہے ۔سواس وقت میں تمھارے درمیان ان چیزوں کافیصلہ کروں گاجن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔'' (3: 55)

سورۂ مائدہ میں قرآن نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے جو قیامت کے دن ہو گا۔اس میں اللہ تعالیٰ ان سے نصاریٰ کی اصل گمراہی کے بارے پوچھیں گے کہ کیاتم نے یہ تعلیم انھیں دی تھیں کہ مجھ کو اورمیری ماں کو اللہ کے سوامعبودبناؤ۔اس کے جواب میں وہ دوسری باتوں کے ساتھ یہ بھی کہیں گے کہ میں نے توان سے وہی بات کہی جس کاآپ نے حکم دیا تھا اورجب تک میں ان کے اندرموجودرہا، اس وقت تک دیکھتا رہاکہ وہ کیا کر رہے ہیں ۔ لیکن جب آپ نے مجھے اٹھا لیا تو میں نہیں جانتا کہ انھوں نے کیا بنایا اورکیا بگاڑ ا ہے ۔اس کے بعد توآپ ہی ان کے نگران رہے ہیں.

سورہ مائدہ آیت نمبر 117

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ .

''میں نے توان سے وہی بات کہی جس کا تونے مجھے حکم دیا تھاکہ اللہ کی بندگی کروجومیرابھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی، اورمیں ان پرگواہ رہا، جب تک میں ان کے اندرموجودرہا، پھرجب تونے مجھے اٹھا لیا توان پر تو ہی نگران رہا ہے اورتوہر چیزپرگواہ ہے ۔''

(مائدہ5: 117)

تمام احادیث سے تو کسی بھی قسم کا غزوہ ہند ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ ثوبان رضی اللہ عنہ سے منسوب احادیث کبھی خراسان کا لشکر، کبھی امام مہدی، کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ، کبھی سیاہ / گہرے سبز رنگ پرچم وغیرہ۔ یہ سب صرف پریوں کی کہانیوں کی طرح بے بنیاد کہانیاں ہیں۔

حدیث ثوبان اور ابو ہریرہ کی حدیث کے ظاہری مفہوم سے جو معلوم ہوتا ہے تمام احادیث ایک دوسرے کے خلاف ہیں - ہندوستان کی فتح کا ذکرقیامت کے قریب وقت کے آخر میں ہوگا۔ اس سے مسلمانوں کو کیا حاصل ہو گا؟

یہاں ایک منطق یہ ہے کہ میں نے گمان کیا کہ قیامت ایک ہزار سال بعد ہو گی۔ ایک ہزار سال کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی 3 ارب ہوگی تو ہندوستان کے 3 ارب مسلمان اپنے وطن پر حملہ کرنے والے ہزاروں موالی غنڈوں کے حملے کو کیسے برداشت کریں گے؟

فرض کریں کہ اگر قیامت ایک ہزار سال بعد آئے تو موجودہ ہندوستان پہلے ہی ایک ہزار سال بعد 137 ہندو ممالک، 42 مسلم ممالک اور 3 سکھ ممالک میں تقسیم ہو چکا ہوگا، تو قیامت کے قریب غزوہ ہند میں کس ہندو ملک پر حملہ کیا جائے گا؟

محمود غزنوی افغان نے لوٹ مار کے لیے ہندوستان پر کئی بار حملہ کیا اور ہر بار مندروں سے ٹنوں سونا لوٹا اور ہزاروں لوگوں کو قتل کیا، محمود کے حملوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، وہ ایک لٹیرا اور ڈاکو تھا۔ محمود غزنوی افغان کے بارے میں تمام تاریخی تصورات صرف کہانیاں ہیں۔

توہین رسالت اور کیا ہوتی ہے؟

متعہ کی احادیث

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن

جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا!

کیا کسی نبی یا رسول نے پہلے شراب، زنا، سود اختیار کرنے کا حکم دیا؟ پھر ان چیزوں سے منع کیا !! نہیں بالکل نہیں، یہ گناہ خود لوگوں نے اپنائے تھے۔ میں نے انبیاء اور رسولوں کی تاریخ میں متعہ جیسی چیزیں کبھی نہیں پائی جو انہوں نے اپنے پیروکاروں کو دی ہوں۔ مجھے تاریخ میں کبھی نہیں ملا۔ نہ تورات (تلمود) میں اور نہ اناجیل میں اس قسم کی حرکت ملتی ہے۔ مسلم تاریخ میں صرف بخاری، مسلم وغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام لگایا کہ آپ نے متعہ کو اختیار کرنے کا حکم دیا اور پھر 15 دن کے بعد متعہ کو حرام قرار دیا۔
مسلم نے یہ بھی کہا ہے کہ متعہ کی پیروی امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ہوئی تھی پھر امیر المومنین عمر بن الخطاب کے دور میں بھی متعہ پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔
بخاری ایک بے شرم مجرم تھا جس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ پر متعہ کی اجازت کا الزام لگایا۔

توہین رسالت کیا ہے؟ آپ کو بخاری و مسلم وغیرہ کے شیطانی، مجرمانہ خیالات کا علم ہونا چاہیے۔

صحیح مسلم # 3413
وحدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حدثنا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدٍ ، يُحَدِّثُ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ، قَالَا : خَرَجَ عَلَيْنَا مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فقَالَ : " إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا يَعْنِي : مُتْعَةَ النِّسَاءِ " .
سیدنا جابر اور سلمہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی نکلا اور اس نے پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی ہے۔

صحیح مسلم # 3416
حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ، حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنا ابْنُ جُرَيْجٍ ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ ، قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ، يَقُولُ : " كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ ، وَالدَّقِيقِ الْأَيَّامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبِي بَكْرٍ حَتَّى نَهَى عَنْهُ عُمَرُ فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ " .
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ہم متعہ کرتے تھے یعنی عورتوں سے کئی دن کے لئے ایک مٹھی کھجور اور آٹا دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہاں تک کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے عمرو بن حریث کے قصہ میں منع کیا۔

صحیح مسلم # 3417
حدثنا حدثنا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ ، حدثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ ، عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، قَالَ : كُنْتُ عَنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، فَأَتَاهُ آتٍ ، فقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ ، اخْتَلَفَا فِي الْمُتْعَتَيْنِ ، فقَالَ جَابِرٌ : فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ ، فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا .
ابونضرہ نے کہا کہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے دونوں متعوں (یعنی حج تمتع اور

عورتوں کے متعہ) میں اختلاف کیا ہے۔ سو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دونوں متعے کیے ہیں پھر ان دونوں سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا اس کے بعد ہم نے ان دونوں کو نہیں کیا.

صحيح مسلم # 3418
حدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حدثنا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حدثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ، حدثنا أَبُو عُمَيْسٍ ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : " رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ، ثُمَّ نَهَى عَنْهَا "
ایاس بن سلمہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام اوطاس میں تین بار معتہ کی رخصت دی اور پھر منع فرما دی

صحيح مسلم # 3419
وحدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، حدثنا لَيْثٌ ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ سَبْرَةَ ، أَنَّهُ قَالَ : أَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُتْعَةِ ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا ، وَرَجُلٌ إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ ، كَأَنَّهَا بَكْرَةٌ عَيْطَاءُ ، فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا ، فقَالَت : مَا تُعْطِي ؟ فَقُلْتُ رِدَائِي ، وَقَالَ صَاحِبِي : رِدَائِي ، وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِي أَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي ، وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ ، فَإِذَا نَظَرَتْ إِلَى رِدَاءِ صَاحِبِي أَعْجَبَهَا ، وَإِذَا نَظَرَتْ إِلَيَّ أَعْجَبْتُهَا ، ثُمَّ قَالَت : أَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِينِي ، فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ، قَالَ : " مَنْ كَانَ عَنْدَهُ شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ الَّتِي يَتَمَتَّعُ ، فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا " .
سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی اجازت دی تو میں اور ایک شخص دونوں نکلے اور قبیلہ بنی عامر کی ایک عورت کو دیکھا کہ گویا ایک جوان اونٹنی تھی دراز گردن صراحی نما۔ سو ہم نے اپنے آپ کو اس پر پیش کیا۔ وہ بولی: مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا: میری چادر حاضر ہے اور میرے رفیق نے کہا: میری چادر حاضر ہے اور میرے رفیق کی چادر میری چادر سے اچھی تھی مگر میں اس کی نسبت جوان تھا۔ جب وہ میرے رفیق کی چادر دیکھتی تو اس کو پسند آتی اور جب مجھے دیکھتی تو میں اس کو پسند آتا، پھر اس نے کہا کہ تو اور تیری چادر مجھے کافی ہے۔ اور میں اس کے پاس تین روز رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کے پاس ایسی عورت ہو کہ اس سے متعہ کیا ہو تو اسے چھوڑ دے۔“

صحيح مسلم # 3420
حدثنا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ ، حدثنا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ ، حدثنا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ ، أَنَّ أَبَاهُ " غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتْحَ مَكَّةَ قَالَ : فَأَقَمْنَا بِهَا خَمْسَ عَشْرَةَ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ ، فَأَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ ، فَخَرَجْتُ أَنَا ، وَرَجُلٌ مِنْ قَوْمِي ، وَلِي عَلَيْهِ فَضْلٌ فِي الْجَمَالِ ، وَهُوَ قَرِيبٌ مِنَ الدَّمَامَةِ ، مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدٌ ، فَبُرْدِي خَلَقٌ ، وَأَمَّا بُرْدُ ابْنِ عَمِّي فَبُرْدٌ جَدِيدٌ غَضٌّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَسْفَلِ مَكَّةَ أَوْ بِأَعْلَاهَا ، فَتَلَقَّتْنَا فَتَاةٌ مِثْلُ الْبَكْرَةِ الْعَنَطْنَطَةِ ، فَقُلْنَا : هَلْ لَكِ أَنْ يَسْتَمْتِعَ مِنْكِ أَحَدُنَا ؟ قَالَت : وَمَاذَا تَبْذُلَانِ ؟ فَنَشَرَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا بُرْدَهُ ، فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ وَيَرَاهَا صَاحِبِي تَنْظُرُ إِلَى عِطْفِهَا ، فقَالَ : إِنَّ بُرْدَ هَذَا خَلَقٌ ، وَبُرْدِي جَدِيدٌ غَضٌّ ، فَتَقُولُ : بُرْدُ هَذَا لَا بَأْسَ بِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ أَوْ مَرَّتَيْنِ ، ثُمَّ اسْتَمْتَعْتُ مِنْهَا ، فَلَمْ أَخْرُجْ حَتَّى حَرَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "
ربیع بن سبرہ نے کہا کہ ان کے باپ نے فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا اور کہا کہ ہم مکہ میں پندرہ یعنی رات اور دن ملا کر تیس دن ٹھہرے۔ اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی۔ اور میں اور ایک شخص میری قوم کا دونوں نکلے اور میں اس سے خوبصورتی میں زیادہ تھا۔ اور وہ بدصورتی کے قریب تھا۔ اور ہم میں

سے ہر ایک کے پاس چادر تھی۔ اور میری چادر پرانی تھی اور میرے ابن عم کی چادر نئی اور تازہ تھی۔ یہاں تک کہ جب ہم مکہ کے نیچے یا اوپر کی جانب میں پہنچے تو ہم کو ایک پٹھیا ملی جیسے جوان اونٹنی ہوتی ہے صراحی دار گردن یعنی جوان خوبصورت عورت۔ سو ہم نے اس سے کہا: کیا تجھے رغبت ہے کہ ہم میں سے کوئی تجھ سے متعہ کرے؟ اس نے کہا: تم لوگ کیا دو گے؟ تو ہم میں سے ہر ایک نے اپنی چادر پھیلائی اور وہ دونوں کی طرف دیکھنے لگی اور میرا رفیق اس کو دیکھتا تھا اور اس کے سر سے سرین تک گھورتا تھا۔ اور اس نے کہا کہ ان کی چادر پرانی ہے اور میری چادر نئی اور تازہ ہے اور وہ کہتی تھی کہ اس کی چادر میں کچھ مضائقہ نہیں۔ تین بار یا دو بار یہی گفتگو ہوئی۔ غرض میں نے اس سے متعہ کیا۔ اور میں اس کے پاس سے نہیں نکلا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حرام کیا۔

میرا سوال ہے کہ یہ متعہ کس عورت سے منایا گیا؟ مسلم خاتون یا غیر مسلم خاتون؟

صحیح مسلم # 3424
حدثنا إِسْحَاقَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، أَخْبَرَنا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، قَالَ : " أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ حِينَ دَخَلْنَا مَكَّةَ ، ثُمَّ لَمْ نَخْرُجْ مِنْهَا حَتَّى نَهَانَا عَنْهَ
عبدالملک بن ربیع بن سبرہ جہنی نے اپنے باپ سے، انہوں نے ان کے دادا سبرہ سے روایت کی کہ سیدنا سبرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم دیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کا فتح مکہ کے سال میں جب ہم مکہ میں داخل ہوئے پھر نہ نکلے ہم وہاں سے یہاں تک کہ منع کر دیا ہم کو متعہ سے

صحیح مسلم # 3425
حدثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ، أَخْبَرَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ أَبِي رَبِيعَ بْنَ سَبْرَةَ ، يُحَدِّثُ ، عَنْ أَبِيهِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ : أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ بِالتَّمَتُّعِ مِنَ النِّسَاءِ ، قَالَ : فَخَرَجْتُ أَنَا ، وَصَاحِبٌ لِي مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ ، حَتَّى وَجَدْنَا جَارِيَةً مِنْ بَنِي عَامِرٍ ، كَأَنَّهَا بَكْرَةٌ عَيْطَاءُ فَخَطَبْنَاهَا إِلَى نَفْسِهَا ، وَعَرَضْنَا عَلَيْهَا بُرْدَيْنَا ، فَجَعَلَتْ تَنْظُرُ ، فَتَرَانِي أَجْمَلَ مِنْ صَاحِبِي ، وَتَرَى بُرْدَ صَاحِبِي أَحْسَنَ مِنْ بُرْدِي ، فَآمَرَتْ نَفْسَهَا سَاعَةً ، ثُمَّ اخْتَارَتْنِي عَلَى صَاحِبِي ، فَكُنَّ مَعَنَا ثَلَاثًا ، ثُمَّ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِهِنَّ .و
سیدنا ربیع بن سبرہ اپنے باپ سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سال فتح مکہ میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا عورتوں سے متعہ کرنے کا۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں اور میرا ایک دوست قبیلہ بنی سلیم سے دونوں نکلے یہاں تک کہ ہم نے ایک جوان عورت کو پایا قبیلہ بنی عامر سے کہ گویا ایک جوان اونٹنی تھی اور پیغام دیا ہم نے اس کو متعہ کا اور پیش کیا اس پر اپنی چادروں کو اور وہ دیکھنے لگی اور مجھے خوبصورت دیکھتی تھی میرے رفیق سے زیادہ اور میرے رفیق کی چادر میری چادر اچھی دیکھتی تھی اور اس نے اپنے دل میں ایک گھڑی مشورہ کیا پھر مجھے اس نے پسند کیا میرے رفیق کے سوا اور متعہ کی عورتیں ہمارے لوگوں کے پاس تین دن تک رہیں پھر حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چھوڑ دینے کا۔

صحیح مسلم # 3429

وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى ، أَخْبَرَنا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ ، قَامَ بِمَكَّةَ ، فقَالَ : إِنَّ نَاسًا أَعْمَى اللَّهُ قُلُوبَهُمْ كَمَا أَعْمَى أَبْصَارَهُمْ يُفْتُونَ بِالْمُتْعَةِ يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ فَنَادَاهُ ، فقَالَ : إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ ، فَلَعَمْرِي لَقَدْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ عَلَى عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ ، يُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ : فَجَرِّبْ بِنَفْسِكَ ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ ، قَالَ : ابْنُ شِهَابٍ ، فَأَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ سَيْفِ اللَّهِ : أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ جَالِسٌ عَنْدَ رَجُلٍ ، جَاءَهُ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَاهُ فِي الْمُتْعَةِ ، فَأَمَرَهُ بِهَا ، فقَالَ لَهُ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ : مَهْلًا ، قَالَ : مَا هِيَ ؟ وَاللَّهِ لَقَدْ فُعِلَتْ فِي عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ ، قَالَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ : إِنَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ لِمَنِ اضْطُرَّ إِلَيْهَا كَالْمَيْتَةِ ، وَالدَّمِ ، وَلَحْمِ الْخِنْزِيرِ ، ثُمَّ أَحْكَمَ اللَّهُ الدِّينَ وَنَهَى عَنْهَا ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَأَخْبَرَنِي رَبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ : أَنَّ أَبَاهُ ، قَالَ : قَدْ كُنْتُ اسْتَمْتَعْتُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي عَامِرٍ بِبُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ ، ثُمَّ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : وَسَمِعْتُ رَبِيعَ بْنَ سَبْرَةَ ، يُحَدِّثُ ذَلِكَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، وَأَنَا جَالِسٌ .

ابن شہاب زہری نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عروہ بن زبیر نے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے مکہ میں، یعنی خطبہ پڑھنے کو اور کہا کہ بعض لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ نے اندھے کر دیئے ہیں جیسے ان کی آنکھیں اوندھی کر دی ہیں (یہ اشارہ کیا انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کہ وہ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور ان کو متعہ کا نسخ نہیں پہنچا تھا اس لئے جواز کا فتویٰ دیتے تھے پھر انہوں نے رجوع کیا جب نسخ معلوم ہو گیا) کہ فتویٰ دیتے ہیں متعہ کے جواز کا اور وہ طعن کرتے تھے ایک شخص پر (یعنی انہی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر) اتنے میں پکارا ان کو ایک شخص نے (یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) اور کہا کہ تم کم فہم، بے ادب، نادان ہو اور قسم ہے میری جان کی کہ متعہ کیا جاتا تھا زمانہ میں امام المتقین کے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ سو سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم اپنے کو آزما دیکھو کہ اللہ کی قسم! اگر تم نے متعہ کیا (یعنی متعہ سے صحبت کی) تو بیشک میں تم کو تمہارے ہی پتھروں سے ماروں گا (یعنی جیسے زانی کو مارتے ہیں) ابن شہاب نے کہا کہ خالد بن مہاجر بن سیف اللہ نے مجھے خبر دی کہ میں ایک شخص کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے متعہ کا فتویٰ پوچھا تو انہوں نے حکم دیا متعہ کا، سو ابن ابی عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا ٹھہرو انہوں نے کہا کیوں؟ اللہ کی قسم! میں کیا ہے امام المتقین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔ تب ابن ابی عمرہ نے کہا کہ اول اسلام میں جائز تھا اس کے لئے جو نہایت درجہ کا بے قرار ہو جیسے مضطر کو مردہ اور خون اور سور کا گوشت وغیرہ حلال ہے، پھر اللہ پاک نے اپنے دین کو مضبوط کیا اور اس سے منع فرمایا۔ ابن شہاب زہری نے کہا اور خبر دی مجھ کو ربیع بن سبرہ جہنی نے کہ ان کے باپ نے کہا کہ میں نے متعہ کیا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مبارک میں بنی عامر کی ایک عورت سے دو سرخ چادروں پر، پھر منع کیا ہم کو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی متعہ سے۔ کہا ابن شہاب نے اور سنا میں نے ربیع بن سبرہ سے کہ وہ روایت کرتے تھے اس حدیث کو عمر بن عبدالعزیز سے اور میں بیٹھا ہوا تھا۔

سنن نسائی # 3370

أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَذِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُتْعَةِ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ، فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا، فَقَالَتْ: مَا تُعْطِينِي ؟ فَقُلْتُ: رِدَائِي، وَقَالَ صَاحِبِي: رِدَائِي، وَكَانَ رِدَاءُ صَاحِبِي أَجْوَدَ مِنْ رِدَائِي، وَكُنْتُ أَشَبَّ مِنْهُ، فَإِذَا نَظَرَتْ إِلَى رِدَاءِ

صَاحِبِي أَعْجَبَهَا، وَإِذَا نَظَرَتْ إِلَيَّ أَعْجَبْتُهَا، ثُمَّ قَالَتْ: أَنْتَ وَرِدَاؤُكَ يَكْفِينِي، فَمَكَثْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ اللَّاتِي يَتَمَتَّعُ، فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا .
سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کرنے کی اجازت دی تو میں اور ایک اور شخص (دونوں) بنی عامر قبیلے کی ایک عورت کے پاس گئے اور ہم اپنے آپ کو اس پر پیش کیا اس نے کہا: تم مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا: میں تم کو اپنی چادر دے دوں گا، میرے ساتھی نے بھی یہی کہا اور میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے اچھی تھی، (لیکن) میں اس سے زیادہ جوان (تگڑا) تھا، وہ جب میرے ساتھی کی چادر دیکھتی تو وہ اسے بڑی اچھی لگتی (اس کی طرف لپکتی) اور جب مجھے دیکھتی تو میں اسے بہت پسند آتا تھا۔ پھر اس نے (مجھ سے) کہا: تم اور تمہاری چادر میرے لیے کافی ہے۔ تو میں اس کے ساتھ تین دن رہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کے پاس متعہ والی عورتوں میں سے کوئی عورت ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اسے چھوڑ دے“۔

توہین رسالت اور کیا ہوتی ہے؟

صحیح مسلم # 3407

عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے اور جب جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں جاتی ہے ...

تبصرہ: میرا ماننا ہے کہ مسلم نیشاپوری کی کچھ خواتین نے توہین کی تھی، اسی لیے اس نے یہ غلیظ بات بیان کی۔

حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ، حدثنا عَبْدُ الْأَعْلَى ، حدثنا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ : أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى امْرَأَةً ، فَأَتَى امْرَأَتَهُ زَيْنَبَ ، وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيئَةً لَهَا ، فَقَضَى حَاجَتَهُ ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ ، فقَالَ : " إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ ، وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ ، فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ ، فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ " ،

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عورت پر نظر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور وہ ایک چمڑے کو دباغت دینے کے لئے مل رہی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حاجت ان سے پوری کی اور پھر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف نکلے اور فرمایا: ”عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے اور جب جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں جاتی ہے، پھر جب کوئی کسی عورت کو دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ اپنی بیوی کے پاس آئے یعنی صحبت کرے، اس عمل سے اس کے دل کا خیال جاتا رہے گا۔“

صحیح بخاری حدیث نمبر 5115

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ، يَقُولُ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، وَأَخُوهُ عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِمَا، أَنَّ عَلِيًّا ـ رضى الله عنه ـ قَالَ لاِبْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.

ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا ، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ، انہوں نے زہری سے سنا ، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے حسن بن محمد بن علی اور ان کے بھائی عبداللہ بن محمد بن علی نے اپنے والد (محمد بن الحنفیہ) سے خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ اور پالتو گدھے کے گوشت سے جنگ خیبر کے زمانہ میں منع فرمایا تھا ۔

تبصرہ: اس کا مطلب ہے کہ غزوہ خیبر (7 ہجری) سے پہلے لوگ متعہ سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ میرے خیال میں بخاری بھی متعہ سے پیدا ہوئے تھے۔

صحیح بخاری حدیث نمبر 5116

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ‏.‏ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ‏.‏

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا ، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا ، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا ، ان سے ابوجمرہ نے بیان کیا ، کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ، ان سے عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے اس کی اجازت دی ، پھر ان کے ایک غلام نے ان سے پوچھا کہ اس کی اجازت سخت مجبوری یا عورتوں کی کمی یا اسی جیسی صورتوں میں ہو گی ؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں ۔

تبصرہ: کیوں؟ کیا عرب میں عورتیں کورونا جیسی وبا میں مر گئیں!! اسی لیے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے متعہ کی اجازت دی؟ بخاری ایک بے شرم مجرم تھا جس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ پر متعہ کی اجازت کا الزام لگایا.

صحیح بخاری حدیث نمبر 5117/5118

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، قَالاَ كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ ‏"‏ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا فَاسْتَمْتِعُوا ‏"‏‏.‏

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا ، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا ، ان سے عمرو بن دینا ر نے بیان کیا ، ان سے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب نے اور ا ن سے جابر بن عبداللہ انصاری اور سلمہ بن الاکوع نے بیان کیا کہ ہم ایک لشکر میں تھے ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہیں متعہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے

صحیح بخاری حدیث نمبر 5119

وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ‏"‏ أَيُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةُ مَا بَيْنَهُمَا ثَلاَثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايَدَا أَوْ يَتَتَارَكَا تَتَارَكَا ‏"‏‏.‏ فَمَا أَدْرِي أَشَىْءٌ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً

ابن ابی ذئب نے بیان کیا کہ مجھ سے ایاس بن سلمہ بن الاکوع نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرد اور عورت متعہ کر لیں اور کوئی مدت متعین نہ کریں تو (کم سے کم) تین دن تین رات مل کر رہیں ، پھر اگر وہ تین دن سے زیادہ اس متعہ کو رکھنا چاہیں یا ختم کرنا چاہیں تو انہیں اس کی اجازت ہے (سلمہ بن الاکوع کہتے ہیں کہ) مجھے معلوم نہیں یہ حکم صرف ہمارے (صحابہ) ہی کے لئے تھا یا تمام لوگوں کے لئے ہے ?

تبصرہ: ایسا لگتا ہے کہ بخاری نے خراسانیوں، ایرانیوں، مجوسیوں کی رسم روایت کی ہے کیونکہ متعہ بازی خراسانیوں، ایرانیوں، مجوسیہ کی روایات ہیں۔

کہاں ہے

اصحاب رسول رضی اللہ عنہ

کی توہین کا قانون...

ایرانی مجوسیوں اور ان کے شیطانی پیروکاروں کی سازش...

کیا ہمارے دلوں میں صحابہ کرام کا کوئی احترام ہے؟

یا ہم مجوسی ایرانیوں کی روایتوں پر یقین رکھتے ہیں؟

شرمناک شیطانی بیانیہ

عَنْ نَافِعٍ , عَنِ ابْنِ عُمَرَ , " أَنَّهُ كَانَ إِذَا اشْتَرَى جَارِيَةً كَشَفَ عَنْ سَاقِهَا وَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهَا , وَعَلَى عَجُزِهَا " وَكَأَنَّهُ كَانَ يَضَعُهَا عَلَيْهَا مِنْ وَرَاءِ الثَّوْبِ

ترجمہ:۔ نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر جب بھی کنیز عورت خریدا کرتے تو وہ کنیز عورت کی ٹانگوں کا معائینہ کرتے، اپنے ہاتھ کنیز عورت کی چھاتی کے درمیان ہاتھ رکھتے اور کولہوں پر ہاتھ رکھتے۔

حوالہ:۔ سنن الکبری البیہقی
10789

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ الْعَدْلُ بِبَغْدَادَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا اشْتَرَى جَارِيَةً كَشَفَ عَنْ سَاقِهَا وَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهَا وَعَلَى عَجُزِهَا وَكَأَنَّهُ كَانَ يَضَعُهَا عَلَيْهَا مِنْ وَرَاءِ الثَّوْبِ.

نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب کوئی لونڈی خریدتے تو اس کی پنڈلی سے کپڑا ہٹاتے اور اس کے پستانوں کے درمیان ہاتھ رکھتے اور اس کے سرینوں پر۔

اس روایت کو ناصر الدین البانی نے "صحیح" قرار دیا ہے (ارواء الغلیل فی التخریج الاحادیث، حدیث نمبر 1792)

نام نہاد فقہ اسلامی یا فقہ شیطانی؟

حنفی فقیہ کے امام جصاص فرماتے ہیں کہ

" يَجُوزُ لِلْأَجْنَبِيِّ النَّظَرُ إِلَى شَعْرِ الْأَمَةِ وَذِرَاعِهَا وَسَاقِهَا وَصَدْرِهَا وَثَدْيِهَا"

’’اجنبی آدمی کسی کی لونڈی کے بال، بازو، پنڈلی، سینہ اور پستان دیکھ سکتا ہے۔‘‘

أحكام القرآن - الجصاص - ج 3- الصفحة 410

مالکی فقہ کی کتاب الشرح الصغیر میں ہے
فيرى الرجل من المرأة - إذا كانت أمة - أكثر مما ترى منه لأنها ترى منه الوجه والأطراف فقط، وهو يرى منها ما عدا ما بين السرة والركبة، لأن عورة الأمة مع كل واحد ما بين السرة والركبة - (الجزء الأول، ص 290.)
لونڈی، اجنبی مرد کا جتنا جسم دیکھ سکتی ہے، مرد اس سے بڑھ کر اس کا جسم دیکھ سکتا ہے۔ وہ" صرف اس کا چہرہ اور ہاتھ پاوں دیکھ سکتی ہے، جبکہ غیر محرم مرد اس کی ناف ے گھٹنوں تک کے حصے کے علاوہ باقی سارا جسم دیکھ سکتا ہے۔
شوافع کا مختار مذہب بھی یہی ہے۔المذهب أن عورتها ما بين السرة والركبة (المهذب في فقه الإمام الشافعي ,أبي اسحق الشيرازي، ص 96)

فتاویٰ عالمگیری عرف فتاوی شیطانی کے مطابق
غیر محرم باندی کے جسم کا جس قدر حصہ دیکھنا حلال ہے، اُس کا چھونا بھی حلال ہے بشرطیکہ اپنی ذات اور اُس کنیز کی ذات پر شہوت طاری ہونے کا ڈر نہ ہو۔

غیر محرم باندی کے ساتھ خلوت یا اس کو سفر پر ساتھ لے جانے میں مشائخ حنفیہ کے دو قول ہیں۔ مختار یہ ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں، جبکہ شمس الائمہ سرخسی فتوی دیتے تھے کہ غیر کی باندی کے ساتھ سفر کرنا یا خلوت کرنا حلال ہے۔
مشائخ نے کہا ہے کہ لونڈی کو خریدنے کا ارادہ نہ ہو تو بھی لونڈی کے بازووں، پنڈلی اور سینے کو چھونا اور ان حصوں کو ننگا دیکھنا جائز ہے، بشرطیکہ شہوت کی حالت میں نہ ہو۔

اگر لونڈی کو خریدنا مقصود ہو تو پھر حنفی فقہ کے بعض متون کے مطابق پیٹ اور پیٹھ کے علاوہ اس کے جسم کے حصوں پنڈلی، سینہ، بازو وغیرہ کو دیکھنا بھی جائز ہے اور چھونا بھی، چاہے اس سے شہوت پیدا ہونے کا خوف ہو۔ بعض مشائخ کا کہنا ہے کہ دیکھنا تو درست ہے، لیکن اگر شہوت کا خوف ہو تو پھر چھونا نہیں چاہیے۔
مصنف عبد الرزاق کی کتاب الطلاق میں "باب الرجل يكشف الامۃ حين يشتريها" کے تحت اس حوالے سے صحابہ وتابعین کے متعدد آثار نقل کیے گئے ہیں۔ چند حسب ذیل ہیں۔
سعید ابن المسیب نے کہا کہ لونڈی کو خریدنے کا ارادہ ہو تو شرم گاہ کے علاوہ اس کا سارا جسم دیکھا جا سکتا ہے۔
شعبی نے بھی کہا کہ شرم گاہ کے علاوہ اس کا سارا جسم دیکھا جا سکتا ہے۔
ابن مسعود کے شاگردوں میں سے بعض نے کہا کہ ایسی لونڈی کو چھونا اور کسی دیوار کا ہاتھ لگانا ایک برابر ہے۔

مصنف عبد الرزاق کے مذکورہ باب کی روایات کے مطابق

حضرت علی سے لونڈی کی پنڈلی، پیٹ اور پیٹھ وغیرہ دیکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں۔ لونڈی کی کوئی حرمت نہیں۔ وہ (بازار میں) اسی لیے تو کھڑی ہے کہ ہم (دیکھ بھال کر) اس کا بھاو لگا سکیں۔

عبد اللہ بن عمر کے تلامذہ بیان کرتے ہیں کہ انھیں جب کوئی لونڈی خریدنا ہوتی تو اس کی پیٹھ، پیٹ اور پنڈلیاں ننگی کر کے دیکھتے تھے۔ اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر دیکھتے تھے اور سینے پر پستانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر دیکھتے تھے۔
مجاہد کا بیان ہے کہ ایک موقع پر ابن عمر بازار میں آئے تو دیکھا کچھ تاجر لوگ ایک لونڈی کو خریدنے کے لیے الٹ پلٹ کر دیکھ رہے ہیں۔ انھوں نے آ کر اس کی پنڈلیاں ننگی کر کے دیکھیں، پستانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر اس کو جھنجھوڑا اور پھر خریدنے والوں سے کہا کہ خرید لو۔ یعنی اس میں کوئی نقص نہیں۔

آئیے حوالہ نمبر کے ساتھ اصل کتب سے عربی میں روایات دیکھیں ..

الروايات

الرواية الأولى : عن ابن عمر أنه كان إذا اشترى جارية كشف عن ساقها ووضع يده بين ثدييها وعلى عجزها وكأنه كان يضعها عليها من وراء الثياب الراوي: نافع مولى ابن عمر المحدث: الألباني – المصدر: إرواء الغليل – الصفحة أو الرقم: 6/201

خلاصة حكم المحدث: إسناده صحيح

الرواية الثانية : فی مصنف عبدالرازق الجزء السابع صـ286

حديث رقم 13202 _عن معمر عن عمرو بن دينار عن مجاهد قال مر بن عمر على قوم يبتاعون جارية فلما رأوه وهم يقلبونها أمسكوا عن ذلك فجاءهم بن عمر فكشف عن ساقها ثم دفع في صدرها وقال اشتروا قال معمر وأخبرني بن أبي نجيح عن مجاهد قال وضع بن عمر يده بين ثدييها ثم هزها

الرواية الثالثة : فی مصنف عبدالرازق الجزء السابع صـ286

الحديث رقم 13203_ عن بن عيينة عن عمرو بن دينار عن مجاهد قال كنت مع بن عمر في السوق ”فأبصر بجارية تباع فكشف عن ساقها وصك في صدرها وقال اشتروا يريهم أنه لا بأس بذلك

وسيأتي عن عطاء ومجاهد كلاهما عن ابن عمر في أمر الثديين

وقد توبع عبد الله بن نمي

أخرجه أبو بكر بن أبي شيبة في المصنف ت الشثري (ج11/ص310) حدثنا علي بن مسهر عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر أنه كان إذا أراد أن يشتري الجارية وضع يده على أليتيها وبين فخذيها وربما كشف عن ساقيها. وهذا إسناد صحيح

لكن زعم الكاتب أن هذا من غرائب "علي بن مسهر" وبالتالي لا يصح قلت تالله أنه هو الهوى فهو متابع ولم يتفرد بهذا فكان ماذا؟! هل سنمشي على آراء الملحدين إذا لم يعجبهم أثرٌ أو حديثٌ ما ذهبنا نحن نضعف الأثر بكافة الوسائل فقط لكي نرد عليهم وكأنهم إذا انتقدوا شيئاً كان هو الحق ويجب أن نقول بخلافه حتى يكون الصحيح!

قوله (أليتيها) مثنى مفرده "ألية" أي موخرة المرأة أي عجيزتها

وأخرجه عبد الرزاق في المصنف ط التأصيل الثانية (ج7/ص236-237) عن عبد الله بن عمر، عن نافع، عن عبد الله بن عمر. ومعمر، عن أيوب، عن نافع، أن ابن عمر كان إذا أراد أن يشتري جارية، فواطأهم على ثمن، وضع يده على عجزها، وينظر إلى ساقيها وَقُبُلِهَا يعني بطنها. صحيح

وهنا الأثر يشير إلى أن هذا كان بعد الشراء بدليل قوله (ذا أراد أن يشتري جارية، فواطأهم على ثمن) أي بعد أن يتفقوا على سعر معين يضع ابن عمر يده على عجزها وينظر إلى ساقيها وَقُبُلِهَا يعني بطنها

قلت لا أدري عبد الله بن عمر تصحيف وصوابه "عبيد الله" بالتصغير أم هو حقاً "عبد الله" لأنهما أخوان وعلى كل حال فهو متابع

ثم قال عبد الرزاق عن معمر، عن الزهري، عن سالم، عن ابن عمر ... مثله. وهذا إسناد صحيح

وقوله (مثله) أي مثل المتن السابق "أن ابن عمر كان إذا أراد أن يشتري جارية، فواطأهم على ثمن، وضع يده على عجزها، وينظر إلى ساقيها وَقُبُلِهَا يعني بطنها"

وأخرجه عبد الرزاق في المصنف ط التأصيل الثانية (ج7/ص238) عن ابن جريج، عن نافع، أن ابن عمر كان يكشف عن ظهرها، وبطنها، وساقها، ويضع يده على عجزها. صحيح وإن كان ابن جريج مدلساً لأنه متابع وللأثر طرق أخرى وقال يحيى بن سعيد القطان ابن جريج أثبت من مالك في نافع (تاريخ ابن أبي خيثمة السفر الثالث ط الفاروق ج2/ص217)

عطاء بن أبي رباح عن ابن عمر

أخرجه عبد الرزاق في المصنف ط التأصيل الثانية (ج7/ص236) عن ابن جريج، عن عطاء قال: قلت له: الرجل يشتري الأمة، أينظر إلى ساقها، وقد حاضت، أو إلى بطنها؟ قال نعم، قال عطاء: كان ابن عمر يضع يده بين ثدييها، وينظر إلى بطنها، وينظر إلى ساقها، أو يأمر به.

قال أحمد بن حنبل عطاء بن أبي رباح قد رأى ابن عمر ولم يسمع منه (انظر المراسيل لابن أبي حاتم الرازي ص154) لكن هنا رؤية وليس سماع ولعل عطاء أخذ هذا من مجاهد كما سيأتي ومجاهد سمع من ابن عمر وصحبه

أخرجه عبد الرزاق في المصنف ط التأصيل الثانية (ج7/ص237) عن معمر، عن عمرو بن دينار، عن مجاهد قال: مر ابن عمر على قوم يبتاعون جارية، فلما رأوه وهم يقلبونها، أمسكوا عن ذلك، فجاءهم ابن عمر، فكشف عن ساقها، ثم دفع في صدرها، وقال: اشتروا. إسناده صحيح

وقد توبع معمر بن راشد أخرجه عبد الرزاق في المصنف ط التأصيل الثانية (ج7/ص237) عن ابن عيينة، عن عمرو بن دينار، عن مجاهد قال: كنت مع ابن عمر في السوق، فأبصر جارية تباع، فكشف عن ساقها، وصك في صدرها، وقال: اشتروا، يريهم أنه لا بأس بذلك.

قوله (دفع في صدرها) و(وصك في صدرها) واحد ولعله يقصد بهما وضع يده بين ثدييها

وهذا إسناد صحيح متصل

وأخرجه عبد الرزاق في المصنف ط التأصيل الثانية (ج7/ص237) بتصرف عن ابن عيينة ومعمر كلاهما عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد قال: وضع ابن عمر يده بين ثدييها، ثم هزها.

إسناد صحيح وأما رواية ابن أبي نجيح للتفسير عن مجاهد فهو من كتاب الثقة القاسم بن أبي بزة ولكن ليس هذا من التفسير

وأخرجه ابن أبي شيبة في المصنف ت الشثري (ج11/ص309) حدثنا جرير عن منصور عن مجاهد قال: كنت مع ابن عمر أمشي في السوق فإذا نحن بناس من النخاسين قد اجتمعوا على جارية يقلبونها، فلما رأوا ابن عمر تنحوا وقالوا: ابن عمر قد جاء، فدنا منها ابن عمر فلمس شيئاً من جسدها وقال: أين أصحاب هذه الجارية، إنما هي سلعة. إسناد صحيح متصل

وأخرجه عبد الرزاق في المصنف ط التأصيل الثانية (ج7/ص236) أخبرنا ابن جريج، قال: أخبرني عمرو أو أبو الزبير، عن ابن عمر، أنه وجد تجاراً مجتمعين على أمة، فكشف عن بعض ساقها، ووضع يده على بطنها.

فقہ کیا ہے؟

غیر معمولی ذہانت اور اپنے دور کے حالات کے
سماجی اور سائنسی احساس کا جامع علم
ایک فقیہ کے لیے ضروری ہے۔

میری سمجھ میں عربی لفظ "فقہ" تفہیم کا ایک سمندر ہے۔ "فقہ" کی اصطلاح کا مطلب ہے "سمجھنا،" "سمجھا نا" ... وغیرہ۔ یہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں بیس مرتبہ چھ مختلف تغیرات میں آتا ہے۔

فقہ کے لفظی معنی گہری فہم و فراست کے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے: قالوا یا شعیب لانفقہ کثیراً مماتقول(ھود: ۹۱) ‘‘قوم شعیب نے کہا اے شعیب! آپ کی بیشتر باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔‘‘

تفقہ، فقہ کی تحصیل کو کہتے ہیں اور تفقہ سے مراد دین کی گہری بصیرت کا حصول ہے .

سورہ التوبہ آیت نمبر 122

وَمَا كَانَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا۟ كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ **لِّيَتَفَقَّهُوا۟** فِى ٱلدِّينِ وَلِيُنذِرُوا۟ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوٓا۟ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

اور اہل ایمان کے لیے یہ تو ممکن نہیں ہے کہ وہ سب کے سب نکل آئیں تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ نکلتا ان کی ہر جماعت میں سے ایک گروہ تاکہ وہ دین کا فہم حاصل کرتے اور وہ اپنے لوگوں کو خبردار کرتے جب ان کی طرف واپس لوٹتے تاکہ وہ بھی نافرمانی سے بچتے
بیان القرآن ... ڈاکٹر اسرار احمد

فقہ کی اصطلاح کا مطلب عام طور پر "سمجھنا" یا "مطالعہ" ہے، لہذا سورہ التوبہ کی آیت نمبر 122 دین کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرنے کی بات کر رہی ہے، یعنی اسلام، جس میں اسلامی قانون شامل ہے لیکن اس تک محدود نہیں ہے۔ فقہ جیسا کہ سورہ التوبہ کی آیت نمبر 122 میں استعمال کیا گیا ہے اس کا مطلب ہے قرآن کے پیش کردہ عقیدے کا مطالعہ کرنا، اس میں موجود تاریخی واقعات، اس میں مختلف فطری واقعات، قانون، سیرت نبوی، اللہ تعالیٰ نے ترقی کی راہنمائی کیسے کی۔ مسلمانوں کی

پہلی نسل کے نئے دین کو قائم کرنے اور اس کی ابدیت کو یقینی بنانے کے لیے، اسلامی تعلیمات کا زمان و مکان سے کیا تعلق ہے، اسلام کو مختلف لوگوں اور ثقافتوں کے سامنے کیسے پیش کیا جائے۔

فقہ کے مسلم اسکالرز اسلامی قانون میں "اگر اور لیکن" کی بہت زیادہ وضاحت کے ذمہ دار رہے ہیں، اور یہ بے معنی "اگر اور لیکن" تفصیل اسلامی قانون کے مقصد اور دین میں اس کے کردار کے بارے میں غلط فہمی کی عکاسی کرتی ہے۔ اسلامی قانون بہت اہم ہے، لیکن اسلام اپنے قانونی نظام سے بہت بڑا ہے۔ اسی طرح اسلام کی فقہ کے طالب علم کو دین کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرنا چاہیے نہ صرف اس کے قانونی نظام کا۔

ہم نے اسلام کے جوہر سے رابطہ کھو دیا ہے اور صدیوں سے سطحی مسائل میں مصروف ہیں۔ ہم نے دل کو جسم کے لیے، دماغ کو فرقہ پرست اساتذہ کے لیے اور سوچ کو بے جان، بے بنیاد، بے معنی مضحکہ خیز قدیم ہدایات کے لیے اور ہمیشہ رہنے وا لے دین کو ہزار سال سے زیادہ قدیم آباؤ اجداد کے فہم پر چھوڑ دیا ہے۔

صدیوں سےاسلامی فقہ کی کتابوں میں بیان کیے گئے 99 فیصد سوالات اور مسائل مفروضے ہیں اور ان کے جوابات صرف ذہنی عیاشی ہیں، ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ زہنی عیاشی کی یہ مشق اب بہت سست ہو رہی ہے۔

سورة الانعام آیت نمبر 65

قُلْ هُوَ ٱلْقَادِرُ عَلَىٰٓ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۗ ٱنظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ ٱلْـَٔايَـٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ .

کہہ دیجیے کہ وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر بھیج دے کوئی عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر دے اور ایک کی طاقت کا مزا دوسرے کو چکھائے دیکھو کس کس طرح ہم اپنی آیات کی تصریف کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں
بیان القرآن (ڈاکٹر اسرار احمد)

سورة الانعام آیت نمبر 98

وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنشَأَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا ٱلْـَٔايَـٰتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ .

اور وہی ہے جس نے تمہیں اٹھایا ایک جان سے پھر تمہارے لیے ایک تو مستقل ٹھکانہ ہے اور ایک کچھ دیر (امانتاً) رکھے جانے کی جگہ ہم نے تو اپنی آیات کو واضح کردیا ہے ان لوگوں کے لیے جو سمجھ بوجھ سے کام لیں
بیان القرآن (ڈاکٹر اسرار احمد)

آئیے تاریخ میں دیکھتے ہیں کہ فقہ کی بنیاد کیا ہے؟

تاریخ میں جھانکیں تو حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فیصلے کیسے ہوئے ....

سنن ترمذی #1327

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ الثَّقَفِيِّ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: كَيْفَ تَقْضِي ؟ فَقَالَ: أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ. قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ ؟ قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِي، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو (قاضی بنا کر) یمن بھیجا، تو آپ نے پوچھا: ”تم کیسے فیصلہ کرو گے؟“، انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلے کروں گا، آپ نے فرمایا: ”اگر (اس کا حکم) اللہ کی کتاب (قرآن) میں موجود نہ ہو تو؟“ معاذ نے کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلے کروں گا، آپ نے فرمایا: ”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بھی (اس کا حکم) موجود نہ ہو تو؟“، معاذ نے کہا: (تب) میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو توفیق بخشی“۔

یہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ تمام فقہاء کی بنیاد ہے۔

<u>تبصرہ:</u> یہ روایت "حدیث معاذ رضی اللہ عنہ" کے نام سے بہت مشہور ہے۔ حنفیوں کو یہ روایت بہت پسند ہے لیکن اہل حدیث سلفی نے اس روایت کو "ضعیف" کہہ کر رد کیا ہے، لیکن کیوں، اس روایت میں لفظ "أَجْتَهِدُ رَأْيِي" استعمال ہوا ہے۔ لفظ "أَجْتَهِدُ رَأْيِي" (رائے سے اجتہاد) اہلحدیث سلفیوں کے نزدیک قابل نفرت ہے، اسی لیے ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی اسے ضعیف سمجھتے ہیں۔
لیکن ناصر الدین البانی اور حافظ زبیر علی زئی کے الفاظ حرف آخیر نہیں ہیں۔
میں نے پہلے حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کے راویوں پر بحث کی تھی جو کہ بہت مفصل تھی، میرے مضمون میں ملے گی جس کا عربی ترجمہ ڈاکٹر یوسف ابراہیم الازہری نے کیا ہے۔
میں ذیل میں اس تفصیلی مضمون کا لنک فراہم کر رہا ہوں۔
https://archive.org/details/the-base-of-islamic-jurisprudence

سنن ابوداؤد # 3583
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ بِشَيْءٍ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ .

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں انسان ہی ہوں ، تم اپنے مقدمات کو میرے پاس لاتے ہو، ہو سکتا ہے کہ تم میں کچھ لوگ دوسرے کے مقابلہ میں اپنی دلیل زیادہ بہتر طریقے سے پیش کرنے والے ہوں تو میں انہیں کے حق میں فیصلہ کر دوں جیسا میں نے ان سے سنا ہو، تو جس شخص کے لیے میں اس کے بھائی کے کسی حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اس میں سے ہرگز کچھ نہ لے کیونکہ میں اس کے لیے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ رہا ہوں ۔

سنن ابوداؤد #3585
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ، فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهِ.

اس سند سے بھی ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث مروی ہے، اس میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ دونوں ترکہ اور کچھ چیزوں کے متعلق جھگڑ رہے تھے جو پرانی ہو چکی تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میں تمہارے درمیان اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں جس میں مجھ پر کوئی حکم نہیں نازل کیا گیا ہے

امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (متوفی 40 ہجری) کے پاس حدیث کا ایک نسخہ بھی تھا جس کا نام "صحیفہ علی" تھا۔

صحیح بخاری حدیث نمبر 111

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مُطَرِّفٍ ، عَنْ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ ، قَالَ : قُلْتُ لِعَلِيٍّ : هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ ؟ قَالَ : لَا ، إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ ، أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ ، قَالَ : قُلْتُ ، فَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ ؟ قَالَ : الْعَقْلُ وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ ، وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ .

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہیں وکیع نے سفیان سے خبر دی، انہوں نے مطرف سے سنا، انہوں نے شعبی رحمہ اللہ سے، انہوں نے ابوحجیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی (اور بھی) کتاب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، مگر اللہ کی کتاب قرآن ہے یا پھر فہم ہے جو وہ ایک مسلمان کو عطا کرتا ہے۔ یا پھر جو کچھ اس صحیفے میں ہے۔ میں نے پوچھا، اس صحیفے میں کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، دیت اور قیدیوں کی رہائی کا بیان ہے اور یہ حکم کہ مسلمان، کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

قرآن کریم کے ممتاز سکالر ڈاکٹر محی الدین غازی، ڈین فیکلٹی آف قرآن، اسلامک یونیورسٹی، کیرالہ، انڈیا نے کہا کہ ..
" اُمت کوعقل سے قریب کرنے اور مانوس کرنے کا قرآن سے زیادہ موثر کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ عقل سے قربت قرآن سے قربت کا ایک پیمانہ ہے۔ امت قرآن سے جتنا زیادہ قریب ہوگی وہ عقل سے بھی اتنی ہی زیادہ قریب ہوگی، اور قرآن سے جتنی زیادہ دور ہوگی ،عقل سے بھی اتنی ہی زیادہ دور ہوگی. "

نفسیاتی مجہول اور فرقہ پرستوں کا اسلامی نظام کا ڈرامہ....

حکومت پاکستان نے 1948ء میں اسلامی نظام کا خاکہ مرتب کرنے کے لیے تجاویز طلب کیں۔ بہت سے لوگوں نے اس سلسلے میں اپنی تجاویز دیں۔ ان میں سے دو کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، جس سے اندازہ ہوگا کہ اسلامی نظام کے بارے میں لوگوں میں کس انداز کی فکر پائی جاتی رہی ہے اور وہ نفاذ شریعت کے معاملے کو کس طرح دیکھتے رہے ہیں۔

ایک خاکہ میں تجویز کیا گیا تھا کہ اسلامی حکومت کا نظام نافذ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ فلاں خاص فقہ سے وابستہ جتنی مساجد ہیں، ان سب کا سروے کر کے ان سب کی ایک فہرست مرتب کرلی جائے۔ اس فہرست کے مرتب کرنے کے بعد ان مساجد کے خطباء اور ائمہ مساجد اور ان مساجد میں قائم مذہبی مدارس کے سربراہان کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنے میں سے سب سے زیادہ متقی اور صاحب علم شخصیت کو منتخب کر لیں اور جب وہ شخصیت منتخب ہو جائے تو سب ائمہ اور خطباء حضرات اس شخصیت سے بطور امیر المومنین یا خلیفہ المسلمین بیعت کر لیں۔ بیعت کے بعد پاکستان کا نظام اس شخصیت کے سپرد کر دیا جائے اور پھر سارا کام اسی کے ہاتھوں چلے۔ وہ شخصیت جو بھی نظام حکومت چلائے گی، وہی اسلامی نظام حکومت ہوگا اور اس کی ہدایات اور احکام کے نفاذ کو شریعت کا نفاذ قرار دیا جائے گا۔ ظاہر بات ہے کہ نفاذ شریعت کی یہ شکل نہ 1948ء میں پاکستان میں ممکن تھی، نہ آج ممکن ہے اور نہ آئندہ ممکن ہوگی اور نہ نفاذ شریعت کے یہ معنی ہیں کہ کسی خاص مسلک یا طبقہ کے ائمہ مساجد اور خطباء کو بلا کر معاملات ریاست ان کے سپرد کر دیے جائیں۔

ایک اور خاکہ کی رو سے حکومت پاکستان کو چاہیے کہ فلاں مسلک کے ایک بڑے ممتاز اور جید عالم کو شیخ الاسلام کے منصب پر فائز کر دیا جائے، وہ شیخ الاسلام مساجد کا نظام چلائے، نکاح اور طلاق کے مقدمات کی سماعت کرے۔ جب ایسا ہو جائے گا تو پاکستان میں شریعت اسلامی کا نفاذ ہو جائے گا۔

اگر اسلامی نظام کے قیام کا مطلب یہی ہے کہ ایک مشہور عالم شیخ الاسلام کہلاتے ہوں، وہ مساجد کا نظام چلاتے ہوں اور نکاح و طلاق کے مقدمات جو ان کے پاس آئیں ان کا فیصلہ کرتے ہوں تو اس اعتبار سے آج کا روس بھی اسلامی مملکت ہے، کیونکہ وہاں شیخ الاسلام کا منصب بھی موجود ہے، وہاں مسجدوں کا نظام بھی شیخ الاسلام کے سپرد ہے اور جو لوگ نکاح و طلاق کے مقدمے شیخ الاسلام کے پاس لے کر آتے ہیں، وہ ان کا فیصلہ بھی کر دیتے ہیں۔ اس مفہوم کے اعتبار سے کئی ممالک آج اسلامی ممالک کہے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس بات سے نہ کوئی صاحب علم و بصیرت اتفاق کرے گا اور نہ اسلامی نظام کے یہ معنی ہیں۔

ان دو مثالوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بعض نفسیاتی مجہول حضرات کے ذہنوں میں پاکستان کے ابتدائی دنوں میں اسلامی نظام کے بارے میں کیا تصورات تھے۔

جامعہ ازہر (مصر) میں آج سے تقریباً 40 سال پہلے مختلف فقہی قوانین کی تدوین نو کا بیڑا اٹھایا گیا تھا اور وہاں کے ماہرین کی ایک بڑی جماعت نے مختلف مسالک کی بنیاد پر قوانین کے الگ الگ مجموعے مرتب کیے تھے۔ علمی اعتبار سے یہ ایک اچھی کاوش تھی، لیکن اس سے دنیائے اسلام میں زیادہ استفادہ نہ کیا جا سکا اور یہ کام محض کتب خانوں کی زینت بننے سے آگے نہ بڑھ سکا۔ شاید اس کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ اب مسلکوں کی پابندی کا دور آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے۔ اب جدید مسلم ممالک کا پبلک لاء مسلکوں کے محدود دائرہ کار کی پابندی کے ساتھ نہیں بنایا جا سکتا۔

فقہ میں بھی نئے نئے رجحانات پیدا ہوئے ہیں تحقیق اور غور و فکر کے لیے بہت سے نئے موضوعات سامنے آئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ پچاس سال اصول فقہ کے لیے ایک دور جدید کے منار ثابت ہوں گے اور جو رجحانات گزشتہ پچاس ساٹھ سال میں ابھر کر سامنے آئے ہیں وہ پایہ تکمیل تک پہنچیں گے اور ان کے بہتر نتائج و ثمرات سامنے آجائیں گے۔
(اگر فرقہ وارانہ انتہا پسندی پر قابو پالیا جائے)

جدید مغربی اصول قانون کے اثر سے بہت سے معاصر اہل علم نے اصول فقہ کے مضامین کو نئے انداز سے مرتب کرنا شروع کیا ہے۔

اس ترتیب نو کے دو بڑے بڑے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ ایک رجحان جو دنیائے عرب میں پایا جاتا ہے وہ اصول فقہ کے موضوعات کو **فرانسیسی اصول قانون** کی ترتیب سے مرتب کرنے کا ہے۔ فرانس میں قوانین کے حوالے سے دوہرا نظام رائج ہے۔ نظام کی ایک شاخ کو **droit public**، یا عوامی قانون کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ شاخ ریاست اور عوامی اداروں کے آپریشن کے اصولوں کی وضاحت کرتی ہے۔ دوسری شاخ، جسے **droit privé** یا نجی قانون کہا جاتا ہے ، افراد اور نجی اداروں کے ذاتی معاملات پر لاگو ہوتا ہے۔ اس رجحان کے ابتدائی اور پیش رو نمائندوں میں معروف دو الیبی، مصطفی زرقاء، صبحی محمصانی اور سلام مدکور وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔ ان حضرات میں بیشتر کی اصل اور بنیادی تعلیم اسلامی علوم اور بالخصوص فقہ اسلامی کی تھی جس کو انہوں نے اسلام کے بنیادی مآخذ و مصادر اور فقہ اسلامی کے جید اساتذہ سے پڑھا اور سمجھا تھا۔ بعد میں ان حضرات نے فرانس کی درسگاہوں میں فرانسیسی زبان اور قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اسلامی قانون کے مختلف پہلوؤں اور تصورات پر وہاں کی جامعات میں مقالات لکھے اور یوں فقہ اسلامی کے موضوعات کو فرانسیسی اسلوب میں پیش کرنا سیکھا۔

اس سلسلہ کا آغاز تو بیسویں صدی کے اوائل ہی میں ہو گیا تھا لیکن اصل پیش رفت بیسویں صدی کے وسط میں ہوئی۔ یہ وہ دور تھا جب شام، مصر اور الجزائر و مراکش سے بڑی تعداد میں طلبہ فرانس گئے اور وہاں کی یونیورسٹیوں میں قانون کی اعلیٰ ڈریاں حاصل کیں۔ اس انداز سے اصول فقہ پر جو کتابیں لکھی گئیں، ان میں مصطفی احمد زرقاء کی ''الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید'' ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔ مصطفی احمد الزرقاء نے اس کتاب میں اصول فقہ کے چند اہم مباحث کے ساتھ ساتھ فقہ اسلامی سے بہت سا ایسا مواد اخذ کر کے مرتب کیا ہے جو روایتی طور پر اصول فقہ کے مباحث میں شامل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہ بلا شبہ ایک بڑا تاریخ ساز اور اجتہادی نوعیت کا کام تھا جو مصطفی زرقاء اور ان کے معاصر اہل علم نے بڑی کامیابی اور عرق ریزی سے انجام دیا۔ ان حضرات نے فقہ کی بنیادی کتابوں کے عمیق اور تنقیدی مطالعہ سے ایسے اصول اور تصورات دریافت کیے جن کی ضرورت متقدمین نے محسوس نہ کی تھی اور وہ ان اصولوں اور تصورات کو اس نئے انداز کے بجائے اپنے قدیم روایتی انداز سے جزئیات اور فروعی مسائل کے سیاق و سباق میں پیش کرتے تھے۔ مصطفی الزرقاء، شیخ علی الخفیف اور ابو زہرہ جیسے علمائے اصول نے ملکیت، مال، قبضہ، حق اور ایسے بہت سے فقہی اصولوں اور تصورات کو نئے انداز سے مرتب کر کے اصول فقہ کی کتابوں میں شامل کیا، اور یوں بہت سے فقہی مباحث کو نئی ترتیب دے کر اصول فقہ کے دائرہ میں شامل کر لیا۔

اس سلسلہ کا دوسرا بڑا رجحان برصغیر میں سامنے آیا جہاں انگریزی قانون کی فرمانروائی اور انگریزی اسلوب کی حکمرانی تھی ۔ یہاں کے مسلمان اہل علم نے اصول فقہ کے مباحث کو انگریزی اصول قانون کے انداز میں مرتب کرنے کی طرح ڈالی۔ اس رجحان کے اولین نمائندہ جسٹس عبدالرحیم (1867 ~1952) تھے۔ ان کی کتاب **Principles of Muhammadan**

Jurisprudence اس اعتبا ر سے اپنی نوعیت کی پہلی کتاب تھی کہ اس میں اصول فقہ کے مباحث کو انگریزی اصول قانون کے اسلوب میں بیان کیا گیا تھا ۔ اس کتاب نے انگریزی تعلیم یافتہ اور قانون دان طبقہ میں اصول فقہ کے مباحث کو متعارف کرایا۔

گزشتہ ہجری صدی کے اوائل سے عرب دنیا میں جو کام ہونا شروع ہوا ہے اس میں دو بنیادی خصوصیات نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ دور جدید کی اصول فقہ کی کتابوں میں کسی متعین اور پہلے سے طے شدہ فقہی یا اصولی مسلک کی پابندی کم کی گئی ہے۔ بہت کم کتابیں ایسی ہیں جن میں کسی خاص فقہی مسلک کی پابندی کو پیش نظر رکھا گیا ہو۔ ورنہ اکثر تحریروں کا رجحان یہی ہے کہ فقہ اور اصول فقہ کے پورے ادب کو مسلمانوں کا مشترکہ ورثہ قرار دے کر بحیثیت مجموعی علمائے اصول کے خیالات کو پیش کیا جائے اور فقہی مسالک اور اصولی نقطہ ہائے نظر کے مابین ایک مثبت اور صحت مندانہ تقابلی مطالعہ کے رواج کو فروغ دیا جائے ۔
مصطفی زرقاء، محمد ابو زہرہ، محمد سلام مدکور اور ڈاکٹر عبد الرزاق سنہوری کی تحریروں میں یہ بات واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔

دوسری قابل ذکر بات جس کے بارہ میں پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے، یہ ہے کہ دور جدید کے بہت سے عرب مصنفین نے مختلف مغربی تصورات کا بھی تنقیدی مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اصول فقہ کے نظریات و تصورات کا تقابل مغربی قانون کے اصولوں سے کیا ہے۔ اس تقابل سے بہت سی ایسی غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں جو بعض مغربی مصنفین کی تحریروں سے پیدا ہوئی تھیں۔ مثال کے طور پر بعض مغربی مصنفین نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ فقہ بالعموم اور اصول فقہ کے بعض نظریات بالخصوص رومن قانون سے ماخذ ہیں اور چند جزوی مشابہتوں کو ادھر ادھر سے جمع کر کے بعض مغربی مصنفین یہ لکھنے لگے تھے کہ یہ چیزیں رومن لاء کے زیر اثر اسلامی قانون میں داخل ہوئیں۔ تقابلی مطالعہ سے یہ غلط فہمی دور ہونے لگی اور اسلامی قانون کے اصل ماخذ اور اصولوں کے ارتقائی مطالعہ نے اس تاثر کو ہمیشہ کے لیے ختم کر ڈالا۔

اوپر جسٹس عبدالرحیم کی کتاب کا تذکرہ کیا جا چکا ہے جو بیسویں صدی کے آغاز میں سامنے آنے والی ایک منفرد انداز کی کتاب تھی ۔ اس کتاب نے پہلی مرتبہ مغربی تعلیم یافتہ قانون دانوں کے حلقے کو اصول فقہ کے مباحث سے متعارف کرایا۔ اگرچہ جسٹس عبدالرحیم کی کتاب عربی میں لکھی جانے والی بعض درسی کتابوں کے ا ردو تراجم کی انگریزی تلخیص ہے، تاہم اس کی ترتیب میں ایک جدت پیدا کی گئی تھی اور اسلوب بھی نئے انداز کا تھا۔ اس نئی ترتیب اور اسلوب نے اصول فقہ کو مغربی اصول قانون کی ترتیب اور اسلوب میں پیش کرنے کی طرح ڈالی ۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ جسٹس عبدالرحیم کی ڈالی ہوئی نیو پر بعد میں مزید تعمیر کی جاتی اور اس اسلوب پر کام کو آگے بڑھایا جاتا لیکن ایسا نہ ہو سکا

اور مغربی تعلیم یافتہ حضرات میں سے کسی اور قانون دان نے اس کام کو آگے بڑھانے میں دلچسپی نہ لی۔

پاکستان بننے کے بعد بھی اصول فقہ کے میدان میں طویل عرصہ تک کوئی خاص قابل ذکر پیش رفت نہ ہو سکی اور کوئی ٹھوس اور دیرپا کام نہیں ہوا ۔ پاکستان میں گزشتہ دو ایک عشروں میں جو تھوڑا بہت کام ہوا ہے وہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان، بالخصوص اس کے ذیلی شعبہ ادارہ تحقیقات اسلامی سے وابستہ حضرات کا ہے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی سے وابستہ اہل علم میں ڈاکٹر کمال فارو قی ، ڈاکٹر احمد حسن، ڈاکٹر خالد مسعود اور پروفیسر عمران احسن نیازی کی کاوشیں قابل قدر اور وقیع ہیں۔

موجودہ دور میں اسلامی قوانین کی کچھ بہت اہم تشریحات سامنے آئی ہیں. علامہ یوسف سیجا اور پروفیسر عبدالرحمٰن نے قرآن فہمی کے تناظر میں علم الکلام کے سادہ اور جدید رجحانات ظاہر کیے ہیں ان کا انداز ان کا اسلوب ابن حزم ظاھری جیسا سادہ ، قابل فھم اور پرکشش ہے۔
یہ تمام تحریریں بہت متاثر کن، دل کو چھو لینے والی، مختصر مگر ایڈیٹوریل انداز میں ہیں کیونکہ اس دور میں لوگ مختصر، سادہ اور وضاحتی بات پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ فلسفیانہ تحریروں کو عام لوگوں کے لیے سمجھنا بہت مشکل ہے۔۔ یہ قابل تعریف انفرادی کوشیش ہیں اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ ان قابل احترام افراد کے کام کو مزید وسیع تشہیر کی ضرورت ہے۔

علامہ یوسف سیجا فرماتے ہیں..

کیا ریاست کا مذہب ہوتا ہے؟
نوع انسانی کی تاریخ گواہ ہے کہ ریاست کا کوئی نہ کوئی مذہب ہمیشہ رہا ہے جمہوریت کی دریافت نے نوع انسانی کے سامنے شوریٰ کا نظام رکھا کہ قانون کی حکمرانی ہونی چاہئے ۔ اسلام اور جمہوریت کے درمیان فاصلہ صرف اتنا ہے کہ قانون بنانے کا اختیار کس کے پاس ہونا چاہئے۔ اسلام کہتا ہے کہ انسانوں کے خالق کے پاس یہ اختیار ہونا چاہئے ۔ جمہوریت کہتی ہے کہ خالق کے بندوں کے پاس یہ اختیار ہونا چاہئے بات صرف اس فاصلے کو پاٹنے کی ہے نوع انسانی اب یہ طے کر چکی ہے کہ ریاست کا کوئی مذہب نہیں ہونا چاہئے۔ ریاست صرف قوانین کی بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے۔ ریاست ایک نظام کا نام ہے ۔ سوال یہ ہے کہ اس نظام کو کون بنائے گا ؟ یہ ریاستی اداروں کا کام ہے۔ ریاست کے بارے میں ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ "ریاست ماں جیسی ہوتی ہے". یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ریاستی ادارے جن قوانین سے ریاست کا نظام ترتیب دیتے ہیں ان قوانین کے اخذ کرنے کا ذریعہ

ان کے پاس کیا ہے؟ جواب صرف ایک ہے۔ قوانین کو اخذ کرنے کا ذریعہ "کتاب" کے سوائے کوئی اور نہیں ہو سکتا ۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے وہ کون سی کتاب کا انتخاب کریں گے؟ جواب صرف ایک ہے کہ ایسی کتاب جس میں قوانین درج ہیں۔ سارے سائنسدان اس پر متفق ہیں کہ وہ کائنات میں موجود فطرت کی کتاب ہے جس میں فطرت کے قوانین درج ہیں۔ فطرت کے قوانین کو ہم پڑھتے ضرور ہیں لیکن اسے اپنے ہاتھ سے لکھتے نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں انسانی زندگی سے متعلق بھی ایسے قوانین کی ضرورت ہے جسکو ہم پڑھ سکتے ہوں لیکن اسے اپنے ہاتھ سے لکھ نہ سکتے ہوں ۔جدیدد نیا میں ایسے قوانین صرف قرآن مجید ہی میں موجود ہیں اور قرآن مجید کا اسپر دعویٰ بھی ہے۔ اس دعویٰ کوقرآن مجید ہی نے سچ کر دکھانا ہے .."

پروفیسر عبدالرحمن فرماتے ہیں۔

" اللہ تعالیٰ ہدایت کے نام پر صرف ایسی ہدایت ہی بھیجتا رہا ہے کہ جسے ایک عامی کا فہم و ادراک بھی اتنا ہی کیچ کرلے جتنا کہ ایک نبی کا ۔ وہ چیستاں نہیں بھیجا کرتا۔
اللہ تعالیٰ نے شیکسپیئر کا کلام ہدایت کے نام پر نہیں بھیجا بلکہ اپنا کلام ---- قرآن مبین ، فرقان مبین اور قول فیصل کے نام سے بھیجا ہے جسے دیکھتے اور سنتے ہی ایک عام آ دمی بھی اتنا ہی سمجھ لے جتنا کہ ایک نبی ۔ گویا کہ اسے سنتے اور اسے برتتے ہوئے عام و خاص، ہر شخص یہی محسوس کرے کہ یہ تو اس کے دل کی آ واز ہے ۔ اور وہ بے ساختہ کہہ اٹھے کہ " گویا کہ یہی میرے دل میں تھا۔ "
دل کی آ واز ناقابل فہم نہیں ہوا کرتی ، لیکن مولویوں اور فقہاء نے دل کی اس آ واز کو ، فطرت سلیمہ کی اس پکار کو ہر لحاظ سے چیستاں بنانے کی کوشش کی ہے تاکہ اس قرآن کو مہجور بنایا جا سکے اور لوگوں کو اس سے دور رکھا جا سکے اور وہ سب اپنی اس کوشش میں عوام الناس کی اکثریت کی حد تک صدیوں سے اگرچہ بظاہر کامیاب ہیں لیکن اللہ کی نظر میں :هذا خسران مبین: کا مصداق ہیں۔
بد قسمتی سے آ ج بھی وہ سب اسی کام میں لگے ہوئے ہیں ، نہ خود قرآن کو اپنے دماغ کی بتی روشن کرکے براہِ راست سمجھنا چاہتے ہیں اور نہ لوگوں کو سمجھنے دینا چاہتے ہیں ، بس ایک شوق فضول میں لگے ہوئے ہیں اور blind vision کے شکار راویوں کی عینک کو رسول کی عینک قرار دے رہے ہیں۔ "

حوالہ جات اور مطالعا ت :

الفقه الاسلامي في ثوبه الجديد .. زرقاء، مصطفى احمد

Concept of Sunnah by :Dr.Muhammad Yusaf

عصر حاضر میں اجتماعی اجتہاد جلد 2 .. ڈاکٹر خالد مسعود

اصول فقہ اسلامی از ڈاکٹر طہٰ جابر حلوانی

Principles of Muhammadan Jurisprudence   by: Justice Abdul Rahim

ہماری دستوری تاریخ از اسد سلیم شیخ، پبلشر فکشن ہاؤس

علم اصول فقہ ایک تعارف . تین جلدیں... ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں (چئیرمین شعبہ علوم اسلامیہ یو ای ٹی ،لاہور)

مستشرقین کی کہانیوں

کی بنیاد کیا ہے؟

سب سے پہلے عقل زوال پذیر ہوتی ہے
پھر جو کچھ بھی سامنے آتا ہے
وہ اُسی زوال کا اظہار ہوتا ہے ۔

اورینٹلزم لاطینی لفظ اورینز سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے "مشرق" (لفظی طور پر ابھر تا ہوا سورج")۔ یہ لفظ Occident کا مخالف ہے۔ سادہ الفاظ میں اس کا مطلب "مشرق" یا "مشرقی" تھا۔
ہم کہہ سکتے ہیں کہ اورینٹلزم مشرق وسطیٰ اور مشرق اور جنوب مشرقی ایشیا کے بارے میں مغربی خیالات یا تو حقیقت پسندانہ یا مفروضے کے طور پر جانا جاتا ہے۔
بدقسمتی سے اسلام کے حوالے سے جدید دور کا استشراق ایک طرح کا مفروضی استشراق ہے، جس کی بنیاد نام نہاد مسلم محدثین ، مورخین ، علماء، فقہاء کی جعلی، من گھڑت اور غیر اخلاقی احادیث اور شرمناک روایات پر مبنی ہے۔

مستشرقین پر تنقید؟ کیوں ..

سید ابوالحسن علی حسنی ندوی (1913~1999) مغربی مستشرقین کے فکر و فلسفہ کے اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :-

" مسئلہ کا سنگین اور دور رس پہلو یہ ہے کہ مستشرقین اپنی تمام صلاحیتوں کو معقول و غیرمعقول طریقہ پر ان کمزوریوں کی نشان دہی اور ان کو نہایت ہی مہیب شکل میں پیش کرنے میں صرف کرتے ہیں ، وہ خوردبین سے دیکھتے ہیں اور اپنے قارئین کو دوربین سے دکھاتے ہیں ، رائی کا پر بت بنانا ان کا ادنی کام ہے ، وہ اپنے اس کام میں (یعنی اسلام کی تاریک تصویر پیش کرنے میں) اس سبک دوستی ، ہنر مندی اور صبر و سکون سے کام لیتے ہیں ، جس کی نظیر ملنی مشکل ہے ۔ وہ پہلے ایک مقصد تجویز کرتے ہیں ، اور ایک بات طے کر لیتے ہیں کہ اس کو ثابت کرنا ہے ۔ پھر اس مقصد کے لیے ہر طرح کے رطب و یابس, مذہب و تاریخ ، ادب ، افسانہ شاعری مستند و غیرمستند ذخیرہ سے مواد فراہم کرتے ہیں ، اور جس سے ذرا بھی ان کی مطلب برآری ہوتی ہو (خواہ وہ صحت و اسناد کے اعتبار سے کتنا ہی مجروح و مشکوک اور بے قیمت ہو) اس کو بڑے آب و تاب سے پیش کرتے ہیں ، اور اس متفرق مواد سے ایک نظریہ کا پورا ڈھانچہ تیار کر لیتے ہیں ، جس کا اجتماعی وجود صرف ان کے ذہن میں ہوتا ہے ، وہ اکثر ایک برائی بیان کرتے ہیں اور اس کو دماغوں میں بٹھانے کے لیے بڑی فیاضی کے ساتھ اپنے ممدوح کی دس خوبیاں بیان کرتے ہیں ، تا کہ پڑھنے والے کا ذہن ان کے انصاف ، وسعت قلب اور بے تعصبی سے مرعوب ہو کر اس ایک برائی کو (جو تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیتی ہے) قبول کرلے .

اکثر مستشرقین اپنی تحریروں میں زہر کی ایک مناسب مقدار رکھتے ہیں ، اور اس کا اہتمام کرتے ہیں کہ وہ تناسب سے بڑھنے نہ پائے اور پڑھنے والے کو تنفر اور بدگمان نہ کردے ، ان کی تحریریں زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہیں ، اور ایک متوسط آدمی کا ان کی زد سے بچ کر نکل جانا مشکل ہے ۔ قرآن ، سیرت نبوی ، فقہ و کلام ، صحابہ کرام ، تابعین ، ائمہ مجتہدین ، محدثین وفقہاء ، مشائخ وصوفیہ ، رواۃ حدیث ، فن جرح و تعدیل ، اسماء الرجال ، حدیث کی حجیت ، تدوین حدیث , فقہ اسلامی کا ارتقاء ان میں سے ہر موضوع سے متعلق مستشرقین کی کتابوں اور تحقیقات میں اتنا تشکیکی مواد پایا جاتا ہے جو ایک ایسے ذہین و حساس شخص کو جو اس موضوع پر وسیع و گہری نظر نہ رکھتا ہو پورے اسلام سے منحرف کر دینے کے لئے کافی ہے.."

<u>مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہے اور ساتھ ہی مجھے بتاتے ہوئے دکھ بھی ہے کہ ابوالحسن ندوی صاحب کی بات لفاظی , بسیار گوئی, کثرت الکلامی کے زمرے میں آتی ہے !</u>

مجلس التحقیق الاسلامی کے سابق رکن اور جامعہ الاسلامیہ لاہور کے فاضل ڈاکٹر حافظ محمد زبیر کی تصنیف " اسلام اور مستشرقین " ہے ،جس میں انہوں نے مستشرقین کے حوالے سے تاریخی نوعیت کی تفصیلات جمع فرما دی ہیں.

اس کتاب کو بہت غور سے پڑھنے کے بعد بہت سارے سوالات جنم لیتے ہیں۔
کہ مستشرقین کو اپنی لاف زنی کے لیے کہانیاں کہاں سے ملتی ہیں ???
اس پر کوئی بحث نہیں کرتا .. کیوں .. نہ ہی کوئی اس کی وجوہات بیان کرتا ہے کہ مستشرقین نے اسلام پر تنقید کیوں کی ؟ **اور** مستشرقین کو اسلام پر تنقید کی بنیادیں کہاں سے ملتی ہیں !!

شبلی نعمانی کی کتاب "الفاروق"، اس کتاب میں شبلی نعمانی نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا ہے کہ انہوں نے دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ جلانے کی دھمکی دی ۔ ملاحظہ ہو صفحہ نمبر 66. الفاروق..
اس بندے شبلی نعمانی کی عقل کہیں گھاس چر رہی تھی؟

یہ برصغیر کے مسلمانوں کی بدقسمتی ہےکہ مسلم تاریخ کو ایسے احمق اور بے حس لوگوں نے بیان کیا..

<u>مستشرقین کی اسلام پر تنقید کے اسباب :</u>

انیسویں صدی کے آخر میں سرسید احمد خان کے کام کو چھوڑیے، ہم پچھلے سو سال سے مستشرقین پر تنقید کر رہے ہیں لیکن اسلام، قرآن کریم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول کے بارے میں مستشرقین کی تنقید کی وجوہات جاننے کے لیے تیار نہیں۔

جدید مذہبی دانشور علماء کا عجیب یا غریب رویہ :

نہ صرف برصغیر بلکہ عرب دنیا میں ہمارے جدید مذہبی دانشور علماء نے مستشرقین اور اشتراق کے بارے میں سینکڑوں کتابیں اور ہزاروں مضامین لکھے ہیں لیکن وہ جان بوجھ کر کبھی مستشرقین کی اسلام پر تنقید کے اسباب پر بحث نہیں کرتے۔

مجبور ہیں یا ذہنی غلام ہیں یا فکری معذوری ہے .. میرے خیال میں تمام وجوہات ہیں۔

ہمیں مستشرقین کی کتابوں کے بارے میں بہت زیادہ شکایات ملتی ہیں۔ ہمارے مسلمان مذہبی مصنفین اور دانشوروں کی شکایات ایسی ہیں مثال کے طور پر مستشرقین نے اپنی کتابوں وغیرہ میں یہ لکھا ہے اور وہ لکھا ہے... دراصل ہمارے مذہبی مصنفین اور دانشوروں کا رویہ مستشرقین اور اشتراق کے بارے میں بہت بچگانہ ہے۔ ہم ہر چیز کو یہود و نصاریٰ وغیرہ کی سازش سمجھتے ہیں۔
" یہود و نصاریٰ کی سازشی تھیوریاں" صدیوں سے مسلمانوں کی ہمہ وقت پسندیدہ ذہنی غذا رہی ہیں۔ دراصل ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم مسلمان بالکل **معصوم اور نا بالغ گائے** ہیں۔ اور باقی لوگ چالاک، مکا ر، سازشی ، دھوکے باز ہیں۔ مجھے اپنے مسلمان علماء اور دانشوروں کے ذہنی رویے پر ہنسی آتی ہے۔

اسلام کے بارے میں **استشراق** نام نہاد اسلامی تاریخ کی کتابوں، احادیث اور فقہ کے مجموعوں وغیرہ سے لیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ کے بارے میں کتابیں زبانی کہانیوں پر مبنی ہیں. میں دو مثالیں دینا چاہتا ہوں۔ جیسے "جناب زید نے کہا، میں نے جناب داؤد سے سنا اور جناب داؤد نے بتایا کہ اس نے ایک شخص سے سنا ہے۔ اس کی ملاقات ایک میلے میں ہوئی تھی جب کہ بہت سے لوگ اس کہانی سنانے والے قصہ گو کے ارد گرد اکٹھے ہو کر گھنٹوں بہت دلچسپ کہانیاں سنتے تھے۔ اور قصہ گو کا تعلق کوفہ سے ہے"۔

دوسری مثال یہ ہے کہ "بخاری نے بتایا کہ جناب زہری نے کہا کہ میں نے عروہ سے سنا ہے اور عروہ نے بتایا ہے کہ میں نے ایک ایسے شخص سے سنا ہے جس سے میں پہلے کبھی نہیں ملا تھا اس کا نام ابو ایاس تھا اور اس کا تعلق کہاں سے ہے یہ بھی نہیں جانتا "۔

بدقسمتی سے وقت کی کمی اور تحقیقی کام کے بوجھ اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی وجہ سے میں مستشرقین پر تنقید کرنے والوں کی ڈیڑھ درجن سے زیادہ کتابیں اور درجنوں مضامین ہی پڑھ سکا ہوں، لیکن مجھے مختلف تغیرات میں تقریباً ایک جیسی بحثیں ملیں۔ یہ تمام مکالمے بار بار دہرائے جاتے ہیں اور کوئی بھی شخص تقریبا ایک جیسی بار بار ہونے والی گفتگو کو پڑھ کر بور ہو جائے گا۔ تمام مباحث تقریباً یکساں ہیں لیکن بیانیے میں مختلف انداز میں لکھے گئے ہیں۔

ٹیبلٹ کے اجزاء ایک جیسے ہیں اور ذائقہ کڑوا ہے لیکن رنگ مختلف ہیں۔

<u>فائدہ:</u> جب آپ جب ہر قِسم کی گپ شپ، ہرطرح کے رطب و یابس' مشکوک تاریخ، فرضی احادیث، شرمناک قصے کہانیوں کو 1400 سال اپنے سینے سے لگا کے رکھیں گے ،اور ان جعلی اور من گھڑت قصے کہانیوں کو روزانہ کی بنیاد پر زورو شور سے بیان کریں گے اور ان کو مذہب کی بنیاد قرار دیں گے تو لوگ ان کہانیوں پر ضرور بات کریں گے۔
نام نہاد مسلم مورخین، محدثین، علماء، مفسرین نے مشکوک تاریخ، فرضی احادیث، صحابہ کرام کے درمیان جنگ کی جھوٹی کہانیاں بیان کیں۔ مسلمانوں میں یہ تمام جعلی اور من گھڑت روایات فرقہ واریت پھیلانے کا اصل ذریعہ ہیں خواہ شیعہ ہو یا سنی دونوں نے اپنا اپنا حصہ ڈالا اور فرقہ واریت پھیلانے کا یہ سلسلہ زورو شور سے جاری ہے۔ ان مورخین، محدثین، مفسرین اور نام نہاد علماء نے کتابوں میں اسلام کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور شکوک وشبہات پیدا کیے۔ قرآن اورحضورصلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر اپنی افترا پردازی ، طعن تشنیع اور تنقید کا نشانہ بنایا. ہمارے موجودہ اور پچھلی صدیوں کے مورخین کے پاس صرف ایک کام ہے کہ وہ ایرانی، خراسانی مجوس کی من گھڑت کہانیاں نقل کرتے ہیں۔

<u>کن افراد سے مستشرقین نے زبانی کلامی روایتیں لیں اور اپنی اپنی ڈفلی بجائی ..</u>

مستشرقین کے تمام ناقدین نے اپنی کتابوں اور مقالوں میں ہر صفحے کے بعد کچھ خاص رجحان والے جملے دہرائے "یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں"، "یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف سازشیں". کسی نے مستشرقین کے ان ناقدین سے نہیں پوچھا کہ جناب یہ سب لوگ جنہوں نے بغیر ثبوت کے ان زبانی کلامی کہانیوں کو اسلامی تاریخ کے عنوان سے گھڑ لیا، کیا سب یہودی تھے یا عیسائی؟

میں ان میں سے صرف چند ایک شخصیات کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں جنہیں مستشرقین "اسلامی تاریخ کا ستون" سمجھتے ہیں۔
آئیے جانتے ہیں مستشرقین کے کچھ " قیمتی ہیروں" کے بارے میں، جن کی کہانیوں کو بنیاد بنا کے مستشرقین نے اپنی زندگی فضول قصے کہانیوں میں برباد کی..

مستشرقین کی کہانیاں ابن اسحاق (85ھ ~ 150ھ)، الواقدی (130ھ ~ 207ھ)، ابن ہشام (متوفی 218ھ)، ابن سعد (168ھ ~ 230ھ)، ابن جریر طبری (224ھ ~ 310ھ)، ابن شہاب زہری (58ھ ~ 124ھ) وغیرہ کی زبانی روایتوں پر مبنی ہیں۔

ابن اسحاق (85ھ ~ 150ھ)، محمد بن اسحاق بن یسار بن خیار (85 ہجری تا 150 ہجری) ابن اسحاق آٹھویں صدی کے قدیم ترین سوانح نگار ہیں جن کی مشہور کتاب "سیرت ابن اسحاق" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب اب ناپید ہے لیکن اس کتاب کا نثری حصہ "سیرت ابن ہشام" میں لیا گیا ہے۔ بغیر ثبوت کے زبانی طور پر تاریخ کہنے کی ان کی قابلیت مشہور تھی، ان کی روایات کو اسلامی تاریخ کے پھولوں کا قدیم ترین گلدستہ سمجھا جاتا ہے۔

ابن ہشام (متوفی 218ھ)، عبد الملک بن ہشام الحمیری (متوفی: 218ھ) جسے "ابن ہشام" کے نام سے جانا جاتا ہے، ایک مشہور مسلمان مورخ تھا جو بصرہ میں پیدا ہوا اور مصر میں فوت ہوا۔ وہ ایک مشہور قصہ گو تھے اور تاریخی کہانیاں سناتے تھے۔ ۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مرتب کی ہے جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے یہ کتاب ابن اسحاق کے شاگرد زیاد البقعی (متوفی 183) کتاب المغازی و السیر کی مدد سے مرتب کی۔
ابن ہشام نے بتایا کہ انہوں نے اپنی "سیرت ابنِ ہشام" ابن اسحاق کے طالب علم زیاد البقعی سے زبانی سن کر مرتب کی جو زیادہ تر کوفہ میں رہتا تھا۔

لیکن بدقسمتی سے اس شخص زیاد البقعی کے بارے میں تفصیلات کوئی نہیں جانتا۔

الواقدی (130ھ ~ 207ھ) محمد بن عمر بن واقدی (130ھ ~ 207ھ) جسے "الواقدی" کہا جاتا ہے مدینہ کے بنو اسلم کا آزاد کردہ غلام تھا۔ الواقدی بنیادی طور پر اپنی کتاب " التاریخ و المغازی " کے لیے جانا جاتا ہے۔ ، جو اس کے کام کا واحد حصہ ہے جو مکمل طور پر محفوظ کیا گیا ہے لیکن الواقدی کے تمام بیانات زبانی کلامی کہانیاں ہیں۔
تمام مستشرقین نے اس کو اسلامی تاریخ میں ایک ستون سمجھا اور اس سلسلے میں اس کی روایات کو قبول کیا، آئیے جانتے ہیں کہ مسلم علماء نے واقدی کے بارے میں کیا کہا؟

امام شافعی (متوفی 204ھ) نے فرمایا: واقدی کی تمام کتابیں جھوٹی ہیں، مدینہ میں سات آدمی تھے جو احکام کو گھڑتے تھے، جن میں سے ایک الواقدی تھا۔
احمد بن حنبل (متوفی 241ھ) نے کہا کہ یہ جھوٹا ہے، روایات میں ردوبدل کرتا ہے۔
النسائی (متوفی 303 ہجری) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو گھڑنے والے جھوٹے چار ہیں، وہ یہ ہیں: اربعہ بن ابی یحییٰ مدینہ، الواقدی بغداد، مقاتل بن سلیمان خراسان میں سلیمان اور شام میں محمد بن سعید۔
یحییٰ بن معین (متوفی 233ھ) نے کہا کہ وہ ضعیف ہے، وہ کچھ بھی نہیں، قابل اعتماد نہیں۔
اسحاق بن راہویہ (متوفی 238ھ) نے کہا کہ میرے خیال کے مطابق وہ حدیث گھڑنے والوں میں سے ہے۔
علی المدنی (متوفی 241ھ) نے کہا کہ اس نے حدیث گھڑ لی۔

ابوداؤد (متوفی 275ھ) نے کہا کہ میں اس کی حدیث نہیں لکھتا اور نہ اس کی سند سے روایت کرتا ہوں۔
ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی (متوفی 277ھ) نے کہا کہ "وہ حدیث گھڑتا ہے، ہم نے اس کی حدیث کو چھوڑ دیا ہے"
الدارقطنی (متوفی 385 ہجری) نے کہا کہ "اس میں کمزوری ہے
علی ابن المدینی (متوفی 241ھ) نے کہا کہ وہ حدیث گھڑتا ہے۔
ابن عدی (متوفی 365ھ) نے کہا کہ اس کی روایات محفوظ نہیں ہیں اوراس کی روایات کو قبول کرنے میں خطرہ ہے۔
ابو زرع الرازی (متوفی 264ھ) نے کہا کہ "واقدی کی تحریر لاوارث، ضعیف"
النووی (متوفی 676ھ) نے کہا: ان کا (محدثین علماء) کا اجماع ہے کہ الواقدی ضعیف ہے۔
محمد ناصر الدین البانی (متوفی 1999 عیسوی) نے کہا کہ الواقدی جھوٹا ہے۔

آپ سب کے لیے اور میرے لیے انتہائی حیران کن اور ہولناک انکشاف ہے کہ
اس کی صداقت پر سوال اٹھانے والوں میں سے بھی بہت سے لوگ اسے تاریخ کا ستون سمجھتے ہیں اور اس سلسلے میں اس کی روایتوں کو قبول کرتے ہیں۔
ابن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) لکھتے ہیں: "وہ ہمارے نزدیک جنگوں کی روایات میں قابل قبول ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔"

الواقدی تاریخ سمیت کثرت سے احادیث بھی گھڑتا تھا اور محدث کی حیثیت سے بغداد میں سینکڑوں فرضی احادیث بیان کرتا تھا اور بغداد میں ہزاروں لوگوں نے اس سے یہ 'چسکہ' جعلی کہانیاں بخوشی مزے لے لے کر سنی تھیں۔ میں نے کئی بار بتایا کہ پہلی صدی ہجری کے آخری نصف میں اور دوسری و تیسری صدی ہجری میں بغداد، کوفہ، خراسان، شام وغیرہ جعلی حدیثوں اور واقعات کے گھڑنے کا مرکز تھے۔
ہزاروں جھوٹے ان روایتوں کو گھڑ نے اور سنانے میں دن رات مصروف تھے اور لاکھوں احمق ان کو مزے لے لے کر سننے میں مصروف تھے. کیا مناظر ہوں گے ان دنوں .. !!

محمد بن سعد (168ھ ~ 230ھ) جسے ابن سعد کے نام سے جانا جاتا ہے، اس نے کئی دہائیاں الواقدی کے ساتھ گزاری اور واقدی کی روایتیں لکھیں، اسی لیے ابن سعد کا لقب " کاتب الواقدی" پڑا۔ وہ طبقات ابن سعد المعروف " طبقات الکبیر" کی تالیف کے لیے مشہور ہوا۔ اس کتاب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے زمانے تک کی اہم شخصیات کا تذکرہ ہے اور اسے ہر نئے مورخ نے استعمال کیا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ ایک ہزار سال سے زائد عرصے سے ہر مورخ نے ابن سعد کی روایتوں کو اپنی تالیفات میں حوالہ جات کے لیے بہت زیادہ استعمال کیا ہے اکثر مورخین نے اس کی روایتوں کو اپنی کتابوں میں اسی طرح نقل کیا ہے اور کبھی اپنے دماغ کا استعمال نہیں کیا۔

محمد بن جریر ابن یزید الطبری (224 ھ ~ 310 ھ) ابن جریر طبری امول , طبرستان شمالی ایران سے تعلق رکھنے والے ایک ایرانی مورخ تھے۔ ان کی سب سے زیادہ باثر اور مشہور تصانیف میں ان کی قرآنی تفسیر ، جسے عربی میں تفسیر الطبری کے نام سے جانا جاتا ہے، اور انکی تاریخی کتاب " تاریخ الرسول و الملوک " کے نام سے جانا جاتا ہے، جسے اکثر تاریخ الطبری کہا جاتا ہے۔

ابن جریر طبری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والی جنگوں کی جعلی اور جھوٹی تاریخ بغیر کسی ثبوت کے جمل، صفین کے نام سے بیان کرتا ہے۔ ابن جریر طبری نے کربلا، معاویہ اور یزید وغیرہ کے قصے مشتبہ زبانی ذرائع سے بیان کیے ۔ اسی لیے ابن جریر طبری مستشرقین کا محبوب بن گیا۔

تاریخ الطبری چالیس جلدوں پر مشتمل ہے (عربی میں اصل) جو آسانی سے دستیاب ہیں۔ اس کتاب کے دیباچے میں شروع میں لکھا گیا ہے کہ اس میں بیان کیے گئے تمام واقعات کا کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے اور یہ سب باتیں لوگوں سے سن کر لکھی گئی ہیں؛ الطبری کے بعد تمام مورخین ان کے نقش قدم پر چلتے رہے ہیں۔ خلیفہ بن خیاط , ابن قتیبہ دینوری , یعقوبی , بلاذری , خطیب بغدادی , ابوالفضل بیہقی , ابن جوزی , ابن خلکان , ابن ندیم , ابن کثیر , جلال الدین سیوطی , ابن خلدون , اکبر شاہ خان نجیب آبادی,شبلی نعمانی, صفی الرحمٰن مبارک پوری کوئی بھی ہو تمام مورخین ان کے نقش قدم پرچلتے چلے آ رہے ہیں ..

پچھلی صدی کے تمام تقریبا مسلمان مورخین اپنی نام نہاد تاریخ کی کتابوں میں کہانیاں سناتے ہیں "طبری نے یہ لکھا"، واقدی نے لکھا"، "مسعودی نے یہ لکھا" "زہری یہ کہتا ہے" "ابن ندیم یہ کہتا ہے"، "ابن خلدون". یہ لکھتا ہے" وغیرہ وغیرہ.

میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ میں حقیقت اور گپ شپ کا تجزیہ کرنے کی کوئی عقل اور صلاحیت ہے یا نہیں؟ کیا آپ عقل سے پیدل چلتے چلے آ رہے ہیں ؟

ارنلڈ جے ٹوائن بی(A.J.Toynbee 1889-1975) عہد جدید کا نامور مورخ ہے جس نے مذاہب کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ اور اپنی تصنیف " مطالعہ تاریخ " میں اسلام کے بارے میں عمومی طور پر معقول رویے کا اظہار کیا ہے۔ ٹوائن بی کے بارے میں جو ایک مثبت رائے قائم ہوئی تھی کہ اس نے اپنی تحقیق کے نمونے اپنی کتابوں میں پیش کیے ہیں اوراس کی شخصیت عالمی حوالہ جات کا منبع و ماخذ قرار پائی تھی۔ لیکن آپ ﷺ کے بارے میں اس کی یہ رائے بڑی ناقص معلوم پڑتی ہے اس لیے کہ اس نے نبی آخر الزماں کا موازنہ جنگجو سیزر سے کردیا اگر تعصب سے پرے اس نے دونوں شخصیتوں کا علمی و تحقیقی اور عقلی و استدلالی مطالعہ کیا ہوتا تو اسے نبی کریمﷺ کے بارے میں ایسی رائے دینے سے پہلے ہزار بار سوچنا پڑتا اس کا یہ طرز عمل نبیﷺ کی شان میں بدترین گستاخی اور تذلیل و تحقیر ہے۔ اسلامی تاریخ کے بارے میں ٹوائن بی کی کتاب کے ابواب پرانے مسلم مورخین کے بیانات پر مبنی ہیں۔

آرنلڈ جے ٹوائن بی تاریخ میں "برطانوی کرسچن جہالت" کی ایک کلاسیکی مثال ہے۔

نا انصافی ہو گی کہ ایک بہت ہی مشہور شخصیت کا ذکر خیر نہ ہو..

مسلم تاریخ کی ایک بہت مشہور شخصیت ابن شہاب زہری (58 ~ 124ھ)
مورخ اور محدث کے نام سے مشہور مغربی مستشرقین کا لاڈ لہ ہے۔ زہری جعلی روایتوں (تاریخ اور احادیث) کا سپر ڈوپر ماسٹر کاریگر ہے، اس نے وحی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں سینکڑوں کہانیاں گھڑ لیں۔

وہ شامی ہے لیکن زہری نام کی وجہ سے انہیں مدنی سمجھا جاتا ہے حالانکہ وہ زہری نہیں ہے لیکن ان کے دادا نے بنو زہرہ کے ایک مبلغ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا تھا اور جو شخص بنو زہرہ کے ہاتھوں مسلمان ہوا انہیں عزت کے ساتھ زہری کہا جاتا تھا۔

بنو زہرہ قبیلہ قریش کا ایک چھوٹا قبیلہ ہے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ، بی بی آمنہ بنت وہب کا تعلق بنو زہرہ سے ہے. سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی بنو زہرہ سے ہیں۔

زہری کی داستان.. اگلی قسط کا انتظار کریں۔....
اب صرف میرا یہ عربی جملہ .... صرف آپ کے لیے
وبعد ولادة ابن شهاب الزهري رحل إبليس عن الدنيا لأن إبليس ظن أن الناس بعد ابن شهاب الزهري ليسوا في حاجة إليه.

وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ

فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟

کا مفہوم سمجھنے کے لیے براہِ کرم مکمل آیت کو غور سے پڑھیں،

فرقہ پرست ملاؤں کے فریب سے آگاہ رہیں۔

قرآن کریم کی آیت کے بارے میں سوچی سمجھی سازش

عقل اور ہوش سے دور تمام فرقہ پرست دیوبندی، اہل حدیث سلفی وغیرہ سورۃ الحشر کی اس آیت کا کچھ حصہ "نام نہاد احادیث" کے حق میں نقل کرتے ہیں۔ میں جعلی اور من گھڑت احادیث کے دفاع کے لیے ان کے غلیظ خیالات پر ماتم کرنا چاہتا ہوں۔۔

سورہ حشر، آیت نمبر 7

مَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ كَىْ لَا يَكُونَ دُولَةًۢ بَيْنَ ٱلْأَغْنِيَآءِ مِنكُمْ ۚ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ

جو مال بھی ہاتھ لگا دے اللہ اپنے رسول ﷺ کے بستیوں والوں سے تو وہ ہے اللہ کے لیے رسول ﷺ کے لیے قرابت داروں یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لیے تاکہ وہ تم میں سے مال داروں ہی کے درمیان گردش میں نہ رہے۔ اور جو کچھ رسول ﷺ تم لوگوں کو دے دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جائو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔
بیان القرآن ... ڈاکٹر اسرار احمد

بہتر ہو گا اگر آپ مکمل سورۃ الحشر پڑھیں اور سمجھیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی آمد سے متعلق تمام احادیث من گھڑت جعلی
اور قرآن کریم کے خلاف ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "آنے" کا عقیدہ عیسائیت کے اصولوں میں سے ایک ہے

اس عقیدے کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں-

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی مہدی آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا

یہ ختم نبوت کا بنیادی اصول ہے-

قرآن کریم نے سورۃ آل عمران آیت نمبر 55 , سورۃ المائدہ آیت نمبر 117
سورہ مریم آیت 33 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی سختی سے تردید کی ہے-

سورہ آل عمران آیت نمبر 55

إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَـٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ ۖ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ .

’’میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمھیں وفات دوں گا اوراپنی طرف اٹھالوں گا اور(تیرے)ان منکروں سے تجھے پاک کروں گا اورتیری پیروی کرنے والوں کوقیامت کے دن تک ان منکروں پرغالب رکھوں گا۔ پھر تم سب کوبالآخرمیرے پاس آنا ہے ۔سواس وقت میں تمھارے درمیان ان چیزوں کافیصلہ کروں گاجن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔‘‘ (3: 55)

سورۂ مائدہ میں قرآن نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے جو قیامت کے دن ہو گا۔اس میں اللہ تعالیٰ ان سے نصاریٰ کی اصل گمراہی کے بارے پوچھیں گے کہ کیاتم نے یہ تعلیم انھیں دی تھیں کہ مجھ کو اورمیری ماں کو اللہ کے سوامعبودبناؤ۔اس کے جواب میں وہ دوسری باتوں کے ساتھ یہ بھی کہیں گے کہ میں نے توان سے وہی بات کہی جس کاآپ نے حکم دیا تھا اورجب تک میں ان کے اندرموجودرہا، اس وقت تک دیکھتا رہاکہ وہ کیا کر رہے ہیں ۔ لیکن جب آپ نے مجھے اٹھا لیا تو میں نہیں جانتاکہ انھوں نے کیابنایا اورکیابگاڑ ا ہے ۔اس کے بعدتوآپ ہی ان کے نگران رہے ہیں

سورہ مائدہ آیت نمبر 117

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ .

میں نے توان سے وہی بات کہی جس کاتونے مجھے حکم دیا تھاکہ اللہ کی بندگی کروجومیرابھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی، اورمیں ان پرگواہ رہا، جب تک میں ان کے اندرموجودرہا، پھرجب تونے مجھے اٹھالیاتوان پر تو ہی نگران رہا ہے اورتوہر چیزپرگواہ ہے ۔

سورہ مریم آیت 33
وَٱلسَّلَٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا
سلام اُس دن پہ کہ جس روز وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے.
قرآن کریم کی ان واضح آیات کا حوالہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں کبھی واپس نہیں آئیں گے۔
اللہ نے دین اسلام کو مکمل کیا اور رسول کریم نے بھی اپنا تمام کام مکمل کیا تو مسلمانوں کو کسی نجات دہندہ مہدی یا کسی اور نبی کی ضرورت کیوں ہے؟ اس کا واضح جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کو نہ کسی مہدی کی ضرورت ہے اور نہ ہی رسول کریم کے بعد کسی نبی کی۔
القرآن کریم اور رسول کریم کی سنت تمام انسانوں کے لیے کافی ہے اگر وہ اسے اپنی بہتری اور فلاح کے لیے سمجھیں۔

الإنفاق في سبيل الله

انفاق کے معنیٰ ہیں مال خرچ کرنا.

یہ قرآنی اقتصادی نظام کا بنیادی نقطہ ھے.

وَيَسْـَٔـلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (البقرۃ: 219)

یہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہم کس قدرمال و دولت نشوونما کے لیے کھلا رکھیں. ان سے کہو کہ جس قدر تمہاری ضرورت سے زائد ھے.

نَفَقٌ: اس سرنگ کو کہتے ہیں جس کے داخل ہونے اور نکلنے کے دونوں راستے کھلے ہوں اور جس سرنگ میں نکلنے کا راستہ نہ ہو اسے سَرَبٌ کہتے ہیں؛

اسلام کا تصور یہ ہے کہ مال اللہ تعالی کا ہے ۔ قرآن کریم میں کثرت سے آیات آئی ہیں ،جن میں بار بار اہلِ ایمان کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے پر ابھارا گیا ہے.

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ ۔(البقرۃ:254)

(اے لوگو، جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہو !اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تم کو دیاہے۔)

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ(الحدید:۷)

(اور اس میں سے خرچ کرو جس پر ہم نے تم کو خلیفہ بنایا ہے۔)

’خلیفہ بنانے‘ کا مطلب یہ ہے کہ مال کا اصل مالک اللہ تعالی ہے۔ اسے خرچ کرنے کے لیے اس نے تم کو اپنا جانشین بنایا ہے ۔ جانشین اور نائب کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ اصل مالک جس طرح کہے گا اسی طرح اس کو خرچ کرنا ہے۔ہم کسی کو خادم رکھیں ،پھراسے کچھ مال دیناور کہیں کہ جاکر اس کو فلاں فلاں جگہ خرچ کردو ، فلاں سامان لے آئو، فلاں کو دے آئو،تو خادم کویہ حق نہیں ہوتاہے کہ اپنے طور پر اس میں کچھ تصرف کرے ،بلکہ مالک جو ہدایت کرے گا اگر وہ اسی کے مطابق خرچ کرے گا تو اچھا خادم سمجھا جائے گا اور اگر اس کے مطابق خرچ نہیں کرے تو اس کو خیانت کرنے والا سمجھاجائے گا۔

’انفاق‘ کا لفظ قرآن کریم کی بہت سی آیات میں آیا ہے۔صرف ایک آیت میں ہے کہ جو تم نے کمایا ہے اس میں سے اچھا مال خرچ کرو۔(اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ۔البقرۃ:267) دوسری آیات میں کہا گیا ہے

کہ جو ہم نے تم کو دیاہے اس میں سے خرچ کرو۔اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام مال کو کیا حیثیت دیتاہے؟اور آدمی کو اس پر کس حد تک تصرف کا حق دیتاہے؟

مال سے ہر شخص کو فطری طور پر محبت ہوتی ہے۔وہ چوں کہ اسے محنت سے کماتاہے اس لیے اس پر اپنا تسلّط قائم رکھنا چاہتاہے۔ مال سے محبت اسلام میں معیوب نہیں ہے۔ غربت کا شکار ہونا اور فقر و فاقہ میں مبتلا رہناا اسلام میں پسندیدہ نہیں ہے۔ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس نے جو کچھ کمایا ہے اس پر اس کا تصرف باقی رہے اور اس کی مرضی چلے۔اس بات کو مانتے ہوئے اللہ کی راہ میں انفاق پر ابھارنے کے لیے قرآن مجید میں بڑی لطیف تعبیر اختیار کی گئی ہے:

مَّن ذَا ٱلَّذِی یُقْرِضُ ٱللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَـٰعِفَهُۥ لَهُۥٓ أَضْعَافًا كَثِیرَةً ۚ وَٱللَّهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ وَإِلَیْهِ تُرْجَعُونَ (البقرة:245)۔

(کون ہے جواللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھا قرض۔)

قرض کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ آدمی کسی سے قرض مانگتاہے تو یہ سمجھتے ہوئے مانگتا ہے کہ وہ مال اسی شخص کا ہے جس سے وہ قرض مانگ رہا ہے ۔قرآن میں کثرت سے ایسی آیتیں ہیں جن میں’ قرض‘ کی تعبیر اختیار کی گئی ہے۔انسان کو مال و دولت سے اللہ تعالی نے نوازا ہے اور خود وہی انسانوں سے قرض مانگ رہاہے ۔ کتنی لطیف ہے یہ تعبیر!!

میری سمجھ کے حوالے سے قرآ ن کریم میں اِنْفَاقٌ کے بنیادی معنی اپنی محنت کے ماحصل کو نشوونما کے لیے کھلا رکھنا ہیں: وَیَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ (2: 219): “یہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہم کس قدرمال و دولت نشوونما کے لیے کھلا رکھیں۔ ان سے کہو کہ جس قدر تمہاری ضرورت سے زائد ھے سب کا سب یعنی فاضلہ دولت (Surplus Money) جو سرمایہ داری کی بنیاد ھے’ سب کی سب نشوونما کے لیے وقف ہونی چاہیے ۔ یہ کسی کی ذاتی ملکیت میں نہیں رہ سکتی۔

مال و اولاد آزمائش ہے۔

وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَـٰدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِیمٌ (سورة الانفال آیت نمبر 28)

اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہے۔ اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر ہے۔

إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَـٰدُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَٱللَّهُ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ (سورہ تغابن، آیت نمبر 15)

تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو تمہاری آزمائش ہیں۔ اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے۔

کچھ تاریخی واقعات:

حضرت سعد بن ابی وقاص رسولﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ**!** مجھے اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت سے نوازا ہے۔میری صرف ایک بیٹی ہے۔میں چاہتاہوں کہ پورا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کردوں۔اللہ کے رسولﷺ نے ان کو منع کیا۔انہوں نے کہا: اچھا تو آدھا مال صدقہ کردوں؟اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: نہیں۔انہوں نے پھر عرض کیا: اچھا، تو میں ایک تہائی صدقہ کردوں؟تب اللہ کے رسولﷺنے فرمایا:" الثُلْثُ، وَالثُّلْثُ كَثِيْرٌ۔"(ہاں،ٹھیک ہے، تم ایک تہائی صدقہ کردواور ایک تہائی بھی بہت ہے۔)اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّکَ أنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ أغْنِيَاءَ خَيرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ۔ (صحیح بخاری، کتاب الجنائز: 1295، و دیگر ابواب، صحیح مسلم: 1628)

(تم اپنے وارثوں کو مال داری کی حالت میں چھوڑ کرجائو،یہ اس سے بہتر ہے کہ تم(پورا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کردواور) ان کو اس حال میں چھوڑو کہ وہ تمہارے بعد در بہ در مارے مارے پھریں اورلوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔)

انفاق کی عمومی ہدایات

انفاق اور صدقہ و خیرات کی یہ باتیں عہد نبویؐ کے پس منظر میں جب پیش کی جاتی ہیں تو ایک تاثر یہ بھی ابھرتاہے کہ اس وقت اسلامی حکومت حالتِ جنگ میں تھی ۔ فوج کو اسلحہ کی ضرورت تھی۔سامانِ جنگ فراہم کرنے تھے۔ اس لیے انفاق کی یہ ساری تعلیم و تلقین وسائلِ جنگ فراہم کرنے کے لیے کی جاتی تھی۔لیکن یہ بات صحیح نہیں ہےکہ اِنفاق، محض جهاد کے لیے درکار هے۔ صدقہ وخیرات کی تعلیم زندگی کے عام معاملات کےلیے بھی تھی۔ احادیث میں عمومی طور پر صدقہ و خیرات کی ترغیب دی گئی ہے اوراس کی تاکید کی گئی ہے۔ احادیث میں بیان کیا گیاہے کہ آدمی کن لوگوں پر خرچ کرے ؟ان میں رِشتے داروں کو ترجیح دینے کی بات کہی گئی ہے۔سب سے پہلے آدمی یہ دیکھے کہ اس کے قریبی رشتے داروں میں کون لوگ ضرورت مندہیں؟ان کے اوپر خرچ کرے۔ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "اے اللہ کے رسولﷺ**!**میرے پاس صرف ایک درہم ہے۔ میں اسے کہاں خرچ کروں؟ آپؐ نے فرمایا:" اپنے اوپر خرچ کرو۔" انہوں نے کہا:" میرے پاس ایک اور درہم ہے۔" فرمایا: "اسے

اپنے گھر والوں پر خرچ کرو۔‘‘ انھوننے عرض کیا:’’میرے پاس ایک اور درہم ہے۔‘‘ فرمایا:’’ اسے اپنے رشتے داروں پر خرچ کرو۔‘‘انہوں نے کہا:’’ میرے پاس ایک اور درہم ہے۔‘‘ آپؐ نے کہا:’’ اسے جہاں چاہو،خرچ کرو۔‘‘ (سنن نسائی: 2546)

باقی آپ خود سمجھیں۔

ولی الہیات اور قادیانیت

خواب ٗ کشف ٗ الہام ٗ و جدان

بخاری نے سب کو خواب دیکھنے کی اجازت دی۔

مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے..

بخاری کے یہ جعلی اور فراڈ بیانات شاہ ولی اللہ اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔
بخاری اور زہری سے کوئی ڈرامہ رہ تو نہیں گیا..

شاہ ولی اللہ دہلوی اور مرزا غلام احمد قادیانی گورداسپوری کے الہامات کے پیچھے کہانیاں۔
بخاری اور ابن شہاب زہری نے اچھے خواب دیکھنے والے نیک لوگوں کو 1/46 کے تناسب سے نبوت سے نوازا۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ کیسے ..

صحیح بخاری ۔ کتاب التعبیر... باب رُؤْيَا الصَّالِحِينَ #6983

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ".

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا ‘ انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا ‘ ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے ۔

صحیح بخاری ۔ کتاب التعبیر... باب رُؤْيَا الصَّالِحِينَ #6987

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ " رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ".

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا ‘ کہا ہم سے غندر نے بیان کیا ‘ کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ‘ ان سے قتادہ نے ‘ ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت عبادہ بن صامت

رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے ۔

صحیح بخاری ۔ کتاب التعبیر...
باب الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ # 6988

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ رضى الله عنه ـ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ " رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ". رَوَاهُ ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا ‘ انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا ‘ ان سے زہری نے بیان کیا ‘ ان سے سعید بن المسیب نے بیان کیا ‘ اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے ۔ اس کی روایت ثابت ‘ حمید ‘ اسحاق بن عبداللہ اور شعیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کی ۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔

صحیح بخاری ۔ کتاب التعبیر...
باب الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ # 6989

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ".
ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا ‘ انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن ابی حازم اور عبد العزیز دراوری نے بیان کیا ‘ ان سے یزید بن عبداللہ نے بیان کیا ‘ ان سے عبداللہ بن خباب نے ‘ ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نیک خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ۔

صحیح بخاری ۔ کتاب التعبیر... باب الْمُبَشِّرَاتِ # 6990

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ " لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلاَّ الْمُبَشِّرَاتُ ". قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ " الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ".

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا ‘ انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی ‘ انہیں زہری نے ‘ کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا ‘ ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ‘ آپ نے فرمایا کہ نبوت میں سے صرف اب مبشرات باقی رہ گئی ہیں ۔ صحابہ نے پوچھا کہ مبشرات کیا ہیں ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے خواب ..

صحیح بخاری ۔ کتاب التعبیر...
باب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَنَامِ # 6994

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسٍ ـ رضى الله عنه ـ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم " مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَتَخَيَّلُ بِي، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ".

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا ‘ انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن مختار نے بیان کیا ‘ انہوں نے کہا ہم سے ثابت بنانی نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے واقعی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک جزو ہوتا ہے ۔

صحیح بخاری ۔ کتاب التعبیر... باب الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ # 7017

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ عَوْفًا، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. " قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَقُولُ هَذِهِ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلاَثٌ حَدِيثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ، وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلاَ يَقُصُّهُ عَلَى أَحَدٍ، وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ. قَالَ وَكَانَ يُكْرَهُ الْغُلُّ فِي النَّوْمِ، وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ، وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ. وَرَوَى قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهِشَامٌ وَأَبُو هِلاَلٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَدْرَجَهُ بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِي الْحَدِيثِ، وَحَدِيثُ عَوْفٍ أَبْيَنُ. وَقَالَ يُونُسُ لاَ أَحْسِبُهُ إِلاَّ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْقَيْدِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لاَ تَكُونُ الأَغْلاَلُ إِلاَّ فِي الأَعْنَاقِ.

ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا ‘ انہوں نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا ‘ انہوں نے کہا میں نے عوف سے سنا ‘ ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا ‘ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ‘ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت قریب ہو گی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہو گا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے ۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ (جو کہ علم تعبیر کے بہت بڑے عالم تھے) نے کہا کہ نبوت کا حصہ جھوٹ نہیں ہو سکتا ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ خواب تین طرح کے ہیں ۔ دل

کے خیالات ' شیطان کا ڈرانا اور اللہ کی طرف سے خوشخبری ۔ پس اگر کوئی شخص خواب میں بری چیز دیکھتا ہے تو اسے چاہئیے کہ اس کا ذکر کسی سے نہ کرے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے محمد بن سیرین نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خواب میں طوق کو ناپسند کرتے تھے اور قید دیکھنے کو اچھا سمجھتے تھے اور کہا گیا ہے کہ قید سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے ۔ اور قتادہ ' یونس ' ہشام اور ابوہلال نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے ' انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ اور بعض نے یہ ساری روایت حدیث میں شمار کی ہے لیکن عوف کی روایت زیادہ واضح ہے اور یونس نے کہا کہ قید کے بارے میں روایت کو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی سمجھتا ہوں ۔ ابوعبداللہ حضرت امام بخاری نے کہا کہ طوق ہمیشہ گردنوں ہی میں ہوتے ہیں ۔

آخری الفاظ :

میں اکثر کہتا ہوں کہ زہری و بخاری یا مسلم نیشا پوری .. اگر وہ روایت کی سند میں ملیں تو اپنے ایمان کی خیر مناؤ... اپنے آپ کو ان بچھوؤں سے بچاؤ۔

علم لدنی کیا ہے؟

بخاری میں علم لد نی کی کہانیاں

سینہ بہ سینہ علم کی منتقلی کا ڈرامہ

لَّدُنْ .. یہ لفظ قرآن کریم میں مختلف آیات مبارکہ میں اسم، صفت، ضمیر، فعل، محاورہ وغیرہ میں تقریباً 62 مرتبہ سے زیادہ استعمال ہوا ہے۔
جاہل فرقہ پرست، ملا اور صوفی یہ لفظ اپنے علم لدنی کے لیے استعمال کرتے ہیں.. سینہ بہ سینہ..
جہالت کی کوئی حد نہیں ہے.
اور اس شیطانی مقصد کے لیے انہوں نے بخاری کی جعلی، من گھڑت روایت استعمال کی۔

علم لد نی کی کہانیاں، بخاری میں تصوف کی تبلیغ،

سینہ بہ سینہ علم کی منتقلی ..

کتاب العلم .. باب حِفْظِ الْعِلْمِ .. بخاری نمبر 120

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وِعَاءَيْنِ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ.

ہم سے اسماعیل نے بیان کیا ، ان سے ان کے بھائی (عبدالحمید) نے ابن ابی ذئب سے نقل کیا ۔ وہ سعید المقبری سے روایت کرتے ہیں ، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (علم کے) دو برتن یاد کر لیے ہیں ، ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا برتن اگر میں پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرا کاٹ دیا جائے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ «بلعوم» سے مراد وہ نرخرا ہے جس سے کھانا اترتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے... القرآن الکریم نازل ہوا ..

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر نازل نہیں ہوا .. ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سنا۔ لیکن اس سے کیا مراد ہے۔ " وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (علم کے) دو برتن یاد کر لیے ہیں ، ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا برتن اگر میں پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرا کاٹ دیا جائے ." قرآن میں ایسی کیا بات ہے جس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ چھپا رہے ہیں.. " میں پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرا کاٹ دیا جائے ." قرآن میں ایسی کیا بات ہے جس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ چھپا رہے ہیں.. ایسا کون سی خوفناک بات ہے جس کے اظہار سے " میرا یہ نرخرا کاٹ دیا جائے " کا خوف ہو اور باقی اصحاب رسول کو یہ بات معلم نہیں

ہے .. فاطمہ رضی اللہ عنہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود وغیرہ سب لا علم ہیں۔ ..

یہ بہت حیران کن ہے۔

پروفیسر عبدالرحمن نے کہا ..

" اس روایت کو درست مان لینے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ نے قرآن میں رسول اللّٰہ کو دئیے گئے حکم الٰہی : یا یھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک : کی واضح خلاف ورزی کی اور وحی کے ابلاغ کا حق ادا نہیں کیا ، کچھ وحی چھپا کر رکھی یا اسے صرف ایک دو صحابہ کو ہی بتایا اور انہیں بھی اسے چھپا کر رکھنے کا حکم دیا ۔ اس طرح آ پ اللّٰہ کی طرف سے متعین کیے گئے فرائض نبوت میں کوتاہی کے مجرم ہوئے۔رسول اللہ کی رفیع الشان ذات گرامی کو ڈی گریڈ اور ڈس گریس کرنے والی ایسی مجوسیانہ روایاتی ہفوات سے ہم اللّٰہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ جنہیں تسلیم کر لینے سے ایمان بالرسالت ہی ہوا ہو جاتا ہے۔ "

کچھ ملا اور مدارس کے طالب علم ان آیات مبارکہ کو "علم لدنی" کے لیے استعمال کرتے ہیں ۔

سورہ ہود آیت نمبر 1 الٓر ۚ كِتَٰبٌ أُحْكِمَتْ ءَايَٰتُهُۥ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ میں یہ لفظ بطور **"مطلق جاننے والی کامل جینئس شخصیت جو اللہ تعالیٰ ہے"** کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ سورہ نمل کی آیت نمبر 6 وَ اِنَّکَ لَتُلَقَّی الۡقُرۡاٰنَ مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ عَلِیۡمٍ میں بھی استعمال ہوا ہے۔

لَّدُنْ .. یہ لفظ قرآن کریم میں مختلف آیات مبارکہ میں اسم، صفت، ضمیر، فعل، محاورہ وغیرہ میں تقریباً 62 مرتبہ سے زیادہ استعمال ہوا ہے۔

وَٱلْأَوْلَٰد ... اور اولاد

وَلِوَٰلِدَيْك ... اور اپنے ماں باپ کا

وَأَوْلَٰدِكُم ... اور تمہارے بچوں میں سے

وَأَوْلَٰدُهُم ... اور ان کی اولاد

وَأَوْلَٰدُكُم ... اور اولاد تمہاری

لَّدُن ... پاس قریب نزدیک

وَٰلِدَةٌ ... ماں

وِلْدَٰنٌ ... لڑکے

وَٱلْوَٰلِدَٰت ... اور مائیں

وَأَوْلَٰد .... اور اولاد

لُّد ... جھگڑالو

ٱلْمَوْلُود ... جس کا بچہ

ءَأَلِد ... کیا میرے بچہ ہوگا

وَٰلِدَةٌ ... ماں

وِلْدَٰنٌ ... لڑکے

وَٱلْوَٰلِدَٰت ... اور مائیں

وَأَوْلَٰد ... اور اولاد

وَٱلْأَوْلَٰد ... اور اولاد

وَلِوَٰلِدَيْك ... اور اپنے ماں باپ کا

وَأَوْلَٰدِكُم ... اور تمہارے بچوں میں سے

وَأَوْلَٰدُهُم ... اور ان کی اولاد

وَأَوْلَٰدُكُم ... اور اولاد تمہاری

وَٱلْوِلْدَٰن ... اور بچے

لِلْوَٰلِدَيْن ... ماں باپ کے لیے

فَلِلْوَٰلِدَيْن ... سو ماں باپ کے لیے

ٱلْوِلْدَٰن ... بچوں کو

ٱلْوَٰلِدَيْن ... ماں باپ

ٱلْوَٰلِدَان ... ماں باپ

لِوَٰلِدَيْه ... اپنے ماں باپ کیلئے

بِوَٰلِدَيْه ... اپنے ماں باپ سے

وَلَدَيْنَا ... اور ہمارے پاس

لَّدُنَّا ... اپنے پاس

لَّدَيْنَا .. ہمارے روبرو

لَدَيْنَا ... ہمارے ہاں

لَدَيْنَا ... ہمارے پاس

لَّدُنك ... اپنے پاس

وَٱلْوِلْدَٰن ... اور بچے

لِلْوَٰلِدَيْن ... ماں باپ کے لیے

فَلِلْوَٰلِدَيْن ... سو ماں باپ کے لیے

ٱلْوِلْدَٰن ... بچوں کو

ٱلْوَٰلِدَيْن ... ماں باپ

ٱلْوَٰلِدَان ... ماں باپ

لِوَٰلِدَيْه ... اپنے ماں باپ کیلئے

بِوَٰلِدَيْه ... اپنے ماں باپ سے

وَلَدٌ ... اولاد

وَالِدٌ ... کوئی باپ

مَوْلُودٌ ... جس کا بچہ (باپ)

وَوَلَدُهُ ... اور اس کی اولاد نے

وَالِدِهِ ... باپ

بِوَلَدِهِ ... بچہ کے سبب

وُلِدتّ .... میں پیدا ہوا

أَلَدّ ... سخت

يَلِدُوا ... وہ جنم دیں گے

لَدَا ... پاس

بِوَلَدِهَا ... اس کے بچہ کے سبب

يُولَد ... وہ جنا گیا

يَلِد ... اس نے جنا

وُلِد ... وہ پیدا ہوا

وَوَلَد ... اور اولاد

وَوَالِد ... اور والد کی

وَلِيد ... بچپن میں

وَلَد ... اور صاحب اولاد

لَّدُنْه ... اپنے پاس

وَلَدْنَهُم ... جنہوں نے جنا ہے انہیں

امام مہدی .. صدیوں کا بیٹا

مہدی کے بارے میں سنی، شیعہ

مضحکہ خیز نظریات

میرے خیال میں آپ کو ایم اے راحت کا ناول " صدیوں کا بیٹا " پڑھنا چاہیے .

آئیے مہدی کے بارے میں سنی نظریات جانتے ہیں۔

ابن کثیر (المتوفی ۷۴۴ھ) اپنی کتاب ’’کتاب الفتن والملاحم‘‘ میں باب قائم کرتے ہیں کہ:

’’فصل ذکر المهدی الذی یکون فی اٰخر الزمان وهو احد الخلفاء الراشدین والائمة المهدین‘‘ (الفتن والملاحم ، ج۱، ص۲۷)

ترجمہ: یہ فصل ہے امام مهدی کے ذکر کے بارے میں جو آخری زمانے میں ہوں گے اور وہ خلفاء الراشدین اور الائمہ المهدین میں سے ہوں گے۔‘‘

امام مهدی کا ظہور احادیث کریمہ سے صاف ظاہر ہے اور ساتھ ہی ان اثمار کا بھی ذکر ہے جو ان کے ظاہر ہونے کے وقت ہوں .

ابن القیم الجوزیة (المتوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

’’وینتظرون خروج المهدی من اهل بیت النبوة یملأ الارض عدلا کما ملئت جورا‘‘ (اغاثة اللهفان من مصائد الشیطان، ج۲، ص۳۳۲)

ترجمہ: امت منتظر ہے امام مهدی کے خروج کی جو اہل بیت سے ہوں گے (جب وہ آئیں گے) تو زمین کو انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔‘

’’یکون فی آخر امتی خلیفة یحثی المال حثیا ولا یعدّه عدّاً‘‘

ترجمہ:میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو (لوگوں میں) گنے بغیر مال اڑائے گا یعنی تقسیم کرے گا۔‘‘ (صحیح مسلم: ۲۹۱۳)

’لا تذهب الدنیا ، اولا تنقضیي الدنیا متی یملک العرب رجل من اهل بیتی یواطئی اسمہ اسمی‘‘

ترجمہ: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک عربوں کا بادشاہ (حاکم) میرے اہل بیت سے ایک آدمی نہ بن جائے جس کا نام میرے نام جیسا (یعنی محمد) ہوگا۔‘‘

(سنن ابی داؤد، رقم: ۴۶۸۲، سنن الترمذی: ۶۶۳۰)

’’المهدی منا اهل البیت یصلحہ اللہ فی لیلة‘

ترجمہ: مهدی ہمارے اہل بیت میں سے ، اللہ اسے ایک ہی رات میں درست کر دے گا۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل ، رقم: ۶۴۵)

''يخرج فى آخر امتى المهدى، يسقيہ الله الغيث وتخرج الارض نباتها ويعطى المال صحاحا وتكثر الماشية وتعظم الامة يعيش سجا او ثمانيا يعنى ححجا''

ترجمہ: میری امت کے آخر میں مہدی آئے گا جس کے لیے اللہ تعالیٰ بارشیں نازل فرمائے گا اور زمین اپنے نباتات اگلے گی عدل و انصاف سے مال تقسیم کرے گا ، مویشی زیادہ ہو جائیں گے اور امت کا غلبہ ہوگا وہ (اپنے ظہور کے بعد) سات یا آٹھ سال زندہ رہے گا۔'' (المستدرک للحاکم، ج۴، ص۵۵۸)

مرعی بن یوسف بن أبی بکر الکرمی الجنبلی نے اس پر کتاب لکھی ہے ''فوائد الفکر فی ظہور المہدی المنتظر''

امام للسیوطی نے ''العرف الوردی فی اخبار المہدی'' میں ذکر فرمایا ہے۔

محمد بن عبدالسلام بن عبدالسید البدزنخی نے ''الاشاعة فی اشراط الساعة'' میں امام مہدی کا ذکر فرمایا ہے۔

ملا علی قاری نے اس پر ایک مستقل کتاب لکھی ''رسالة المہدی من آل الرسول ''۔

مؤرخ ابو عبداللہ محمد بن جعفر الکتافی نے بھی اپنی کتاب ''نظم المتناثر من الحدیث المتواتر'' میں امام مہدی کا ذکر فرمایا ہے۔

تفصیل کے لیے عصر حاضر کے نامور عالم ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالعظیم البستوی کی کتاب ''المہدی المنتظر'' کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا۔

ظہور مہدی پر اہل علم کے اقوال:

امام البیہقی (المتوفی ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں۔

''والاحادیث فی التنصیص علی خروج المہدی اصح البتہ اسنادا''

(تہذیب الکمال للمزی، ج۶، ص۵۹۷)

ظہور مہدی پر جو احادیث ہیں وہ صحیح ترین اسناد کے ساتھ ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ الحرانی (المتوفی ۷۲۸ ھ) فرماتے ہیں:

''ان الاحادیث التی یحتج بها علی خروج المہدی احادیث صحیحة رواها ابو داؤد والترمذی واحمد وغیرهم'' (منہاج السنة، ج۴، ص۴۱۱)

''ان احادیثِ صحیحہ ظہور مہدی پر جس سے حجت لی جاتی ہے اس کو روایت ابو داؤد ، ترمذی اور احمد نے کیا ہے۔''

امام ابن القیم الجوزیة (المتوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''وينتظرون خروج المهدی من اهل بيت النبوة يملأ الارض عدلا كما ملئت جورا'' (اغاثة اللهفان من مصائد الشيطان، ج۲، ص۳۳۲)

''امت منتظر ہے امام مهدی کے خروج کی جو اہل بيت سے ہوں گے (جب وہ آئیں گے) تو زمین کو انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔''

امام ابن کثیر (المتوفی ۷۴۴ھ) اپنی کتاب ''کتاب الفتن والملاحم'' میں باب قائم کرتے ہیں کہ:

''فصل ذکر المهدی الذی یکون فی اٰخر الزمان وهو احد الخلفاء الراشدین والائمة المهدین'' (الفتن والملاحم ، ج۱، ص۲۷)

''یہ فصل ہے امام مهدی کے ذکر کے بارے میں جو آخری زمانے میں ہوں گے اور وہ خلفاء الراشدین اور الائمہ المهدین میں سے ہوں گے۔''

امام شمس الدین عظیم آبادی , صاحب عون المعبود (المتوفی ۱۳۲۹ھ) فرماتے ہیں:

''وخرجوا احادیث المهدی جماعة من الائمة منهم ابو داؤد والترمذی وابن ماجة والبزار والحاکم والطبرانی وابو یعلی الموصلی وأسندوها جماعة من الصحابة'' (عون المعبود، ج۱۱، ص۳۶۱)

''امام مهدی کی احادیث کو ائمہ کی ایک جماعت نے نکالا ہے جن میں ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بزار، حاکم، طبرانی ، ابو یعلی اور اسے روایت کیا ہے صحابہ کی ایک جماعت نےجن میں ابن عباس، ابن عمر، طلحہ، عبداللہ بن مسعود، ابو ہریرہ، انس، ابو سعید الخدری، ام حبیبہ، ام سلمہ، ثوبان ، قرة بن ایاس، علی الهلالی، عبداللہ بن حارث نے روایت فرمایا ہے۔''

عبدالرحمن مبارکپوری (المتوفی ۱۳۵۳ھ) صاحب تحفة الاحوذی فرماتے ہیں:

''فالقول بخروج الامام المهدی وظهور وهو القول الحق والصواب واللہ تعالیٰ اعلم'' (تحفة الاحوذی، شرح الترمذی، ج۶، ص۴۸۵)

''پس امام مهدی کا خروج اور ظہور کا قول حق ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔''

حوالہ جات :

الأحاديث الواردة في المهدي في ميزان الجرح والتعديل . عبدالعليم عبد العظيم, شائع شده جامعہ ملک عبدالعزیز، مکہ، 1978

المنار المنيف في الصّحيح و الضعيف.. ابن قيّم متوفّی 751 ہجری

منهاج السنّة جلد 4 .. ابن تيميّہ متوفّی 728 ہجری
صحيح بخاري ، ج3 ص 86 كتاب البيوع ، باب ما ذكر في الاسواق،

صحيح مسلم ، ج 4 ص10 - 2208 ، كتاب الفتن و اشراط السّاعة ، باب الخسف بالجيش الذي يؤمّ البيت ، ح8 - 4 .،

سنن ترمذي ، ج4 ص415 - كتاب الفتن ، باب21 ما جاء في الخسف ح 2184

سنن ابن ماجه ، ج 2 ص51 - 1350 ، كتاب الفتن ، باب 30 جيش البيداء ، ح 5 - 4063

سنن ابي داود ، كتاب المهدي ، ح4286 .

مستدرك حاكم ، ج4 ص478 ح 8328 و ص565 ح8586

صحيح مسلم ، ج1 - كتاب الايمان ، باب 71 ص137 ، ح 247 .

سنن ابن ماجہ ج 2 ، ص1361 - كتاب الفتن باب 33 ، ح 4077

صحيح بخاري ، ج4 ص205 - كتاب بدء الخلق ، باب نزول عيسي بن مريم (ع)

صحيح مسلم ، ج1 ص 136 - كتاب الايمان ، باب 71 ، ح 244

سنن ابن ماجہ ج 2 ، ص1368 - باب خروج المهدي ، ح 4088

ہم اہلسنت کی کچھ اور مزاحیہ اور مضحکہ خیز کہانیوں سے بھری ہوی احادیث و آثار کو ذکر کریں گے جن میں مہدی کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے:

الأحاديث : -

1- عن علي رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (المهدي منا أهل البيت يصلحه الله في ليلة). أخرجه ابن ماجه وأحمد وابن أبي شيبة وهو حسن لذاته .

(ترجمہ : علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی ہمارے اہل بیت میں سے ہو گا ، ایک رات میں اللہ اس کی اصلاح فرمائے گا)۔ یہ روایت ابن ماجہ ،احمد اور ابن ابی شیبہ کی ہے اور حسن لذاتہ ہے۔

2- وعن أبي سعيد رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (يخرج في آخر أمتي المهدي، يسقيه الله الغيث ، وتخرج الارض نباتها، ويعطي المال صحاحا، وتكثر الماشية، وتعظم الأمة، يعيش سبعا أو ثمانيا يعني حججا) أخرجه الحاكم وهو صحيح.

(ترجمہ : ابوسعید رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے آخر میں مہدی کا ظہور ہوگا، اللہ اسے باران رحمت سے خوب سیراب کرے گا، زمین اپنے پودے (پوری طرح) اگائے گی ، وہ مال کو لوگوں کے درمیان صحت کے ساتھ تقسیم کرے گا، مویشی کثیر تعداد میں ہو جائیں گے، امت عظیم ہو جائے گی، وہ سات یا آٹھ سال زندہ ر ہے گا)۔

اسے امام حاکم نے روایت کیا ہے اور حدیث صحیح ہے۔

3- وعن أبي سعيد قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (المهدي مني، أجلى الجبهة، أقنى الانف، يملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا، ويملك سبع سنين). أخرجه أبو داود والحاكم وهو حسن لشواهده .

(ترجمہ : ابوسعید رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی میرے خاندان سے ہو گا، کشادہ پیشانی والا اور اونچی ناک والا، وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے معمور کر دے

گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہو گی ، وہ سات سال بادشاہ رہے گا)۔اسے امام ابو داود اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حدیث اپنے شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

4- وعن أبي سعيد قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (يكون في أمتي المهدي، إن طال عمره أو قصر عاش سبع سنين أو ثمان سنين أو تسع سنين، ويملأ الارض قسطا وعدلا، تخرج الأرض نباتها، وتمطر السماء مطرها.) أخرجه أحمد وابن أبي شيبة وهو حسن لشواهده.

(ترجمہ : ابوسعید رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص مہدی ہو گا، اس کی عمر طویل ہو یا مختصر ، دو سات یا آٹھ یا نو سال زندہ رہے گا ، وہ زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دے گا ،زمین اپنے پودے (پوری طرح) آگائے گی ، اور آسمان خوب بارش برسائے گا)۔ اسے امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر حسن ہے ۔

5- وعن جابر رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (يترل عيسى بن مريم فيقول أميرهم المهدي: صل بنا فيقول : لا، إن بعضهم أمير بعض تكرمة الله لهذه الأمة.)أخرجه الحارث بن أبي أسامة وأبو نعيم وإسناده صحيح۔

(ترجمہ : جابر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسی بن مریم علیم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر مہدی ان سے کہے گا: آپ ہمیں صلاۃ پڑھائیے تو وہ انکار کر دیں گے ، اس امت کو اللہ کی جانب سے دی گئی عزت و تکریم کی بنا پر اس امت ہی کا ایک شخص دوسرے پر امیر ہو گا)۔ اسے حارث بن ابی اسامہ اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

6- وعن ثوبان رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (يقتتل عند كنزكم ثلاثة، كلهم ابن خليفة، ثم لا يصير الى واحد منهم، ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق، فيقتلونكم قتلة لم يقتله قوم) ثم ذكر شيئاً لم احفظه، فقال : فإذا سمعتموه فأتوه فبايعوه، ولو حبوا على الثلج، فإنه خليفة الله المهدي.) أخرجه الحاكم وابن ماجه وإسناده صحيح۔

(ترجمہ : ثوبان رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمھارے خزانے کے پاس تین لوگ جنگ کریں گے ، تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے ، پھر وہ خزانہ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ مل سکے گا، پھر مشرق کی جانب سے کالے جھنڈے نکلیں گے ، وہ تمھیں اس طرح قتل کر یں گے جس طرح کوئی قوم قتل نہ کی گئی ہو گی۔ پھر آپ نے کچھ کہا جو مجھے یاد نہیں رہا، پھر فرمایا: جب تم اس کے بارے میں سنا تو اس کے پاس آکر اس سے بیعت کر نا، چاہے برف پر گھسٹ گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے، کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہو گا)۔ اسے امام حاکم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

7- وعن أم سلمة رضي الله عنها قالت : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (المهدي من عترتي من ولد فاطمة.) أخرجه أبو داود وابن ماجه والحاكم وهو حسن.

(ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : مہدی میری نسل سے فاطمہ کی اولاد میں سے ہو گا)۔اسے ابوداود ،ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث حسن ہے۔

الآثار :-

1- وعن علي رضي الله عنه قال : (المهدي منا أهل البيت يصلحه الله في ليلة.) أخرجه ابن أبي شيبة وهو حسن موقوفا.

(ترجمہ : علی ا سے روایت ہے آپ نے فرمایا: (مہدی ہم اہل بیت میں سے ہو گا، ایک رات میں اللہ اس کی اصلاح فرمائے گا)۔ یہ روایت ابن ابی شیبہ کی ہے اور موقوفا حسن ہے۔

2- وعن ابن عباس قال : (منا ثلاثة : منا السفاح، ومنا المنصور، ومنا المهدي.) أخرجه ابن أبي شيبة والبيهقي وإسناده حسن موقوفا.

(ترجمہ : ابن عباس سے روایت ہے آپ نے فرمایا: (ہم میں سے تین ہوں گے ، سفاح ہم میں سے ہو گا، منصور ہم میں سے ہو گا اور مہدی ہم میں سے ہو گا)۔

یہ روایت ابن ابی شیبہ اور بیہقی کی ہے اور اس کی سند موقوفا حسن ہے ۔

3- وعن مجاهد عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم قال : (إن المهدي لا يخرج حتى يقتل النفس الزكية، فاذا قتلت النفس الزكية غضب عليهم من في السماء ومن في الارض، فأتى الناس المهدي، فزفوه كما تزف العروس الى زوجها ليلة عرسها، وهو يملأ الارض قسطا وعدلا، وتخرج الارض من نباتها، وتمطر السماء مطرها، وتنعم أمتي في ولايته نعمة لم تنعمها قط.) أخرجه ابن أبي شيبة وهو صحيح موقوفا.

(ترجمہ : مجاہد ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: (مہدی اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک کہ نفس زکیہ کو قتل نہ کر دیا جائے ، جب نفس زکیہ کو قتل کر دیا جائے گا تو ان پر آسمان والوں اور زمین والوں کا غضب ہوگا ، پھر لوگ مہدی کے پاس آئیں گے ، اور اسے حکومت اس طرح سونپ دیں گے جس طرح ایک دلہن کو اس کی شب عروسی میں اس کے شوہر کے سپرد کر دیا جاتا ہے ، وہ زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دے گا، زمین اپنے پودے پوری طرح آگائے گی ،آسمان خوب بارش بر سائے گا، میری امت اس کی حکومت میں ایسی نعمت میں رہے گی جیسی نعمت اسے کبھی نہ ملی ہو گی)۔

4- وعن عبد الله بن عمرو قال : (يا أهل الكوفة : أنتم أسعد الناس بالمهدي.) أخرجه ابن أبي شيبة وهو حسن موقوفا، وقد يكون الخبر من الاسرائيليات لأن ابن عمرو رضي الله عنهما كان ممن أخذ عن أهل الكتاب .

(ترجمہ : عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آپ نے فرمایا: (اے کوفہ والو ! تم دیگر لوگوں کی بہ نسبت مہدی کو پانے والے زیادہ خوش نصیب ہو)۔

یہ روایت ابن ابی شیبہ کی ہے اور اس کی سند موقوفا حسن ہے ۔ یہ خبر اسرائیلیات میں سے بھی ہو سکتی ہے کیونکہ ابن عمرو رض نے اہل کتاب سے بعض باتیں لی تھیں ۔

5- وعن ابن سيرين قال : (المهدي من هذه الأمة، وهو الذي يؤم عيسى بن مريم.) أخرجه ابن أبي شيبة وأبو نعيم وهو صحيح الاسناد مقطوع.

(ترجمہ : ابن سیرین سے روایت ہے انہوں نے کہا: (مہدی اس امت میں سے ہوں گے ، یہ وہی ہوں گے جو عیسی بن مریم کی امامت کریں گے)۔ یہ روایت ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم کی ہے اور اس کی سند مقطوعا صحیح ہے ۔

6- وعن علي بن عبدالله بن العباس قال : (لا يخرج المهدي حتى تطلع مع الشمس آية.) أخرجه عبدالرزاق وأبو نعيم وهو صحيح الاسناد مقطوع.

(ترجمہ : علی بن عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: (مہدی اس وقت تک نہیں نکلیں گے جب تک کہ سورج کے ساتھ ایک اور نشانی ظاہر نہ ہو)۔ یہ روایت عبدالرزاق اور ابو نعیم کی ہے اور اس کی سند مقطوعا صحیح ہے ۔

7- وعن إبراهيم بن ميسرة قال : قلت لطاؤوس : عمر بن عبد العزيز المهدي؟ قال: كان مهديا، وليس بذاك المهدي، إذا كان زيد المحسن في إحسانه وتيب المسي من إساءته، وهو يبذل المال، ويشتد على العمال، ويرحم المساكين.) أخرجه ابن أبي شيبة وأبو نعيم وهو حسن مقطوع.

(ترجمہ :ابراہیم بن میسرہ فرماتے ہیں: میں نے طاؤس سے پوچھا: کیا عمر بن عبد العزیز مہدی ہیں ؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں دو مہدی تھے لیکن وہ(مخصوص) مہدی نہیں ہیں جب نیکو کاروں کی نیکیوں میں بہت اضافہ کردیا جائے گا اور بد کاروں کو توبہ کی توفیق دی جائے گی اور وہ خوب مال خرچ کرے گا اپنے اہلکاروں پر سختی کرے گا، مسکینوں پر رحم کرے گا) ۔ یہ روایت ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم کی ہے اور اس کی سند مقطوعا حسن ہے۔

-8 وعن قتادة قال : قلت لسعيد بن المسيب : (المهدي حق هو؟ قال : حق، قلت : ممن هو؟ قال : من قريش، قلت: من أي قريش؟ قال: من بني هاشم، قلت: من أي بني هاشم؟ قال من بنى عبد المطلب؟ قلت: من أي بنى عبدالمطلب؟ قال: من ولد، فاطمة.) أخرجه نعيم بن حماد وهو حسن مقطوع.

(ترجمہ : قتادہ کہتے ہیں : میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا: کیا مہدی کی بات بر حق ہے ؟ آپ نے جواب دیا: ہاں، بر حق ہے، میں نے پوچھا: وہ کن میں سے ہو گا ؟ آپ نے کہا: قریش میں سے ۔ میں نے کہا: قریش کے کس قبیلے سے ؟ آپ نے کہا: بنو ہاشم سے ۔ میں نے پوچھا: بنو ہاشم کی کس شاخ سے ؟ آپ نے کہا: بنو عبد المطلب سے ۔ میں نے پوچھا: بنو مطلب کے کس خاندان سے ؟ آپ نے کہا: فاطمہ کی اولاد میں سے ہو گا) ۔ یہ روایت نعیم بن حماد کی ہے اور اس کی سند مقطوعا حسن ہے۔

9- وعن مطر قال : بلغنا أن المهدي يصنع شيئا لم يصنعه عمر بن عبدالعزيز، قلنا: ما هو؟ قال: يأتيه رجل فيسأله فيقول: ادخل بيت المال فخذ، فيدخل فيأخذ، فيخرج فيرى الناس شباعا، فيندم فيرجع إليه، فيقول: خذ ما أعطيتني، فيأبى ويقول: إنا نعطي ولا نأخذ.) أخرجه أبونعيم وهو صحيح الاسناد الى مطر مقطوعا.

(ترجمہ : مطر کہتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مہدی کچھ ایسے کام کرے گا جو عمر بن عبدالعزیز نہیں کر سکے ، ہم نے پوچھا: وہ کیا؟ فرمایا: ایک شخص مہدی کے پاس آکر سوال کرے گا، مہدی کہے گا : بیت المال کے اندر چلے جاؤ اور (جتنا چاہو) لے لو، وہ شخص داخل ہو گا اور بہت کچھ لے کر نکلے گا، پھر دیکھے گا کہ لوگ آسودہ ہیں تو شرمندہ ہو گا اور واپس آکر کہے گا: جو آپ نے دیا تھا واپس لے لیجئے ، مہدی انکار کر دیں گے اور کہیں گے: ہم دیا کرتے ہیں لیا نہیں کرتے)۔ یہ روایت ابو نعیم کی ہے اور اس کی سند مقطوعا صحیح ہے ۔

10- وعن السميط قال : اسمه اسم نبي، وهو ابن إحدى أو اثنتين وخمسين، يقوم على الناس سبع سنين، وربما قال: ثمان سنين.) أخرجه ابو عمرو الداني وهو صحيح الاسناد الى السميط.

(ترجمہ : سمیط کہتے ہیں : ان کا نام نبی کا نام ہو گا ، وہ اکیاون یا باون سال کے ہوں گے ، وہ سات یا آٹھ سال تک حکومت کریں گے) - یہ روایت ابو عمر والدانی کی ہے اور اس کی سند سمیط تک صحیح ہے۔

آیئے اب ان احادیث کا ذکر کرتے ہیں جن میں صراحت کے ساتھ مہدی کا ذکر نہیں ہے -

1- عن علي رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (لو لم يبق من الدهر إلا يوم لبعث الله رجلا من أهل بيتي، يملأ الارض عدلا كما ملئت جورا.) أخرجه أبو داود واحمد وابن أبي شيبة وهو صحيح.

(ترجمہ : علی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر قیامت آنے میں صرف ایک دن باقی رہے گا تو بھی اللہ تعالی میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو اٹھائے گا جو زمین کو اسی طرح عدل سے معمور کر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہو گی)۔ یہ روایت ابوداود احمد اور ابن ابی شیبہ کی ہے اور صحیح ہے۔

2- وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (لا تذهب أو لا تنقضي الدنيا حتى يملك العرب رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي.) رواه أبو داود والترمذي واحمد وهو صحيح لغيره.

(ترجمہ : ابن مسعودرض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس وقت تیک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت کا ایک شخص جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا پورے عرب کا مالک نہ بن جائے - یہ روایت ابو داود ،تر مندی اور احمد کی ہے اور صحیح لغیر ہ ہے -

3- وعن عبد الله قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (يلي رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي.) رواه الترمذي واحمد وهو حسن

(ترجمہ: عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اہل بیت کا ایک شخص جس کا نام میرے نام کے موافق ہو گا والی (حاکم) بنے گا)۔ یہ روایت ترمذی اور احمد کی ہے اور حسن ہے -

4- وعن ابن مسعود قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (لو لم يبق من الدنيا إلا ليلة لملك رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي.) رواه الطبراني وابن حبان وهو حسن.

(ترجمہ : ابن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہے گا تو کبھی میرے اہل بیت کا ایک شخص جس کا نام میرے نام کے موافق ہو گا بادشاہ بنے گا)۔ یہ روایت طبرانی اور ابن حبان کی ہے اور حسن

5- وعن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (يلي أمر هذه الأمة في آخر زمانها رجل من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي.) رواه الطبراني وأبونعيم وهو حسن.

(ترجمہ : عبداللہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں اس امت کا حاکم میرے اہل بیت کا ایک شخص ہو گا جس کا نام میرے نام

کے موافق ہو گا)۔ یہ روایت طبرانی اور ابو نعیم کی ہے اور حسن ہے ۔

6- وعن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (لو لم يبق من الدنيا إلا يوم، لطول الله ذلك اليوم حتى يبعث فيه رجلا مني أو من أهل بيتي، يواطئ اسمه اسمي واسم أبيه اسم أبي.) رواه أبو داود وهو صحيح لغيره.

(ترجمہ : عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہے گا تو اللہ تعالی اس دن کو طویل کر دے گا یہاں تک کہ میری نسل سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو اٹھائے گا جس کا نام میرے نام کے موافق اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہو گا)۔ یہ روایت آبو داود کی ہے اور صحیح لغیرہ ہے ۔

7- وعن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (لو لم يبق من الدنيا يوم لطول الله ذلك اليوم حتى يبعث فيه رجلا مني او من اهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم أبيه اسم أبي يملا الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا) رواه أبو داود وابن حبان والحاكم وإسناده حسن

(ترجمہ : عبداللہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہے گا تو اللہ تعالی اس دن کو طویل کر دے گا یہاں تک کہ میری نسل سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو اٹھائے گا جس کا نام میرے نام کے موافق اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہو گا ، وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے معمور کر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہو گی)۔ یہ روایت ابو داود ، ابن حبان اور حاکم کی ہے اور اس کی سند حسن ہے ۔

8- وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم) رواه البخاري ومسلم

(ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمھارا کیا حال ہو گا جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمھارا امام تم میں سے ہو گا)۔اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے ۔

9- وعن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (لو لم يبق من الدنيا الا ليلة لملك فيها رجل من اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم) رواه ابن حبان وهو حسن لشواهده

(ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہے گا تو بھی نبی ﷺ کے اہل بیت کا ایک شخص بادشاہ بنے گا)۔ یہ روایت ابن حبان کی ہے اور اپنے شواہد کی بنا پر حسن ہے ۔

10- وعن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (يبايع الرجل ما بين الركن والمقام ولن يستحل البيت الا اهله فاذا استحلوه فلا تسال عن هلكة العرب ثم تجئ الحبشة فيخربونه خرابا لا يعمر بعده ابدا هم الذين يستخرجون كتره) رواه احمد وابن حبان وإسناده صحيح

(ترجمہ : ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص (مہدی) سے رکن ومقام کے در میان بیعت کیا جائے گا، کعبہ کی حرمت کو خود اہل کعبہ (یعنی مسلمان ہی پامال کر یں گے ، جب وہ اس کی حرمت کو پامال کر دیں گے تو پھر عرب کی ہلاکت سے متعلق مت پوچھو (یعنی وہ بد ترین ہلاکت کا شکار ہوں گے) پھر حبشہ آئیں گے اور وہ اس طرح کعبہ کو ویران کر

دیں گے کہ اس کے بعد کبھی آباد نہ ہو سکے گا، وہی لوگ اس کے خزانے باہر نکالیں گے)۔ یہ روایت احمد اور ابن حبان کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے ۔

11 - وعن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (لا تقوم الساعة حتى يملك رجل من اهل بيتي اجلى اقنى يملا الارض عدلا كما ملئت قبله ظلما يكون سبع سنين) رواه احمد وابن حبان وإسناده حسن

(ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک میرے اہل بیت کا ایک شخص بادشاہ شہ بن جائے ، وہ کشادہ پیشانی والا اور اونچی ناک والا ہو گا، وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے معمور کر دے گا جس طرح اس سے پہلے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہو گی ، وہ کل سات سال ہوں گے)۔ یہ روایت احمد اور ابن حبان کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

12- وعن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (تملا الارض جورا وظلما فيخرج رجل من عترتي يملك سبعا او تسعا فيملا الارض قسطا وعدلا) رواه احمد والحاكم وهو حسن لشواهده

(ترجمہ : ابوسعید رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روئے زمین ظلم وستم سے بھر جائے گی، میری نسل سے ایک شخص پیدا ہو گا جو سات یانو سالوں تک بادشاہ رہے گا اور وہ ساری روئے زمین کو پھر سے عدل وانصاف سے بھر دے گا)۔ یہ روایت احمد اور حاکم کی ہے اور اپنے شواہد کی بناپر حسن ہے ۔

13- وعن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (لتملان الارض ظلما وعدوانا ثم ليخرجن من اهل بيتي او قال عترتي من يملؤها قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وعدوانا) رواه ابو الحارث بن اسامة وإسناده صحيح لغيره

(ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روئے زمین ظلم و ستم سے بھر جائے گی ، پھر میری نسل یا فرمایا میرے اہل بیت سے ایک شخص پیدا ہوگا جو ساری روئے زمین کو پھر سے عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم و سرکشی سے بھری ہوئی تھی ۔ یہ روایت ابوالحارث بن اسامہ کی ہے اور اس کی سند صحیح لغیرہ ہے ۔

14- وعن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (لا تقوم الساعة حتى تمتلا الارض ظلما وعدوانا قال : ثم يخرج رجل من عترتي او من اهل بيتي يملؤها قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وعدوانا) رواه احمد وإسناده صحيح

(ترجمہ: ابوسعید رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ روئے زمین ظلم و ستم سے بھر نہ جائے ، پھر میری نسل یا فرمایا میرے اہل بیت سے ایک شخص پیدا ہو گا جو ساری روئے زمین کو پھر سے عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم و سرکشی سے بھری ہوئی تھی ۔ یہ روایت احمد کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

15- وعن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال (منا الذي يصلي عيسى بن مريم خلفه) رواه أبو نعيم وهو حسن لغيره

(ترجمہ: ابو سعید رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے ہی ہو گا جس کے پیچھے ابن مریم صلاۃ ادا کر یں گے ۔ یہ روایت ابو نعیم کی ہے اور حسن لغیرہ ہے۔

16- وعن ابي سعيد عن النبي صلى عليه وسلم قال: (يخرج في آخر الزمان خليفة يعطي الحق بغير عدد) رواه ابن أبي شيبة وإسناده صحيح

(ترجمہ : ابو سعید رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک ایسا خلیفہ پیدا ہو گا جو بغیر گنتی کئے حق کو دیا کرے گا)- یہ روایت ابن ابی شیبہ کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے -

17- وعن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (من خلفائكم خليفة يحثو المال حثيا لا يعده عدا) رواه مسلم

(ترجمہ : ابوسعید رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمهارے خلفاء میں ایک ایسا خلیفہ پیدا ہو گا جو چلو بهر بهر کر مال دے گا اسے کچھ بهی شمار نہ کرے گا)- یہ صحیح مسلم کی روایت ہے -

18- وعن أبي سعيد وجابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (يكون في آخر الزمان خليفة يقسم المال ولا يعده) رواه مسلم

(ترجمہ : ابوسعید اور جابر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک ایسا خلیفہ پیدا ہو گا جو بغیر گنتی کئے مال کو تقسیم کیا کرے گا)- یہ صحیح مسلم کی روایت ہے -

19- وعن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال (يكون في آخر أمتي خليفة يحثي المال حثيا لا يعده عدا) رواه مسلم-

(ترجمہ : جابر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک ایسا خلیفہ ہو گا جو چلو (دونوں ہتهیلیاں بهر بهر کر مال دے گا اسے کچھ بهی شمار نہ کرے گا)- یہ صحیح مسلم کی روایت ہے-

20- وعن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال (لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيامة قال : فيترل عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم فيقول أميرهم : تعال صل لنا فيقول : لا ان بعضكم على بعض أمراء تكرمة الله هذه الأمة) رواه مسلم

(ترجمہ : جابر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کر تار ہے گا، روز قیامت تک غالب رہے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: پس عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے ، ان کا امیر کہے گا: آئیے ہمیں صلاۃ پڑهائیے تو عیسی علیہ السلام کہیں گے : نہیں، تم ایک دوسرے پر امیر ہو ،اللہ نے اس امت کو عزت عطافرمائی ہے - یہ صحیح مسلم کی روایت ہے -

من گهڑت احادیث کی روشنی میں مہدی کی شخصیت اور اس کے اوصاف کے تعلق سے چند باتیں سامنے آتی ہیں جن کا کوئی سر ہے نہ پاؤں :

- مہدی کا نام نبی ﷺ کے نام کے مطابق ہو گا-

- مہدی کے والد کا نام نبی ﷺ کے والد کے نام کے مطابق ہوگا-

- مہدی نبی ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوں گے-

۔ مہدی فاطمہ رض کی اولاد میں سے ہوں گے۔

۔ مہدی کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والے ہوں گے ۔

۔ مہدی کی اصلاح ایک رات کے اندر ہو گی۔

۔ مہدی کے خلیفہ ہونے سے پہلے زمین ظلم و ستم سے بھر جائے گی۔

۔ مہدی اپنی خلافت کے بعد زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے ۔

۔ مہدی سے کعبہ کے پاس رکن و مقام کے درمیان بیعت کیا جائے گا۔

۔ مہدی سات سال تک حکومت کریں گے ۔

۔ مہدی آخری زمانہ میں حاکم بنیں گے ،ان کی حکومت سے پہلے قیامت نہیں آسکتی۔

۔ مہدی خراسان کی طرف سے کالے جھنڈوں کے ساتھ نکلیں گے ۔

۔ مہدی کے زمانہ میں آسمان خوب بارش برسائے گا۔

۔ مہدی کے زمانہ میں زمین اپنے پودے بھر پور اگائے گی۔

۔ مہدی کے زمانہ میں جو پائے کثیر تعداد میں ہو جائیں گے ۔

۔ مہدی کے زمانہ میں امت عظیم ہو جائے گی۔

۔ مہدی کے زمانہ میں امت ایسی نعمت میں ہوگی جیسی نعمت اسے کبھی حاصل نہ ہوئی ہو گی۔

۔ مہدی مال کی صحیح تقسیم کریں گے ۔

۔ مہدی مال کو اپنی ہتھیلیوں سے بھر بھر کر دیں گے ۔

۔ مہدی مال کو گنتی کئے بغیر دیں گے ۔

۔ مہدی کے زمانہ میں عیسی علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور ان کے پیچھے صلاۃادا کریں گے ۔
اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انھیں کے زمانہ میں دجال بھی نکلے گا کیونکہ عیسی علیہ السلام
نازل ہو کر دجال کا قتل کریں گے ۔

آئیے مہدی کے بارے میں شیعہ کہانیوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

یہ کام ایک ایرانی ویب سائٹ سے لیا گیا ہے۔
آپ اسے نیچے دیے گئے لنک پر بھی پڑھ لیں۔

/https://ur.rasanews.ir/ur/news/442467

حضرت امام مهدی عجل الله تعالی فرجہ الشریف کے سلسلہ میں چالیس حدیث

:«۱۔ «رسول اسلام صلی‌الله علیه و آله و سلم

.المَهدِی طاووسُ أَهلِ الجَنَّةِ

امام مہدی (عجل الله تعالی فرجہ الشریف) اہل جنت کے طاووس (مور) ہیں

(الشِّهاب فی‌الحِکَمِ و الآداب، ص ١٦)

:«۲۔ «رسول خدا صلی‌الله علیه و آله و سلم

.افضلُ اَعمالِ اُمّتی اِنتظارُ الفَرَج

میری امت کا سب سے افضل عمل امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا انتظار ہے۔

(الشِّهاب فی‌الحِکَم و الآداب، ص ١٦)

: ۳۔ حضرت مہدی علیہ السلام

.اَكثِروا الدُّعاءَ بِتَعجِيل الفَرَجِ فَاِنَّ ذلِكَ فَرَجُكُم

میرے ظہور کی زیادہ سے زیادہ دعا کرو کیوں کہ اس میں تمہاری نجات ہے

(کمال‌الدین، ج ۲، ص ٤٨٥)

:«٤۔ «حضرت امیرالمؤمنین علیه‌السلام

.اِنتَظِروا الفَرَجَ وَلا تَیأسُوا مِن رَوحِ الله

امام مہدی علیہ السلام کے) ظہور کا انتظار کرو اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو)

(بحار، ج ۱۵، ص ١٢٣)

:«۵۔ «امام جعفرصادق علیه‌السلام

.مَن ماتَ مِنكُم وَ هُوَ مُنتظِرٌ لِهذا الأَمرِ کان کَمَن هوُ مَعَ القائِمِ فی فُسطاطِه

تم میں سے جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے انتظار میں مر جائے تو گویا وہ آپ کے خیمہ میں آپ کے ساتھ ہے

(بحار، ج ۵۲، ص ١٢٦)

:«٦۔ «رسول اسلام صلی‌الله علیه و آله و سلم

.مَن اَنکَرَ القائِمَ مِن وُلدی أَثناءَ غَیبَتِهِ ماتَ میتَةً جاهِلیةً

میری نسل کے قائم کا جو انکی غیبت میں انکار کرے گا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

(منتخب‌الاثر، ص ۲۲۹)

:«۷- «امام جعفرصادق علیه‌السلام

.لَو لَمْ یبْقَ منَ الدُّنیا اِلاَّ یومٌ واحِدٌ لَطَوّلَ اللهُ ذلِكَ الیومَ حَتّی یخرُجَ قائمُنا أَهْلَ البَیت

اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی بچے گا تو اللہ تعالی اسے اتنا طولانی کر دے گا کہ ہم اہلبیت کے قائم ظہور فرما لیں۔ (منتخب‌الاثر، ص ۲۵٤)

:«(۸- «حضرت مہدی(عج

.فَاِنّا یحیطُ عِلمُنا بِأَنبائِکُم و لایعزُبُ عَنّا شَیءٌ مِن اَخبارکُم

ہم تمہارے حالات سے مکمل با خبر ہیں اور تمہاری کوی بات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ (بحار، ج ۵۳، ص ۱۷۵)

:« ۹- «حضرت مہدی علیہ السلام

.اِنّی اَمانٌ لِأَهلِ اِلأرضِ کما أَنَّ النُّجومَ اَمانٌ لِأَهلِ السّماء

بے شک میں اہل زمین کے لئے باعث امن و امان ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے باعث امن و امان ہیں۔

(بحار، ج ۷۸، ص ۳۸)

:«۱۰- «امام جعفرصادق علیه‌السلام

.المُنتَظِرُ لِلثّانی عَشَر کَالشّاهِرِ سَیفَهُ بَینَ یدَی رُسولِ الله صلی‌الله علیه و آله یذُبُّ عَنهُ

جو بارہویں امام کا انتظار کر رہا ہے گویا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کی رکاب میں جہاد کر رہا ہے اور آپ کی پاسبانی کر رہا ہے۔ (کمال‌الدین، ص ٦٤٧)

: ۱۱- حضرت مہدی علیہ السلام

.إنّا غَیرُ مُهمِلینَ لِمُراعاتِکُم ولا ناسین لِذِکرِکُم و لَولا ذلِكَ لَنَزلَ بِکُم اللّأْواءُ وَاصطَلَکُمُ الأَعداءُ

ہم تم پر شفقت و مہربانی میں کوتاہی نہیں کرتے اور نہ ہی تمھیں بھولے ہیں و گرنہ تم کو بلائیں گھیر لیتی اور دشمن تمہیں نیست و نابود کر دیتا۔

(بحار، ج ۵۳، ص ۷۲)

: ۱۲- حضرت مہدی علیہ السلام

.اَنَا خاتِمُ الأوصیاءِ وَ بی یدفَعُ اللهُ البَلاءَ عَن اَهلی و شیعَتی

میں آخری وصی ہوں اور میرے ذریعہ اللہ میرے اہلبیت اور شیعوں سے بلاوں کو دور کرتا ہے۔

(غیبت شیخ طوسی، ص ۲٤٦)

:«۱۳- «رسول اسلام صلی‌الله علیه و آله و سلم

«يخرُجُ المَهدی و علی رَأسِه غَمامَةٌ فیها مُنادٍ ینادی «هذا المَهدی خَلیفةُ اللهِ فَاتَّبِعوهُ

جب امام مهدی ظهور فرمائیں گے تو آپ کے سر پر ایک بادل ہو گا جس پر منادی ندا دے گا یہ الله (کے خلیفہ امام مهدی علیہ السلام ہیں انکی اتباع کرو۔ (بحار، ج ٥١، ص ٨١

:«١٤۔ «امام جعفرصادق علیہالسلام

قَبْلَ قیامِ القائم(علیہالسلام) خَمسُ علاماتٍ مَحْتُوماتٍ. اَلیمانی وَ السُّفیانی و الصَّیحَةُ وَ قَتلُ النَّفسِ الزَّکِیةِ وَ الخَسفُ بِالبَیداء.

امام مهدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ان پانچ علامتوں کا واقع ہونا حتمی ہے۔ یمانی کا ظہور، سفیانی کا ظہور، آسمانی فریاد، نفس ذکیہ کا قتل اور بیدا (مکہ و مدینہ کے درمیان) میں زمین کا دهنسنا۔

(الزامالناصب، ج٢، ص ١٣٦ ۔ بحار، ج ٥٢، ص ٢٠٤)

:«١٥۔ «امام محمدباقر علیہالسلام

.«وَ قَتلُ غلامٍ مِن آلِ مُحمّدٍ عَلیهِمُ السلامُ بَینَ الرُّکنِ و المَقامِ اِسمُهُ محمدُبنُ الحَسَنِ «اَلنَّفسُ الزّکیةِ

امام مهدی علیہ السلام کے ظہور کی علامتوں میں سے ایک محمد بن حسن نفس ذکیہ نامی آل محمد) کے ایک جوان کا رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل ہے۔

(بحار، ج ٥٢، ص ١٩٢)

:«١٦۔ «امام جعفرصادق علیہالسلام

.لَیسَ بَینَ قِیامِ قائِمِ آلِ مُحمدٍ علیهم السلام وَ بینَ قَتلِ النّفسِ الزّکِیةِ الاّ خَمسَ عَشَرَةَ لیلةً

قائم آل محمد کے قیام اور نفس ذکیہ کے قتل کے درمیان پندرہ راتوں کا فاصلہ ہوگا۔

(بحار، ج ٥٢، ص ٢٠٣)

١٧۔

:«امام جعفرصادق علیہالسلام»

قُدّامُ القائِمِ مَوتَتان: مَوتٌ احمرُ وَ موتٌ اَبیضُ حتّی یذَهَبَ مِن کُلِّ سبعةٍ خمسةٌ! اَلموتُ الأحَمرُ السَیفُ و المَوتُ اَلأَبْیضُ الطّاعونُ.

حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور سے پہلے دو طرح کی موت آے گی، ایک سرخ موت دوسری سفید موت کہ ہر سات آدمیوں میں سے پانچ آدمی مریں گے۔ سرخ موت تلوار اور اسلحہ کی موت، سفید موت ایسی بیماری و وبا جو ہر جگہ پھیلی ہو گی۔

(کمالالدین، ص ٦٥٥)

:«١٨۔ «امام جعفرصادق علیہالسلام

!لایقومُ حتّی یقتَلَ الثُّلثُ و یموتُ الثُّلثُ و یبقَی الثُّلث

امام مهدی علیہ السلام کا) ظهور نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس سے پہلے ایک تہای لوگ قتل ہو جائیں)
گے اور ایک تہای مر جائیں گے صرف ایک تہای بچیں گے۔

(بشارت‌الاسلام، ص ۱۷۵)

:«(۱۹۔ «امام جعفرصادق (علیه‌السلام

.کَذَبَ الوَقّاتون، إنّا اَهلُ بَیتٍ لانُوَقِّتُ

وہ لوگ جھوٹے ہیں جو ظہور کا وقت معین کرتے ہیں۔ ہم اہلبیت ظہور کا وقت معین نہیں کرتے۔
((بحار، ج ۵۲، ص ۱۱۸

:«۲۰۔ «امام محمدباقر علیه‌السلام

اذا خَرَجَ أَسنَدَ ظَهْرهُ اِلَی الکَعبةِ وَ اجتَمع له ثلاثُمِأَةٍ وَ ثَلاثَةَ عَشَرَ رجَلاً. فَأَوَّلُ ما ینطِقُ بِهِ هذِهِ الإیة «بَقِیةُالله
«.خیرٌلکُم اِنْ کُنتُم مؤمنین

جب امام مهدی علیہ السلام ظهور فرمائیں گے تو خانہ کعبہ پر تکیہ فرمائیں گے اور آپ کے تین سو
تیرہ اصحاب آپ کی خدمت میں ہوں گے اور آپ سب سے پہلے اس آیت کی تلاوت فرمائیں گے
(«بَقِیةُاللهِ خیرٌلکُم اِنْ کُنتُم مُؤمنین». (اِعلام الوری، ص ۴۳۳

:«۲۱۔ «امام علی‌رضا علیه‌السلام

.علامَتُهُ أَن یکُونَ شَیخَ السِّنِّ شَابَّ المَنظَرِ حتّی أَنَّ النّاظِرَ اِلَیهِ یحسَبُهُ اِبنَ اَربعینَ سنةً

آپ کی مخصوص علامت یہ ہوگی کہ آپ پیری میں بھی جوان دکھیں گے یعنی جو بھی دیکھے گا وہ
(آپ کو چالیس برس کا سمجھے گا۔ (اِعلامُ الوَری، ص ۴۳۵

:«۲۲۔ «امام جعفرصادق علیه‌السلام

.لایبقی مُؤمنٌ مَیتٌ اِلاّ دَخَلتْ عَلیهِ الفَرحةُ فی قَبرِه

جب آپ ظہور فرمائیں گے تو وہ تمام مومنین جو اس دنیا سے گذر گئے ہوں گے ان سب کی قبر میں
(خوشی و مسرت چھا جاے گی۔ (بحار، ج ۵۲، ص ۳۲۸

:«۲۳۔ «پیامبرگرامی اسلام صلی‌الله علیه و آله و سلم

.مِن ذُرَّیتی اَلمهدی اِذا خَرجَ نَزَل عیسَی بنُ مریمَ(علیه‌السلام) لِنُصرتِهِ فَقَدَّمَهُ وَ صلّی خَلفَهُ

میری نسل کے (امام) مهدی (علیہ السلام) جب ظہور فرمائیں گے تو انکی نصرت کے لئے عیسی بن
مریم (علیہ السلام) نازل ہوں گے وہ آپ کو آگے بڑھا کر آپ کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔ (امالی
(صدوق، ص ۱۸۱

:«۲۴۔ «رسول اسلام صلی‌الله علیه و آله و سلم

.(اَلمهدی(ع) یکسِرُ الصلیبَ وَ عِندَهُ عیسی(علیه‌السلام

ظہور کے بعد) امام مہدی علیہ السلام عیسی بن مریم (علیہ السلام) کے سامنے صلیب کو توڑیں گے۔)
((اثباۃالھداۃ، ج ۳، ص ٦٥٠

:«۲۵۔ «امام محمدباقر علیه‌السلام

فی روایةٍ) اَوّلُ مایبدأُ القائمُ علیه السلام بِأنطاکِیةَ فَیستَخرِجُ مِنَها التَّوریةَ مِن غارٍ فیه عصا موسی و خاتَم)
.(سلیمان(ع

ایک روایت میں ہے) ظہور کے بعد سب سے پہلے آپ انطاکیہ شہر کی ایک غار سے اصلی توریت)
کو نکالیں گے نیز عصاے موسی اور جناب سلیمان کی انگشتری بھی وہیں ہو گی اسے بھی نکالیں
.(گے۔ (بحار، ج ٥۲، ص ۳۹۰

:«۲٦۔ «رسول اسلام صلی‌الله علیه و آله و سلم

یظْهَرُ علی یدَیهِ «تابوتُ السَّکینَةِ » مِن بُحَیرَةِ طَبَرَیة، یحمَلُ فَیوضَعُ بَینَ یدَیهِ بِبَیتِ المَقدِسِ فاذا نَظَرَتْ اِلَیه
.الیهودُ اَسلَمَت اِلاّ قلیلاً مِنهم

تابوت سکینہ آپ کے ذریعہ دریاے طبریہ (فلسطین) سے باہر نکالا جاے گا اور بیت المقدس میں آپ
کے سامنے رکھا جاے گا۔ جب یہودی اس منظر کو دیکھیں گے تو کچھ تھوڑے کے علاوہ سب
(مسلمان ہو جائیں گے۔ (الملاحم و الفتن، ص ٥۷

:«۲۷۔ «امام جعفرصادق علیه‌السلام

.یقومُ بأمرٍ جَدیدٍ و سُنَّةٍ جَدیدةٍ و قَضاءٍ جَدید عَلَی العَرَبِ شَدید

آپ جدید حکم، جدید سنت اور جدید انداز کے فیصلے فرمائیں گے جو اہل عرب کے لئے سخت ہو گا۔
((کیوں کہ عرب غیر اسلامی احکام، بدعات اور اپنے فیصلوں کو ہی صحیح سمجھتے ہوں گے۔

(غیبت نعمانی، ص ۱۲۲)

:«۲۸۔ «امام جعفرصادق علیه‌السلام

اذا قامَ القائمُ لایبقی اَرضٌ اِلاّ نُودِی فیها شَهادَةُ «اَن لااله اِلاّ اللهُ و أَنّ مُحمداً رسولُ الله صلی الله علیه و آله
.«.و سلم

جب حضرت قائم علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو زمین کا کوی حصہ ایسا نہ ہو گا جہاں پر "لا اله
(الاالله محمد رسول‌الله (صلی‌الله علیه و آله)" کی صدا بلند نہ ہو۔ (بحار، ج ٥۲، ص ۳٤۰

:«۲۹۔ «امام محمدباقر علیه‌السلام

.کَأنّی بِأَصحابِ القائمِ(علیه‌السلام) وَ قَد اَحاطوا بِما بَینَ الخافِقینَ فَلَیس مِن شَیءٍ اِلاّ وَ هُوَ مُطیعٌ لَهمُ

گویا میں حضرت قائم علیہ السلام کے اصحاب کو دیکھ رہا ہوں جنکا مشرق و مغرب پر غلبہ ہے اور
کوی چیز ایسی نہیں ہے جو انکی مطیع و فرمانبردار نہ ہو۔

(کمال‌الدین، ج ۲، ص ۶۷۳)

۳۰۔ «امام جعفرصادق علیہ‌السلام»:

هُوَ المُفرِّجُ الكُرَبِ عَن شيعَتِه بَعد ضَنكٍ شَديدٍ وَ بَلاءٍ طَويل.

فقط وہی (امام مهدی علیہ السلام) ہیں جو اپنے شیعوں کو شدید تنگی اور طولانی بلا سے نجات دیں گے۔ (الزام‌الناصب، ص ۱۳۸)

۳۱۔ «امام زین‌العابدین علیہ‌السلام»:

اِذا قامَ قائمُنا أَذهَبَ اللهُ عَزَّوجلّ عَن شيعَتِناَ العاهَةَ وَ جَعَلَ قُلوبَهُم كَزُبَرِ الحَديدِ وَ جَعلَ قُوّةَ الرَّجلِ مِنُهم قُوَّةَ اَربعينَ رَجُلاً.

جب ہمارے قائم ظہور فرمائیں گے تو الله ہمارے شیعوں کو آفتوں سے نجات دے گا، انکے دلوں کو (استقامت کے لئے) مضبوط لوہے جیسا بنا دے گا کہ ان میں سے ہر ایک مرد کی طاقت چالیس مردوں کی طاقت کے برابر ہوگی۔ (بحار، ج ۵۲، ص ۳۱۷)

۳۲۔ «امام جعفرصادق علیہ‌السلام»:

فلا يبقى فى الأَرضِ خَرابٌ اِلاّ و عُمِّرَ.

امام مهدی علیہ السلام کی) حکومت میں کوی ویران زمین نہیں بچے گی کہ جو آباد نہ ہو گئی ہو۔)

(بشارة‌الاسلام، ص ۹۹)

۳۳۔ «امام جعفر صادق علیہ‌السلام»:

لايدَعُ بِدعةً اِلاّ اَزالَها وَ لاسُنَّةً اِلاّ اَقامها.

کوی بدعت ایسی نہ ہو گی کہ جسے آپ ختم نہ کر دیں اور کوی سنت ایسی نہ ہو گی کہ جسے آپ قائم نہ فرما دیں۔ (بشارة‌الاسلام، ص ۲۳۵)

۳۴۔ «امام جعفرصادق علیہ‌السلام»:

المَهدى سَمِحٌ بِالمالِ شديدٌ عَلى العُمّالِ رحيمٌ بِالمَساكينِ.

حضرت امام مهدی علیہ السلام کثرت سے مال و دولت عطا فرمائیں گے، اپنے کارندوں پر سخت اور مسکینوں پر بہت مہربان ہوں گے۔ (الملاحم و الفتن، ص ۱۳۷)

۳۵۔ «امام جعفرصادق علیہ‌السلام»:

دارُمُلكِهِ الكوفةُ و مَجلِسُ حُكمِهِ جامِعُها وَ بيتُ سَكَنِهِ و بَيتُ مالِهِ مسجدُ السَّهلةِ.

آپ کی حکومت کا پایۂ تخت کوفہ، احکام اور قضاوت کی جگہ مسجد کوفہ اور آپ مسجد سہلہ میں قیام فرمائیں گے۔

(بحار، ج ۵۳، ص ۱۱)

:«۳٦۔ «امام جعفرصادق علیہ‌السلام

اذا قامَ قائمُ آلِ محمدٍ (علیهم‌السلام) بَنی فیظَهرِ الکوفَةِ مَسجداً لَهُ اَلفُ بابٍ وَ اتَّصلَت بیوتُ الکوفَةِ بِنهرِ کَربلاء.

جب حضرت قائم آل محمد علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو آپ پشت کوفہ (نجف اشرف) میں ایک مسجد تعمیر فرمائیں گے کہ جس میں ہزار دروازے ہوں گے، اور شہر کوفہ کے گھر کربلا کی نہر فرات سے متصل ہوں گے۔

(بحار، ج ۵۲، ص ۳۳۷)

:«۳۷۔ «امام جعفر صادق علیہ‌السلام

اذا فَتَحَ جَیشُهُ بلادَ الرّوم یسلِمُ الرومُ علی یدِه فَیبنی لَهُم مَسجداً.

جب آپ کا لشکر ملک روم کو فتح کر لے گا تو اہل روم آپ کے سبب اسلام قبول کریں گے اور آپ انکے لئے مساجد تعمیر فرمائیں گے۔ (بشارةالاسلام، ص ۲۵۱)

:«۳۸۔ «امام محمد باقر علیہ السلام

هوَ وَ اللهِ المُضطَرُّ فیکتابِ اللهِ وَ هُوَ قَولُ اللهِ «أَمَّن یجیبُ المُضطَرَّ اذا دعاهُ وَ یکَشِفُ السُّوءَ وَ یجعَلُکُمْ خُلفاءَ الأَرض».

خدا کی قسم آپ کو کتاب خدا میں مضطر کہا گیا ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا «اَمَّن یجیب المضطر اذ ادعاه و یکشف السؤ...»

(بحار، ج ۵۲، ص ۳٤۱)

:«۳۹۔ «امام محمدباقر علیہ‌السلام

مَن قَرأَ المُسبِّحاتِ کلَّها قَبلَ أن ینامَ لَمْ یمُتْ حَتّی یدرِکَ القائمَ صَلواتُ الله علَیه و إنْ ماتَ کانَ فی جِوار رسولِ الله صلی‌الله علیه و آله و سلم.

جو بھی ہر رات کو سونے سے پہلے مسبحات (پانچ سورہ حدید، حشر، صف، جمعه اور تغابن) کی تلاوت کرے گا اسے اس وقت تک موت نہیں آے جب تک کہ وہ حضرت قائم علیہ السلام کا ادراک نہ کر لے اور اگر مر گیا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے جوار میں ہو گا۔ (تفسیر صافی، ج ۵، ص ۱٤۱)

امام محمدباقر:

فَیاطوبی لِمَن أَدْرَکَهُ وَ کانَ مِن أنصارِهِ، وَ الوَیلُ کُلُّ الوَیلُ لِمَن خالَفَهُ وَ خالَفَ أَمرَهُ وَ کانَ مِن اعدائِه.

خوشبخت ہے وہ انسان جو آپ کا ادراک کر لے، اور آپ کے انصار میں ہو اور بدبخت ہے وہ انسان جو آپ اور آپ کے حکم کی مخالف کرے اور آپ کے دشمنوں میں سے ہو۔ (بحار، ج ۵۲، ص ۳٤۸)/۹۸۸/ن

حدیث ثقلین کیا ہے؟

یہ سوال انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز قاہرہ ، مصر کے

طلباء اور ساتھیوں
نے مشہور "حدیث ثقلین" کے بارے میں پوچھا ہے۔
انگریزی سے اردو میں ترجمہ

میں اس سوال کا جواب دے رہا ہوں ، لیکن یہ ضروری نہیں کہ تمام لوگ میرے خیالات کو قبول کریں۔ میں ثقلین کی کہانی کو شیعہ مذہب کی بنیاد سمجھتا ہوں۔ میری آپ لوگوں سے گزارش ہے کہ آپ خود بھی اس حدیث کو غور سے پڑھیں، بالخصوص متن کیونکہ اس حدیث کے متن میں بہت ساری خرابیاں ہیں۔ میری گفتگو سند، متن اور درایت کے حقائق اور اصولوں پر مبنی ہے۔ میں اپنے تمام ساتھی اساتذہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ علوم حدیث کے ان نئے پہلوؤں پر غور کریں جو میں نے اپنی تحریروں میں بیان کیے ہیں۔

مجموعہ حدیث میں سب سے بڑا دھوکہ حدیث ثقلین ہے۔
اس حدیث ثقلین کا تعلق زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہے، وہ ہجرت سے 10 سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور 67 ہجری میں کوفہ میں وفات پائی، آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً 7 غزوات میں شرکت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً 21 سال تھی، آپ کے آباؤ اجداد کا گھر وہ مقام تھا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں پہلی نماز ادا کی۔
زید بن ارقم نے تقریباً 68 احادیث روایت کی ہیں۔
زید بن ارقم نے تقریباً 9 سے 11 سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارے۔
یہ حدیث ثقلین زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے منسوب سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

امام مسلم بن الحجاج نے اپنی تالیف "صحیح مسلم" میں یہ سب سے بڑی جعلی حدیث لی ہے۔ یہ حدیث ثقلین شیعہ ازم کی بنیاد ہے۔
اس حدیث ثقلین میں اس کے گھڑنے والوں نے ایک تیر سے کئی شکار کیے۔
سیکڑوں سالوں سے صحیح مسلم کی یہ حدیث شیعہ علماء اور مصنفین کی پسندیدہ ہے کیونکہ ان سب نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں اس گپ شپ کا حوالہ دیا ہے۔
حدیث ثقلین جو شیعوں اور رافضیوں کی بنیاد ہے۔ یہ شیطانی حدیث مجوسی روافض نے بنائی ہے تمام شیعہ مصنفین نے اس شیطانی بیانیہ کو احادیث کی چھ کتابوں صحاح ستہ سے نقل کیا ہے۔

مسلم ابن الحجاج نیشاپوری ، 206 ہجری میں پیدا ہوئے اور 261 ہجری میں فوت ہوئے ، احادیث کے جمع کرنے والے تھے۔ تاریخ میں لوگوں نے کہا کہ وہ پانچ لاکھ روایتوں کے حافظ تھے۔
وہ بصرہ ، کوفہ ، بغداد ، خراسان ، نیشاپور ، حجاز ، یمن ، شام ، مصر وغیرہ کے دوروں کے دوران ان لوگوں سے سیکڑوں ہزاروں جھوٹی اور من گھڑت روایات لے رہا تھا جن سے وہ ملا تھا۔
اس نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں سیکڑوں جعلی اور من گھڑت روایات بیان کیں۔

حدیث ثقلین ان میں سے ہے جو شیعہ ازم کی بنیاد ہے۔

شیعہ مصنفین نے فخر سے اس کتاب صحیح مسلم سے ثقلین کی روایتوں کا حوالہ دیا ، اور شیعہ مصنفین نے اسے اہل سنت قرار دیا۔ شیعہ صحاح ستہ مرتب کرنے والوں کے بارے میں جانتے تھے کہ وہ سب خفیہ رافضی تھے۔

شیعہ علماء کی درجنوں کتابیں اور ہزاروں مضامین ہیں جو کہ ثقلین کی اس گپ شاپ پر مبنی ہیں جو کہ نام نہاد سنی محدثوں کی صحاح ستہ کتابوں سے لیے گئے ہیں۔
مثال کے طور پر ، میں صحیح مسلم کا حوالہ دیتا ہوں۔

<u>باب مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی الله عنه # 2408 A</u>

زہیر بن حرب اور شجاع بن مخلد نے اسماعیل بن ابراہیم (ابن علیہ) سے روایت کی ، انھوں نے کہا : مجھے ابوحیان نے حدیث بیان کی ، کہا : یزید بن حیان نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم (تینوں) حضرت زید بن ارقم کے پاس گئے ۔ جب ہم ان کے قریب بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے کہا : زید! آ پ کو خیر کثیرحاصل ہوئی ، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ، ان کی بات سنی ، ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں ۔ زید!آپ کوخیر کثیرحاصل ہوئی ۔ زید!ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی (کوئی) حدیث سنائیے ۔ (حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) کہا : بھتیجے!میری عمر زیادہ ہوگی ، زمانہ بیت گیا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث یاد تھیں ان میں سے کچھ بھول چکا ہوں ، اب جو میں بیان کروں اسے قبول کرو ۔ اور جو (بیان) نہ کرسکوں تو اس کا مجھےمکلف نہ ٹھہراؤ ۔ پھر کہا : کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام ”خم“کے پانی کے مقام پر خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد کی اور اس کی تعریف کو بیان کیا اور وعظ و نصیحت کی ۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد اے لوگو! میں آدمی ہوں ، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) پیغام اجل لائے اور میں قبول کر لوں ۔ میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ۔ پہلے تو اللہ کی کتاب ہے اور اس میں ہدایت ہے اور نور ہے ۔ تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو ۔ غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی ۔ پھر فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں ۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں ، تین بار فرمایا ۔ اور حصین نے کہا کہ اے زید! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون سے ہیں ، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اہل بیت نہیں ہیں؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے ۔ حصین نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ علی ، عقیل ، جعفر اور عباس کی اولاد ہیں ۔ حصین نے کہا کہ ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں ۔

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہ ، صحیح مسلم۔ # 6225

زہیر بن حرب اور شجاع بن مخلد نے اسماعیل بن ابراہیم (ابن علیہ) سے روایت کی ، انھوں نے کہا : مجھے ابوحیان نے حدیث بیان کی ، کہا : یزید بن حیان نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم (تینوں) حضرت زید بن ارقم کے پاس گئے ۔ جب ہم ان کے قریب بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے کہا : زید! آ پ کو خیر کثیرحاصل ہوئی ، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ، ان کی بات سنی ، ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں ۔ زید! آپ کوخیر کثیرحاصل ہوئی ۔ زید! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی (کوئی) حدیث سنایئے ۔ (حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) کہا : بھتیجے! میری عمر زیادہ ہوگی ، زمانہ بیت گیا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو احادیث یاد تھیں ان میں سے کچھ بھول چکا ہوں ، اب جو میں بیان کروں اسے قبول کرو ۔ اور جو (بیان) نہ کرسکوں تو اس کا مجھےمکلف نہ ٹھہراؤ ۔ پھر کہا : کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام ”خم“کے پانی کے مقام پر خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد کی اور اس کی تعریف کو بیان کیا اور وعظ و نصیحت کی ۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد اے لوگو! میں آدمی ہوں ، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) پیغام اجل لائے اور میں قبول کر لوں ۔ میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ۔ پہلے تو اللہ کی کتاب ہے اور اس میں ہدایت ہے اور نور ہے ۔ تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو ۔ غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی ۔ پھر فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں ۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں ، تین بار فرمایا ۔ اور حصین نے کہا کہ اے زید! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون سے ہیں ، کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اہل بیت نہیں ہیں؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے ۔ حصین نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ علی ، عقیل ، جعفر اور عباس کی اولاد ہیں ۔ حصین نے کہا کہ ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں ۔

سند کے حوالے سے اس حدیث کے بہت سے تضادات ہیں۔ اس حدیث کے تقریباً تمام راوی کوفی ہیں۔ اس روایت کے متن میں بہت سے نقائص ہیں۔ غیر قرآنی اہل بیت، زکوٰۃ کی حرمت , عبدالمطلب کے نسب کی ممانعت صرف صدقہ کے لیے , متن میں متعدد اور متضاد ڈائیلاگ بازی ہیں۔ یہ فرضی روایت دوسری صدی ہجری میں بنو عباس کے دور میں گھڑی گئی تھی۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خصوصیات کے بیان کے لیے قرآن مجید کافی ہے۔ میرے پاس اس موضوع کے بارے میں بہت سارے الفاظ ہیں لیکن میں اسے ختم کرتا ہوں۔
آخر میں ، میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام مسلمانوں کو اس قسم کی جھوٹی ، دھوکہ دہی اور من گھڑت روایات سے نجات دے۔
اللہ ہم سب کو خوش رکھے۔

علوم حدیث کے نئے اصول

کیا 2023 میں کراچی سے پشاور تک گھوڑے پر سفر کرنے پر کسی نے غور کیا....یا کوئی ڈائل والا فون استعمال کرنے پر اصرار کرے تو لوگ اسے ذہنی مریض سمجھیں گے !


احادیث مبارکہ
احادیث مبارکہ
نادان
گھمسان
ڈھمکاں
فلاں
حدیث سازی
ابو بن فلاں بن ڈھمکاں سے روایت ہے کہ اس نے ابو بن حیران بن
گھمسان سے سنا کہ ابو بن نادان بن پریشان نے فرمایا کہ . . . .

اصول حدیث کے نئے زاویئے (1)

ابو حیان سعید

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب احادیث، اصحاب رسول سے منسوب آثار و روایات کو جانچنے کے لیئے جو اصول فرمائے وضع کیئے تھے وہ اب اپنی اہمیت کھوتے جارہے ہیں۔ اب سن 2020 سے آ رہے ہیں اگر کوئی ڈائل کرنے والے ٹیلیفون سیٹ پر اصرار کرے یا کراچی سے پشاور کا سفر گھوڑے پر کرنے پر اصرار کرے تو اس پر کوئی تبصرہ کرنا بھی حماقت ہی سمجھا جائے گا۔

احادیث رسول کو پرکھنے کے لیئے سب سے اول چیز ہے سند
دوئم متن ۔ سوئم درایت ۔

سند کے معاملے میں قدیم زمانے میں ایک اصطلاح وضع کرلی گئی تھی جسے "سلسلۃ الذہب Golden chain of Narration" سند کی سنہری چین ۔ یہ تھی "مالک از نافع از ابن عمرؓ" یعنی امام مالک بن انسؒ نے سنا نافع مولی ابن عمر سے اور انہوں نے سنا عبداللہ بن عمرؓ سے۔ نافع - عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام تھے لیکن چونکہ حافظہ کمزور تھا اسلیئے ابن عمر اپنے شاگردوں کے ساتھ بیٹھنے سے منع کرتے تھے تو نافع چھپ چھپ کر سنتے تھے۔ نافع نے ابن عمرؓ سے سماعت کی لیکن حافظے کی کمزوری کا مسئلہ لاحق تھا۔ ابن عمرؓ کی وفات کے بعد نافع خود محدث بن بیٹھے اور درجنوں شاگردوں کے سامنے ابن عمرؓ کی روایات سنایا کرتے تھے

(2) نافع سے مالک بن انس نے بھی احادیث سماعت کیں۔ مالک بن انس کے شاگردوں نے اپنے استاد کو آسمان پر اڑانا شروع کردیا اور یہ سلسلۃ الذہب کی کہانی گھڑ لی گئی۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی لوگوں نے رنگ برنگ سلاسل الذہب وضع کر لئے۔ ان تمام سلاسل الذہب کا بنیادی مقصد اپنے اپنے استاد کو آسمان پر اڑانا ہے۔ بہرحال اب آتے ہیں اصل موضوع کی طرف کہ احادیث کی جانچ پڑتال اور پرکھ کے لئے سب سے پہلا مرحلہ ہے "سند" یعنی کون کون لوگ اس روایت کو بیان کر رہے ہیں۔ اسناد کی جانچ پڑتال سب سے مشکل مرحلہ رہا ہے کیونکہ اسناد میں بڑے بڑے نام سامنے آتے ہیں جنکے بارے میں زبان کھولتے ہوئے اچھے اچھوں کے حواس جواب دے جاتے ہیں۔ اسناد کے بارے میں چند معروضات بیان کرتا چلوں۔

(1) عبدالرزاق بن ہمام - معمر - ابن شہاب زہری کی سند سے تمام روایات کی کوئی اصل نہیں ہے۔
(2) سعید بن جبیر - ابن عباس کی سند سے تمام روایات وضعی ہیں
(3) مالک - ابن شہاب زہری کی سند سے روایات اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔
(4) سفیان ثوری - زہری - ابن عمر کی سند قابل اعتبار نہیں ہے
(5) لیث بن سعد - ابن شہاب زہری کی سند قابل اعتبار نہیں
(6) شعبہ بن الحجاج - ابی جمرہ - ابن عباس تمام روایات وضعی ہیں

③ نافع مولی ابن عمر کی یادداشت کا یہ حال تھا کہ اپنے شاگرد
امام مالک بن انس کو قصہ سناتے تھے

حدثنی عن مالک عن نافع اَنَّ ابنِ عمر
کَانَ یَنَامُ جالِسًا، ثُمَّ یُصَلّی ولا یَتوَضّا

کہ ابن عمرؓ بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے پھر نماز پڑھ لیتے تھے
اور وضو نہ کرتے۔ (موطاء امام مالک ؛ کتاب الطہارۃ صفحہ 48)

• جمع القرآن کے سلسلے میں زہری کی تمام روایات جھوٹ،
تدلیس، ادراج کا پلندہ ھیں۔
بحوالہ (۱) روایات کا قرآن از علامہ السید سیفی المصری صفحہ 11-9۔
(۲) کتاب المعتصر من المختصر صفحہ 125
(۳) طبقات المدلسین صفحہ 15
(۴) تذکرۃ الحفاظ جلد 2 صفحہ 106
(۵) تہذیب التہذیب
(۶)

— ابراھیم بن سعد — زھری کی سند سے تمام روایات موضوع ھیں
(تہذیب التہذیب جلد 1 صفحہ 122)

۔ محمد بن بشار — محمد بن جعفر غندر — شعبہ کی سند غلاظت کا پلندہ ہے
اور یہ تینوں ولد المتعہ ھیں

(7) الحسن الحلوانی - عبدالرزاق - ابن جریج تمام روایات جھوٹ کا پلندہ ھیں۔

(8) عبدالرزاق - ابن جریج - عطاء بن ابی رباح تمام کی تمام جھوٹی روایات ھیں

(9) محمد بن کثیر - سفیان ثوری - منصور - ابراھیم کی سند سے بیان کردہ تمام روایات وضعی ھیں۔

(10) ھشام - معمر - زھری - عبید اللہ بن عبداللہ سب کی سب وضعی روایات ھیں۔

(11) یونس - زھری - عبید اللہ بن عبداللہ کی سند سے بیان کردہ تمام روایات وضعی ھیں۔

(12) علی بن حمزہ الکسائی الکوفی تمام روایات جھوٹی ھیں۔

(13) علی المدینی کی وہ تمام روایات جو وہ عبدالرزاق بن ہمام سے کر رہا ہے انکی کوئی اصل نہیں ہے۔

(14) سفیان ثوری - مغیرہ بن نعمان - سعید بن جبیر کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(15) ابن شہاب زھری - سعید بن المسیّب - ابوھریرہ کی سند سے تمام روایات وضعی ھیں۔

(16) عطا بن ابی رباح - سعید بن المسیّب سب وضعی ھیں۔

(17) اوزاعی - عطا بن ابی رباح کی کوئی اصل نہیں ہے

(18) اوزاعی - ابن شہاب زھری سب جھوٹی روایات ھیں۔

(19) اوزاعی - محمد الباقر سب کی سب وضعی روایات ھیں۔

(5)

• ابراھیم نخعی کی وہ تمام روایات جو وہ عبداللہ رض بن مسعود سے کریں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ عبداللہ بن مسعود 32 ھجری میں موت ہوگئے تھے اور ابراھیم نخعی کی پیدائش 38 ھجری کی ہے۔

• ابن سیرین کی روایات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ وہی ابن سیرین ہے جو اپنی موت 110 ھجری سے پہلے، 255 ھجری میں پیدا ہونے والے امام مہدی کو ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم سے افضل بتا رہا ہے بلکہ کئی انبیاء سے بھی افضل بتاتا ہے۔ کیا جھوٹا گنہگار ہے ابن سیرین کا کہ 150 سال بعد ہونے والے واقعات کی پیشنگوئیاں کرتا ہے۔ کیا اس ابن سیرین کو غیب کا علم تھا؟؟

• ابو یعلی موصلی (307 ھجری م) کی کتاب "المسند الکبیر" کی کوئی اصل نہیں ہے۔

• حماد عن ابی حنیفہ عن عطیہ العوفی عن ابو سعید کی کوئی اصل نہیں ہے۔

• نعیم بن حماد ـ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی کوئی اصل نہیں ہے

(20) علی المدینی - شعبہ بن الحجاج سب کی سب وضعی ہیں -

(21) قتادہ کی سند کی کوئی اصل نہیں ہے -

(22) محمد بن سائب الکلبی - عطیہ الکوفی (عوفی) - فضیل بن مرزوق سعید بن زربی ، خالد بن مخلد (راوی بخاری ومسلم) کی تمام کی تمام روایات خباثت کا گڑھ ہیں انکی کوئی اصل نہیں ہے

(23) محمد بن حمید الرازی (استاذ ابن جریر طبری) کی تمام روایات جھوٹ کا پلندہ ہے -

(24) ابن شہاب زہری سے مالک بن انس - معمر - عقیل - یونس بن یزید - شعیب - ابن عیینہ کی سند کی کوئی حیثیت نہیں ہے -

(25) ام المومنین ام سلمہ رض سے منسوب تمام روایات جھوٹ کا پلندہ ہے -

(26) ام المومنین عائشہ صدیقہ رض، ابوبکر صدیق رض، عمر بن الخطاب رض کے متعلق ابن شہاب زہری کی تمام روایات جھوٹی ہیں -

(27) ہشام بن عروہ کی عراقی راویوں سے روایات جھوٹ کا پلندہ ہیں -

(28) محمد بن المثنی - یحیی - اسماعیل - قیس - ابن مسعود رض کی کوئی حیثیت نہیں -

(29) نصر بن مزاحم المنقری الکوفی العطار کی روایات کی کوئی حیثیت نہیں ہے -

مندرجہ بالا موضوع سند کے بعد اب نمبر آتا ہے "متن" کا۔ یعنی سند کے بعد جو قصہ بیان ہو رہا ہے وہ متن کہلاتا ہے۔

① جابر بن عبداللہ انصاری سے منسوب کردہ آل علی رض یا اہل بیت کرام سے متعلق تمام روایات جھوٹی ہیں۔

② آل علی رض - آل عقیل رض، آل عباس رض، آل جعفر رض کے مناقب و فضائل کے لیئے بیان کردہ روایات کی کوئی اصل نہیں ہے۔

③ "کتاب الفتن" نامی شیطان کی خالہ کا کوئی تحقیقی وجود نہیں ہے
یہ نعیم بن حماد کے دماغی اختراع کا نتیجہ ہے۔

④ عمرو بن العاص رض کے سپڑپوتے عمرو بن شعیب بن عبداللہ بن عمرو بن العاص کا مجموعہ "الصحیفہ الصادقہ" محض گپ شپ ہے۔

⑤ عبدالرزاق بن ہمام کی تفسیری روایات وضعی ہیں

⑥ عکرمہ مولی ابن عباس کی تفسیری روایات کی کوئی اصل نہیں ہے۔

⑦ نافع مولی ابن عمر کی تفسیرہ روایات محض گپ شپ ہیں۔

⑧ علی رض بن ابی طالب، عبداللہ رض بن مسعود، ام المومنین عائشہ صدیقہ رض عبداللہ رض بن عباس سے منسوب وہ تمام روایات جو مختلف مصاحف القرآن کے بارے میں ہیں سب کی سب جھوٹی اور وضعی ہیں۔

(9) لوح فاطمہ کی تمام روایات وضعی ہیں۔

(10) حدیث ثقلین کی تمام کی تمام روایات جھوٹ کا پلندہ ہیں

(11) حدیث الکساء متن اور درایت دونوں کے لحاظ سے محض گپ شپ ہے۔

* (12) مسئلہ متعہ کی تمام روایات گپ شپ ہے۔ (فتنۂ انکار قرآن کی بنیاد)

* (13) قرطاس وقلم کی تمام روایات وضعی ہیں۔

(14) 7 ہجری سے قبل گدھوں کا گوشت کھانے والی اور متعہ والی تمام روایات واہیات بکواس ہے۔

(15) فدک کے تمام واقعات متن اور درایت کے لحاظ سے جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

(16) حدیث المنزلہ وضعی روایت ہے۔

(17) حدیث مصر سند، متن اور درایت کے لحاظ سے انتہائی مضحکہ خیز ہے۔

(18) غدیر خم کے واقعات صرف کہانی ہیں۔

(19) اصحاب رسول کریم ؐ کے بارے میں کی فضیلت رافضیوں اور ناصبیوں کی تمام روایتیں جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ (اصحاب رسول ؐ کی فضیلت کے بارے میں الگ مضمون میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اصحاب رسول ؐ کی مفضلیت کے بیان میں القرآن الکریم میں تفصیلی بیان موجود ہیں)

(20) رسول کریم پر جادو ہونے کی تمام روایات جھوٹی اور وضعی ہیں۔ سند، متن، درایت کے لحاظ سے انکی کوئی حیثیت نہیں

(21) ام المومنین عائشہ صدیقہ کا رسول کریمؐ سے نکاح بعمر 6 سال اور رخصتی بعمر ۹ سال۔ انتہائی مضحکہ خیز داستان ہے۔ سند، متن، درایت کے لحاظ سے ان داستانوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے

(22) بخاری میں درج صحابئ رسول عبداللہ بن مسعودؓ سے منسوب دجالی روایات جن میں "خصی" ہونے کی خواہش ظاہر کی گئی کو اٹھا کر گندے نالے میں پھینک دینا چاہیئے۔
(بخاری 5071)

(23) متن کی اہمیت کے بارے میں ایک چھوٹا سا واقعہ شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ دورہ حدیث یا مطالعہ حدیث کی ابتداء صحاح ستہ میں شامل "سنن نسائی" (مولف ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب المعروف بہ امام نسائی) سے کی۔ علم حدیث میں پہلا عشق "سنن نسائی" سے ہوا۔ امام نسائی کے بارے میں بے شمار مضامین پڑھ ڈالے اور تو اور سنن نسائی کو درجنوں بار دہرائی کی (۲۱۶ ہجری ~ 303 ہجری)۔ امام نسائی کی شہادت کے واقعات پڑھنے کے دوران انکی ایک تالیف "خصائص علی علیہ السلام" کا بہت شہرہ پڑھنے کو ملا۔ بڑی تگ و دو کے بعد یہ رسالہ دستیاب ہوا جسکا ترجمہ علامہ صائم چشتی نے کیا اور چشتی کتب خانہ فیصل آباد نے شائع کیا (اب تو عام دستیاب ہے)۔ اس کے مطالعے کے بعد امام نسائی کے بارے میں تمام نظریات و عقیدت

اسناد کے بغیر حدیث کا حوالہ دینا اب ایک فیشن ہے ، لوگوں کے پاس اسناد ، متون اور درایت کے بارے میں علم کی سطح صفر ہے لیکن وہ اپنی خواہشات پوری کرتے ہیں کہ انہیں حدیث کے بارے میں بہت مذہبی اور علمی سمجھا جائے گا۔ وہ نہیں جانتے کہ حدیث جعلی اور من گھڑت کہانیوں کی کائنات ہے ، جو خفیہ مجوسی راوی بیان کر رہے تھے۔ ان مجوسی رافضی جھوٹوں کا بنیادی ہدف القرآن ، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھی تھے۔

صحاح ستہ میں سینکڑوں شیعہ ، رافضی راوی ہیں۔ انہوں نے ہزاروں جعلی اور من گھڑت احادیث بیان کیں۔ روافض اور مجوسیوں نے مضبوط اسناد قائم کرکے احادیث گھڑیں اور ان من گھڑت باتوں کو صحابہ کرام سے جوڑ دیا۔ حدیث کی دنیا میں تابعین اور تبع تابعین کے نام سے ہزاروں جعلی راوی اور ان کی اسناد پائے جاتے ہیں۔

میں آپ کی معلومات کے لیے کچھ مضبوط لیکن جعلی اور فراڈ اسناد کی کچھ مثالیں شامل کر رہا ہوں جو مجوسی روافض نے تیار کی ہیں جن کی بنیاد پر 1400 سال سے حدیث کا غلیظ کاروبار جاری ہے۔

جعلی اور فراڈ اسناد کی یہ کچھ مثالیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے لی گئی ہیں۔

1.. يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
2.. إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْذِرٍ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ
3.. عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ، عَنْ ابْنُ جُرَيْجٍ،
4.. أَبُو كَامِلٍ، فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ، - يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ - حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، أَنَّ أَبَاهُ،
5.. أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ، حَدَّثَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ،
6.. مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ،
7.. إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
8.. سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالاَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ ثَوْبَانَ،
9.. أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَنْبَسَةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،
10.. عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ
11.. أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ
12.. أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي يَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
13.. يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ
14.. عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى،
15.. عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ،

16.. يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ
17.. ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيَّ،
18.. مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
19.. عَبْدَانُ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،
20.. بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ، وَمَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
21.. أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ،
22.. إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ
23.. سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،
24.. أَبُو الْقَاسِمِ، خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ قَالَ الأَوْزَاعِيُّ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،
25.. مُسَدَّدٌ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ
26.. سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ
27.. مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ،
28.. ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ،
29.. إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ
30.. مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ
31.. خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ،
32.. مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ
33.. أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ،
34.. أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ
35.. قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ
36.. أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
37.. إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ
38.. ا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ،
39.. أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ،
40.. عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ،
41.. أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
42.. مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ،
43.. سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ بن سيرين ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،
44.. سُلَيْمَانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ بن سيرين عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
45.. قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ
46.. قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، وَشُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
47.. قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ،
48.. إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ، وَسَالِمٍ، ابْنَىْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

49.. عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
50.. عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ،
51.. الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ،
52.. مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ
53.. عَلِيٌّ المدينى ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَسَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ،
54.. إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
55.. عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ،
56.. أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ
57.. يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ،
58.. عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ،
59.. أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
60.. عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
61.. إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ،
62.. مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ،
63.. يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ
64.. مُسَدَّدٌ، عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنِ الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،
65.. مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ
66.. مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، ح وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ، حَدَّثَنِي هِلاَلُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
67.. عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
68.. عِيسَى، عَنْ رَقَبَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ
69.. هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، وَهِشَامٌ، قَالاَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ
70.. الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بن عمر
71.. مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ، أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
72.. أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
73.. مُحَمَّدٌ بن سلام ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ
74.. إِسْمَاعِيلُ بن ابى ادريس ، قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بن بلال ، عَنْ يُونُسَ بن زيد ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
75.. قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ،
76.. مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ ـ
77.. مُحَمَّدٌ بن سلام ، أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، أَنَّ نَافِعًا، حَدَّثَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ
78.. ابْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بن مبارك ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ
79.. يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ،
80.. إِسْمَاعِيلُ، قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُمَىٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

81.. إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ هِلاَلِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

82.. مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

83.. عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

84.. مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ

85.. زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ، شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ ، عَنْ ابْنِ عُلَيَّةَ ، قَالَ زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنِي أَبُو حَيَّانَ ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ

86.. مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ

87.. أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ، اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

88.. سُفْيَانُ بْنُ، عُيَيْنَةَ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ، سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ صَفْوَانَ

89.. أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ، الْحُدَّانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ،

90.. سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ

91.. أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ

92.. عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ،

93.. ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ - حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ، شِهَابٍ حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ،

94.. إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

95.. أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالاَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ

96.. أَبُو كَامِلٍ، فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، وَيُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ

97.. أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، وَيُونُسَ، وَالْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ،

98.. مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ،

99.. قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

100.. حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيَّ،

101.. عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا وَقَالَ، إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ

حدیث جعلی اور من گھڑت کہانیوں کی کائنات ہے ، جسے مجوسی رافضی نے ایجاد کیا ہے۔

ان مجوسی روافض جھوٹوں کا اصل ہدف قرآن ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔

احادیث کی کتابیں مرتب کرنے والے قرآن کے دشمن ، حضور کے دشمن اور صحابہ کے دشمن ہیں۔
بخاری ، مسلم وغیرہ رافضی شیعوں کے پیروکار اور حمایتی تھے۔

شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ احادیث کی کتابیں قرآن ، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کے دشمنوں کی پناہ گاہیں ہیں۔ احادیث کی اسناد میں زہریلے مجوسی ، رافضی شیعہ سانپ چھپے ہوئے ہیں جن کی شناخت غیر فرقہ وارانہ اور غیر جانبدار احادیث کے ماہرین ہی کر سکتے ہیں۔

صحاح ستہ میں ہزاروں جعلی اور من گھڑت احادیث پائی جاتی ہیں ، صحاح ستہ میں موجود کچھ جعلی اور من گھڑت احادیث کی مثال جو انکار قرآن کے مترادف ہیں جن کا مطالعہ کرنا چاہیے کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ مجوسی روافض کے غلیظ پروپیگنڈہ کی نوعیت کیا تھی ؟

یہ جعلی روایتیں فتنہ انکار قرآن کی بنیاد ہیں۔

الحديث المتعة
اللحوم والحبر
الحديث قرطاس وقلم
حديث سحر على النبي صلى الله عليه وسلم
حديث الثقلين
حديث مهدي
جميع الأحاديث عن آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ
حديث المنزلة
لَاوَاِنِّیْ اَوْتیت الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ
حَدِيثُ اَلكِسَاء
اثنا عشر خلفاً
كل الروايات عن الحروف وقراءات القرآن
أحاديث الفتن والملاحم
حديث مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا
الشُّؤْمُ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ

آخر میں ، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بخاری ، مسلم ، الترمذی ، ابوداؤد ، نسائی اور ابن ماجہ کے چھ مجموعوں کی صداقت بہت زیادہ مشکوک ہے۔ ان سب کو مجوسیوں ، رافضیوں اور شیعوں کی ہزاروں جعلی اور من گھڑت روایات کو اپناتے ہوئے شرم نہیں آئی۔

دوسری صدی ہجری میں
کوفہ، بغداد، بصرہ
رافضیت کے اڈے تھے۔

تاریخ کی کتابوں سے میں نے کچھ روایات نقل کی ہیں۔

ہمیں تاریخ کو صرف تاریخ کے طور پر لینا چاہیے۔

علی المدینی (161~234 ھ)
انہیں جرح و تعدیل کا امام سمجھا جاتا ہے . بصرہ میں پیدا ہوئے۔
بعض اہل تذکرہ نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال بصرہ ہی میں ہوا مگر خطیب بغدادی اور ابن ندیم کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انتقال سامراء میں ہوا
یہ علی المدینی بخاری کے استاد تھے، بخاری نے ان سے 287 روایتیں نقل کی ہیں۔
حوالہ : تاریخ بغداد از خطیب بغدادی، جلد # 11، صفحہ # 272 – 273

جب تک یہ بغداد میں رہتے، سنت کا چرچا بڑھ جاتا اور شیعیت کا زور گھٹ جاتا اور جب کچھ دنوں کے لیے یہ بصرہ چلے جاتے تویہ رافضی فتنہ پھرزور پکڑلیتا، یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: كان علي بن المديني إذا قدم علينا اظهر السنة وإذاذهب إلى البصرة اظهر التشيع۔ ترجمہ:علی بن مدینی جب بغداد آجاتے توسنت کا چرچا ہوجاتا تھا اور جب وہ بصرہ چلے جاتے توشیعیت زور پکڑجاتی.
حوالہ : تہذیب التہذیب: جلد # 7 صفحہ # 309

تبصرہ : (غور کیجئے اس وقت بغداد اور بصرہ رافضیت کا مرکز تھے۔ یعنی سنی ازم اور شیعہ ازم کا یہ کھیل دوسری صدی ہجری میں پنگ پانگ جیسا تھا۔)

ابن مدینی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ایک لاکھ مرویات جن میں تیس ہزار ایک راوی عباد بن صہیب سے مروی تھیں ترک کردیں، اس لیے کہ یہ قابل اعتبار نہیں تھیں۔
حوالہ : تہذیب التہذیب: جلد # 7 صفحہ # 354

تبصرہ: المدینی کے پاس جعلی اور من گھڑت روایت جمع کرنے کے لیے بہت زیادہ وقت تھا ایک لاکھ جعلی احادیث رکھنے والے ایک ایک شخص کے بارے میں سوچیں کہ اس وقت کتنے محدثین تھے؟

بغداد اس وقت علم وفن کا سب سے بڑا مرکز تھا؛ مگروہاں جب ابن المدینی پہنچ جاتے توایک نیا حلقہ درس قائم ہوجاتا اور تمام ائمہ پروانہ وار ان کے گرد جمع ہوجاتے اور جب ان کے درمیان کوئی مختلف فیہ مسئلہ آجاتا اور فیصلہ نہ ہوپاتا توپھر اس میں ابن مدینی اپنی رائے دیتے تھے

حوالہ : تہذیب التہذیب: جلد # 7 صفحہ # 308

تبصرہ: اس وقت لوگوں نے گھی میں چوہا، کوے کا گوشت، ہاتھی کی دم، پیشاب اور پاخانے اور منی کے سینکڑوں جعلی مسائل پیدا کیے تھے۔ یہ تمام محدثین و فقیہ ان فرضی مسائل کو حل کرنے میں دن رات مصروف تھے۔ کتنے مضحکہ خیز دن تھے۔

ابن مدینی کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چند کے نام یہ ہیں۔ ان کے والد عبد اللہ بن جعفر مدینی، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید القطان، عبد الرحمن بن مہدی، ابو داؤد طیالسی، ابن علیہ، سعید بن عامر الضبعی وغیرہ۔

بخاریؒ ان کے تلامذہ میں ہیں، ان کا قول ہے کہ میں نے علی بن المدینی کے علاوہ کسی کے سامنے اپنے کوحقیر نہیں سمجھا۔ ان کے انتقال کے بعد ایک بار کسی نے امام بخاری سے پوچھا کہ آپ کے دل میں کوئی خواہش باقی ہے؟ بولے ہاں! ایک خواہش ہے، وہ یہ ہے کہ ابن مدینی زندہ ہوتے اور میں عراق جاکر ان کی صحبت میں بیٹھتا۔ ابن ماجہؒ اور نسائیؒ نے ان سے بالواسطہ روایتیں کی ہیں، امام نسائی کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کوعلم حدیث ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔

حوالہ : تہذیب التہذیب: جلد # 7 صفحہ # 351-352

یحییٰ بن سعید القطان (120~198 ہجری)

فن رجال کا سلسلہ ان ہی سے شروع ہوا۔ علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ فن رجال میں اول جس شخص نے لکھا وہ یحی بن سعید القطان ہیں۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے "میں نے اپنی آنکھوں سے یحیٰ کا مثل نہیں دیکھا۔"

یحییٰ بن سعید سے بخاری نے 354 روایتیں اور مسلم نیشاپوری نے 307 روایتیں لی ہیں۔ وہ بخاری اور نیشاپوری کے دادا استاذ ہیں۔

بصرہ آبائی وطن تھا اور وہیں سنہ 120 ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ یحییٰ بن سعید القطان نے جس زمانہ میں آنکھ کھولی اس وقت مملکتِ اسلام کا ہرقصبہ اور ہرقریہ قال قال الرسول کی آواز سے گونج

رہا تھا. جن محدثین سے انہوں نے استفادہ کیا تھا ان کی فہرست کافی طویل ہے، چند نام یہ ہیں: امام مالک، امام اوزاعی، امام شعبہ، سفیان ثوری، ابن ابی عروبہ، یحییٰ بن سعید الانصاری تابعی، ہشام بن عروہ، امام اعمش، مسعربن کدام، سفیان بن عیینہ، اور سلیمان، اعمش وغیرہ امام نووی نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید نے پچاس ایسے شیوخ حدیث سے سماع کیا تھا جوسفیان ثوری رحمہ اللہ جیسے محدث روزگار کے اساتذہ میں تھے.

حوالہ : (تہذیب الاسماء: جلد # 2 صفحہ # 154) , (تہذیب التهذیب: جلد # 11 صفحہ # 216)

علم حدیث ان کا خاص فن تھا اور اس میں ان کا مرتبہ امام کا تھا، ارباب تذکرہ لکھتے ہیں کہ عراق میں علم حدیث کا عام رواج ان ہی کی ذات سے ہوا۔ ائمہ حدیث کے یہاں ان کی مرویات کا جومرتبہ تھا، ا کا صحیح اندازہ ان راویوں سے ہوسکتا ہے جوان کے بارے میں انہوں نے ظاہر کی ہیں، مشہور محدث علی بن المدینی کہتے تھے کہ ہمارے معاصرین میں تین آدمی ایسے تھے جنہوں نے بدءشعور سے علم حدیث کی طرف توجہ کی اور اس سے زندگی بھرلپٹے رہے؛ یہاں تک کہ وہ خود مسند تحدیث پرفائز ہوگئے، ان تین آدمیوں میں سب سے پہلا نام انہوں نے یحییٰ بن سعید کا لیا۔ عبدالرحمن بن مہدی جوان کے معاصر اور علم وفضل میں ان سے کم ترنہ تھے! انہوں نے اپنے مجموعۂ حدیث میں دوہزار حدیثیں یحییٰ بن سعید کی سند سے داخل کرلی تھیں جنھیں وہ ان کی زندگی ہی میں روات کرتے تھے۔ ابنِ مہدی جیسے یگانۂ روزگار کا ان کی زںدگی ہی میں ان سے روایت کرنا بڑی اہمیت رکھتا ہے، امام نووی نے لکھا ہے کہ ابن مہدی نے ان کے واسطہ سے تیس ہزار روایتیں لکھیں، یعنی لکھی توانہوں نے تیس ہزار تھیں؛ مگرروایت صرف دوہزار کی کرتے تھے؛ اگرکسی حدیث کے تذکرہ میں یہ ذکر ملے کہ ان کوکئی لاکھ حدیثیں یاد تھیں اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اتنے ارشادات نبوی یاد تھے؛ بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اتنی روایتیں یاسلسلہ بیان یاد تھا، ائمہ ان تمام سلسلہ سنت کواس لیے یاد کرتے تھے کہ سب کوسامنے رکھ کرکسی حدیث کے بارے میں صحیح فیصلہ کیا جاسکے، مثلاً ایک ہی حدیث کے متعدد راوی ہوتے ہیں ان میں ایک ناقص روایت کرتا ہے، دوسرا کامل، ایک مفصل روایت کرتا ہے اور دوسرا مجمل، اب دونوں کوسامنے رکھنے کے بعد فیصلہ آسان ہوتا ہے کہ کون سی روایت زیادہ صحیح اور قابل قبول ہے، روایتوں کی کثرتِ تعداد دیکھ کربعض بے سوادوں کواحادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موجودہ ذخیرہ کے بارے میں شبہ ہونے لگتا ہے کہ آخر کار اتنا بڑا ذخیرہ حدیث کہاں سے آگیا؛ مگریہ ان کی کم علمی ہے کہ وہ روایت اور حدیث میں فرق نہیں کرتے، روایت اس سلسلہ بیان کوکہتے ہیں جوراوی حدیث کے سند کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے لیے بیان کرتا ہے، اس لیے بسااوقات ایک ہی حدیث کے لیے متعدد سلسلۂ بیان ہوتے ہیں، اس لیے روایات کی کثرت کوحدیث کی کثرت پرقیاس کرنا غلطی ہے، یحییٰ بن سعید کویہ شرف واعزاز کچھ توان کی فطری ذہانت واستعداد کی وجہ سے ملا تھا؛ لیکن اس کا بڑا سبب خود ان کی ذاتی جدوجہد ہے، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کوعشق تھا، اس کے حصول کے لیئے انہوں نے جومحنت اور کوشش کی اس کی مثال کم ملے گی، اوپر ذکر آچکا ہے کہ وہ صرف امام شعبہ کی خدمت میں بیس برس تک حدیث کا سماع کرتے رہے، وہ بھی کس اہتمام کے ساتھ، خود ان کی زبانی اس کی تفصیل سنیئے، فرماتے ہیں: کامل بیس برس تک میں امام شعبہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر رہا اور روزانہ

زیادہ سے زیادہ تیرہ حدیثیں ان سے سماع کرکے لوٹتا تھا، غور کیجئے کہ ابن سعید جیسے ذہین وذکی آدمی کا روزانہ صرف تیرہ حدیثوں کا سماع کرنا بلاوجہ نہیں تھا، اس کی
وجہ اس کے سوا کیا ہوسکتی تھی کہ وہ جوکچھ پڑھتے تھے، اس پرپورے طور پرغوروخوض کرتے اور اس سے معافی کا استنباط کرتے تھے، محض حصولِ تبرک کے لیے وہ حدیثیں نہیں سنتے تھے؛ اسی بناء پرحافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ تمام ائمہ حدیث روایت حدیث میں ان کوحجت سمجھتے تھے، ائمہ حدیث کا یہ مقولہ ضرب المثل ہے کہ جوشخص یحییٰ بن سعید کی روایات کوچھوڑدے گا ہم اس کوچھوڑ دیں گے۔

حوالہ : (تہذیب التہذیب: جلد # 11 صفحہ # 200)' (تاریخ بغداد: جلد # 11 صفحہ # 137) (تہذیب الاسماء: جلد # 2 صفحہ # 55)

تبصرہ : میرا خیال ہے کہ سائنسدانوں کو چاہیے کہ وہ ان محدثین کی قبریں کھولیں اور لاشوں کے باقیات کے کچھ نمونے لے کر ان سپر جینئس لوگوں کے ڈی این اے تجزیہ کرنے کے لیے کریں کہ انھوں نے اپنی غیر معمولی یادداشت کے لیے کون کون سی چیزیں کھائیں۔
اس قسم کے بیکار لوگوں کو فنڈز کون دے رہا تھا.!! دن رات سب نے من گھڑت اور جعلی روایت لکھی۔

علم حدیث میں درک پیدا کرنے کے لیے ہزاروں حدیثوں کے الفاظ اور سینکڑوں راویوں کے حالات پرنظر رکھنی پڑتی ہے، اس لیے جب تک کوئی شخص غیرمعمولی قوتِ حافظہ کا مالک نہ ہو، فنِ حدیث میں غیرمعمولی حیثیت حاصل نہیں کرسکتا، نیز اس کے پاس نہ گھر ہو ، نہ بیوی، نہ بچے، نہ کوئی کام، تو وہ محدث بن سکے گا یہ غلیظ کچرا اور فضول علم ہے۔ یوں توعام ائمہ حدیث کوخدا نے اس نعمت سے نوازا تھا؛ مگربعض ائمہ اس اعتبار سے ضرب المثل تھے تمام فرائض اور ذمہ داریوں سے آزاد تھے، ان ہی میں یحییٰ بن سعید بھی ہیں، عموماً محدثین کا دستور تھا کہ جن احادیث کودرس میں طلبہ کے سامنے بیان کرنا ہوتا تھا وہ پہلے سے لکھ لیا کرتے تھے؛ تاکہ غلطی نہ ہو؛ مگریحییٰ بن سعید کواپنے حافظہ پراتنا اعتماد تھا کہ وہ بڑی سے بڑی حدیث زبانی سنادیا کرتے تھے، ایک بار سلیمان بن اشعث نے امام احمد سے پوچھا کہ کیا یحییٰ آپ کوزبانی روایتیں سناتے تھے، فرمایا کہ ہاں! ہم نے ان کے پاس کبھی کتاب نہیں دیکھی، عام طور پروہ اپنے حافظے سے روایت کرتے تھے؛ یہاں تک کہ وہ طویل طویل روایتیں جوہم کتابوں میں لکھ لیا کرتے تھے وہ ان کوبے تکلف سنادیا کرتے تھے۔ ایک بار ان کے استاذ امام ثوری نے غالباً امتحان کی غرض سے ایک روایت کا سلسلہ سند قصداً ذرامجمل بیان کیا، یحییٰ نے سنا توفوراً بولے، اس روایت میں یہ اجمال ہے، امام ثوری یہ سن کرحیران رہ گئے اور کہا کہ میں نے تمہارے جیسا فن رجال کا جاننے والا نہیں دیکھا، تم سے کوئی غلطی پوشیدہ نہیں رہتی اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک راوی محمد بن سالم جواپنے نام سے معروف تھے، ان کی کنیت ابوسہل اہلِ علم میں زیادہ معروف نہیں تھی، امام ثوری رحمہ اللہ نے روایت کرتے وقت نام کے بجائے ان کی کنیت کا ذکر کیا، خیال یہ تھا کہ یحییٰ کوراوی کی کنیت کا علم نہ ہوگا اور وہ اسے کوئی نئی روایت سمجھیں گے؛ لیکن امام ثوری کی یہ توقع صحیح ثابت نہیں ہوئی، یحییٰ نے

سنتے ہی فرمایا کہ ابوسہل تومحمد بن سالم ہیں، اس سلسلہ میں امام احمد بن حنبل کے متعدد اقوال تذکروں میں ملتے ہیں، ایک بار انہوں نے فرمایا کہ یحییٰ بن سعید حددرجہ قوی الحافظہ اور واقعی محدث تھے، ان کا ایک قول ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید جیسا آدمی نہیں دیکھا، ان پرتثبت فی الحدیث ختم ہے۔

حوالہ : (تہذیب الاسماء: جلد # 2 صفحہ # 55)
تبصرہ: ایسا لگتا ہے کہ یحییٰ بن سعید اس دور کا ایک سپر کمپیوٹر تھا جس کے پاس کئی ہزار پینٹا بائٹ میموری تھی، لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ انہوں نے یادداشت کے لیے کشتہ جات اور کون کون سی خوراک لی۔

ائمہ حدیث نے تدوین حدیث میں رواۃ کی جرح وتعدیل میں بیکار محنت سے کام لیا ہے، اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی؛ مگرپھربھی وہ انسان تھے اس لیے ان سے بھی بعض تسامحات ہوئے ہیں اور ان پران کی دوسرے ہم عصر یابعد کے محدثین نے گرفت کی ہے؛ چنانچہ بڑے بڑے ائمہ کے تذکرہ میں جہاں ان کے محاس واوصاف کا تذکرہ ملے گا وہیں ان پرجرح وتنقید بھی ملے گی، یعنی اس بات کی تفصیل ملے گی کہ ان سے روایتِ حدیث میں کیا کیا غلطیاں ہوئی ہیں؛ یحییٰ بن سعید کے تذکرہ میں ان کے محدثانہ محاسن کی تفصیل توبہت ملتی ہے؛ مگران کی کسی مخصوص غلطی کا ذکر نہیں ملتا، صرف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ایک قول ملتا ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے متعدد احادیث کے بیان کرنے میں غلطی کی ہے؟ مگرغلطی سے کون بچا ہے؟۔ اس کے ساتھ یہ فرمانا کہ غلطی سے کون بچا ہے؟ بڑی اہمیت رکھتا ہے، مقصد یہ تھا کہ بڑے بڑے ائمہ سے روایت حدیث میں غلطی ہوتی ہے، اس لیے ان سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں؛ مگرامام احمد نے غلطیوں کی نشاندہی نہیں کی ہے۔

حوالہ : (تاریخ بغداد: جلد # 14 صفحہ # 110)

تبصرہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کیا ہے، انہوں نے اس شخص کو جواب دیا کہ تم قرآن نہیں پڑھتے، سیرت رسول ' قرآن ' میں ہے.

عبدالرحمن بن مہدی (125 ~ 198 ھ)

انہیں جرح و تعدیل کا امام سمجھا جاتا ہے .

عبدالرحمن بن مہدی بصرہ میں پیدا ہوئے. عراق میں اس وقت دومقام کوفہ وبصرہ خاص طور سے جھوٹی حدیثیں گھڑنے کے مراکز بنے ہوئے تھے، کوفہ وبصرہ میں جہاں خود ساختہ روایتوں کے مراکز تھے، وہیں دوسری قوموں کے اختلاط سے غیردینی رحجانات اور غلط افکار بھی دین کے چشمہ صافی میں مختلفط ہورہے تھے، اس اختلاط سے جہاں بہت سے برے نتائج پیدا ہوئے۔ ، ان میں ایک

مذہبی قصہ گوئی بھی ہے، اس قصہ گوئی کورواج دینے میں عام مجالس پندونصائح کا بھی بڑا ہاتھ تھا، اس وقت بصرہ میں امام حسن بصری کی مجالس پندونصائح کا بڑا چرچا تھا؛ مگروہ اس بارے میں انتہائی محتاط تھے، ان کے بعد یہ احتیاط باقی نہیں رہی اور اہل لوگوں کے ساتھ بہت سے نااہل بھی اس بزم کے مسند نشین بن گئے؛ چونکہ یہی دور دینی علوم اور خاص طور پرحدیث کی تدوین وتربیت کا بھی تھا؛ اس لیے بڑی آسانی سے یہ روایتیں ذخیرۂ تفسیر وحدیث میں داخل ہوگئیں، ابن مہدی نے آنکھ کھولی توبصرہ میں قصہ گوئی کا عام رواج ہوچکا تھا، چنانچہ ان کے علمی نشوونما کا آغاز قصہ گویوں کی صحبت ہی سے ہوا، ابوعامر عقدی کہتے ہیں کہ وہ قصاص کے پاس جایا کرتے تھے، ایک دن میں نے اُن سے کہا کہ ان قصہ گویوں کی صحبت سے تمہارے ہاتھ کچھ نہ آئے گا، چنانچہ میری یہی نصیحت ان کوعلم حدیث کی طرف مائل کرنے کا سبب بن گئی؛ یعنی مدینہ منورہ پہنچے اور امام مالک رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شریک ہو گئے.

تبصرہ: ہجرت کی پہلی صدی کے وسط میں کوفہ، بغداد، بصرہ وغیرہ روایتوں کے من گھڑت مراکز بن گئے؛ سنی ازم اور شیعہ مسلک کا پنگ پانگ گیم جاری ہے۔ اس منظر میں تمام محدثین اور جرح و تعدیل کے ماہرین پروان چڑھے۔ لاکھوں جعلی احادیث اِدھر اُدھر چل رہی تھیں، صبح آدمی قدری ہوا، دوپہر کو جہمی، شام کو رافضی، رات کو سنی، آدھی رات کو فلسفی ملحد ہو گیا، اس وقت کیسا آزاد معاشرہ تھا؟ ہر گلی، بازار، پارک میں قال قال کی بلند آوازیں گونج رہی تھیں، کیا منظر تھے...
عبدالرحمن بن مہدی نے قوتِ حافظہ بھی غیرمعمولی پایا تھا، تمام ائمہ حدیث نے ان کی قوتِ حافظہ کا اعتراف کیا ہے، اس کااندازہ عبداللہ کے اس بیان سے کیا جاسکتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک بار ابن مہدی نے بیس ہزار حدیثیں مجھے اپنے حافظہ سے املا کرائیں تھیں۔

تبصرہ: ابن مہدی نے اس شخص عبداللہ پر رحم کیا، ا س نے صرف 20 ہزار روایتیں لکھی . کوفہ، بغداد، بصرہ وغیرہ میں لاکھوں جعلی احادیث پنگ پونگ کی طرح اِدھر اُدھر چل رہی تھیں. ایسا لگتا ہے کہ کوفہ، بغداد، بصرہ وغیرہ میں خوش قسمتی سے ہر شخص ایک سپر کمپیوٹر تھا۔ تھا جس کے پاس کئی ہزار پیٹا بائٹ میموری تھی، لوگ جاننا چاہتے ہیں کہ انہوں نے یادداشت کے لیے کون کون سی خوراک لی۔
ایسا لگتا ہے کہ خوش قسمتی سے ہر شخص ایک سپر کمپیوٹر تھا جس کی جیب میں ہزاروں جعلی روایتیں تھیں۔ کیا کوفہ، بصرہ، بغداد 'میٹرکس' فلم جیسی جگہ ہے؟

جعلی خواب نامہ

یحییٰ بن معین اور امام مسلم نیشاپوری نے حدیث جمع کرنے کے حوالے سے سینکڑوں حوریں حاصل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین

امام بخاری

امام مسلم

امام شافعی

کے من گھڑت اور مزاحیہ خواب

جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معین نے دس لاکھ روایتیں لکھیں لیکن صرف 300 حوریں موصول ہوئیں۔ دیکھیں صفحہ نمبر 113، بوستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
آئیے جانتے ہیں کہ 1300 سال سے زائد عرصے سے مسلم دنیا میں کیا ہوتا رہا ہے۔

قرآن دشمنی میں ایرانی مجوسی اور ان کے رافضی ایجنٹوں نے لاکھوں جعلی اور من گھڑت احادیث ایجاد کیں انہوں نے 4 درجن سے زائد فضول ردی العلوم بھی ایجاد کیے۔میں صرف ان قرآن دشمن العلوم کو متعارف کروانا چاہتا ہوں جو مجوسی اور ان کے ایجنٹوں نے ایجاد کیا تھا۔

ان گپ شپ کو سمجھنے کے لیے اپنی آنکھیں اور دماغ بھی کھولیں کیونکہ میرا ماننا ہے کہ ہمارا دماغ صرف کیپ اسٹینڈ کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔

علم سوانح رجال، یہ بہت سر درد کا علم ہے، اس میں مختلف زمانوں کی مختلف مشہور شخصیات و افراد کی زندگی اور ان کے احوال سے بحث کی جاتی ہے، خاص طور سے یہ علم انبیا، خلفا، بادشاہوں، امرا، قائدین، مخلتف علوم کے ماہر علما، فقہا، ادبا، شعراء اور فلسفیوں وغیرہ کے طبقات کے جھوٹے سچے حالات سے بھرا ہوا ہے، اس علم میں خصوصا ان مشہور شخصیات کی ذاتی زندگی، ان کے نظریات اور معاشرہ اور حالات پر ان کے اثرات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ علم سوانح عام طور سے علم تاریخ کی ایک شاخ سمجھی جاتی ہے۔ اس علم کا چلن اور رواج خاص طور سے مسلمانوں میں ہے مسلمانوں نے سوائے قرآن کریم کے ہر قسم کے فارسی، یونانی ، مجوسی ایرانی، علوم پر زیادہ توجہ دی ہے

تبصرہ: ان جھوٹے سچے روایات میں کوئی حقیقت نہیں ہے یہ سب تاریخ ہیں اور تاریخ صرف تاریخ ہے، اگر کوئی تاریخ کو حقیقت بنا کر پروپیگنڈہ کرتا ہے تو وہ دھوکے باز اور فراڈی ہے۔
اس علم کا چلن اور رواج خاص طور سے مسلمانوں میں ہے کیونکہ ان کے پاس کوئی مثبت کام نہیں ہے۔
مسلمانوں کے پاس ضائع کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت ہے۔

جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معین نے دس لاکھ روایتیں لکھیں لیکن صرف 300 حوریں موصول ہوئیں۔ دیکھیں صفحہ نمبر 113، بوستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

وحدثني ابو ايوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، حدثنا ابو عامر يعنى العقدي، حدثنا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: جاء بشير العدوي إلى ابن عباس، فجعل يحدث، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل ابن عباس، لا ياذن لحديثه ولا ينظر إليه.فقال: يا ابن عباس، مالي لا اراك تسمع لحديثي، احدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا تسمع، فقال ابن عباس:" إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابتدرته ابصارنا، واصغينا إليه بآذاننا، فلما ركب الناس الصعب والذلول، لم ناخذ من الناس إلا ما نعرف . صحیح مسلم حدیث نمبر: 21

صحیح مسلم میں مجاہد سے روایت ہے کہ: «بشیر بن کعب عدوی سیدنا ابن عباس کے پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے ابن عباس نے کان نہ رکھا ان کی طرف نہ دیکھا، بشیر بولے اے ابن عباس! تم کو کیا ہوا جو میری بات نہیں سنتے۔ میں حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تم نہیں سنتے۔ سیدنا ابن عباس نے کہا کہ ایک وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے یہ سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تو اسی وقت اس طرف دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے۔ پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنی غلط روایتیں شروع ہو گئیں) تو ہم لوگوں نے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہیں (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اس کو سن لیتے ہیں)

تبصرہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات 68 ہجری میں ہوئی، برائے مہربانی اس روایت کو غور سے پڑھیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات 68 ہجری سے پہلے جعلی حدیثیں تیزی سے پھیل رہی تھیں۔

چنانچہ پیغمبر اسلام کی حدیثوں کو قبول و رد کے لیے ناقلین اور راویوں کے حالات کا یہ علم سوانح یا علم تراجم مسلسل جاری رہا، تاکہ ان اصولوں کی بنیاد پر احادیث و اخبار کو قبول و رد اور اس کی دینی حیثیت کا اعتبار و عدم اعتبار کا فیصلہ کیا جا سکے۔ لیکن یہ سب کچھ سو فیصد قابل اعتماد نہیں ہے۔

احادیث کے راویوں اور اس کے ناقلین کے احوال جاننے کی ضرورت و اہمیت پر علما و ائمہ کے بے شمار اقوال ہیں، راوی کی زندگی کے تفصیلی حالات خصوصا اس کے افعال و نظریات کا علم بھی کافی اہمیت کا حامل ہے۔ راوی کی سوانح کے بنیادی مباحث میں سے: راوی کی تاریخ پیدائش، تحصیل علم کے حالات، اس دوران میں اس کے اساتذہ احادیث اور شیوخ، ان کی کیفیات و احوال، ان سے سماعت کردہ احادیث و آثار کی تعداد، پھر اس راوی کے تلامذہ کی تعداد، اس کے شیوخ میں ضعیف اور مجہول اساتذہ، اس کے علمی اسفار کے احوال، کتنی احادیث کی سماعت کی، کب اور کن سے کی، کیسے (کتابت، حفظ، سماعت یا فقط پیش کرنا وغیرہ) کی وغیرہ؟ لوگوں میں اس راوی کی مقبولیت، اس کے پاس تلامذہ اور حاضرین کی تعداد، نیز اس کے اوہام اور یا خامیوں وغیرہ کا علم، پھر اس راوی کے اخلاق، اس کی ذاتی زندگی کی مشغولیات و پیشہ وغیرہ کا علم، کیا وہ حدیثوں کو بیان کرنے کی اجرت لیتا تھا؟ احادیث کی اجازت میں وہ سخت تھا یا تساہل برتتا تھا جیسے ضروری مباحث شامل ہوتے ہیں۔

راویوں کی سوانح سے متعلق علم کی کئی شاخیں اور گوشے ہیں، اس تعلق سے کئی اور علوم بھی پیدا ہوئے ہیں۔ اس میں سے ایک اہم علم "اسناد کا علم" ہے، اس علم میں صرف مسلمانوں نے کام کیا ہے۔ اور "اصطلاحات حدیث کا علم" ہے۔ اسی طرح "راویوں کی جرح و تعدیل کا علم" ہے۔ "علل کا علم" ہے۔ وغیرہ۔

تبصرہ: دنیا کے تمام دانشوروں کا خیال ہے کہ مسلمان علماء کے پاس ان فضول گپ شپ کے لیے غیر معمولی وقت تھا ۔

نام نہاد احادیث کی بنیاد دیکھو کتنی کھوکھلی اور ضعیف ہے۔ لوگ ان جعلی احادیث کو جھوٹے خواب دکھا کر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

خواب نامہ برائے محمد بن اسمٰعیل البخاری ولادت ۱۹۴ ہجری اور وفات 256 ہجری میں ہوئی۔

امام بخاری کے خواب نامہ کے بارے میں شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ فاروقیہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی اپنی شہرہ آفاق تالیف "محدثین عظام اور انکی کتابوں کا تعارف" کے صفحہ نمبر 67 پر "ایک بشارت" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ

عبداللہ الواحد بن طواویسی (عبدالواحد بن آدم) فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں، میں نے سلام کیا، آپؐ نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا: یارسول اللہ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہم محمد بن اسمٰعیل بخاری کا انتظار کر رہے ہیں۔ چند دنوں بعد امام بخاری کی وفات کی اطلاع ملی تو بعینہٖ یہ وہی وقت تھا جس وقت نبی کریمؐ کی زیارت ہوئی تھی۔

(بحوالہ:- تہذیب الکمال جلد ۲۴ صفحہ 467، تاریخ بغداد جلد 2 صفحہ 34، سیر اعلام النبلاء جلد 12 صفحہ 468، وھدی الساری صفحہ 493، طبقات السبکی جلد 2 صفحہ ۱۶)

اسی کتاب میں امام بخاری کا ایک اور خواب: محمد بن سلیمان بن فارس کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں رسول کریمؐ کے سامنے کھڑا ہوں میرے ہاتھ میں پنکھا ہے جس سے میں آپؐ پر سے مکھیاں اڑا رہا ہوں۔ تعبیر کرنے والوں نے کہا کہ تم کذب کو علاحدہ کرو گے اسی خواب کے بعد میرے دل میں احادیث صحیحہ جمع کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

صفحہ نمبر 50،
بحوالہ: تہذیب الاسماء واللغات جلد 1 صفحہ 76، ھدی الساری صفحہ 7

امام مسلم کا خواب نامہ :- صحیح مسلم کی جلد نمبر 1 میں امام مسلم
کے مختصر حالات زندگی میں جنت میں سیر گشت کرنے کا آسان
فارمولا درج ہے صفحہ نمبر 18 ملاحظہ فرمائیں۔

"- ابو حاتم رازی فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد میں نے امام مسلم کو خواب
میں دیکھا اور حال پوچھا۔ انہوں نے فرمایا "خداوند تعالیٰ نے میرے
لیے جنت کے ہر مقام کو جائز و مباح کر دیا ہے میں جہاں چاہوں رہوں"

- ابو علی زرعونی فرماتے ہیں کہ کسی نے امام مسلم کو خواب میں جنت کے
اندر دیکھا اور پوچھا "کیوں کر نجات ہوئی؟ امام مسلم نے فرمایا
"اس جزو سے مجھ کو نجات میسر ہوئی جو میرے ہاتھ میں
ہے، یہ جزو صحیح مسلم کا تھا۔

دیکھا آپ نے جنت کا حصول کتنا آسان ہے 20 سے 30 سال
انسان "بھرنتا مائیوں" کی طرح سیر گشت کرے جہاں
جہاں سے جس قسم کی گند بلا ملے اُسے یاد کرے یا لکھ لے
اور پھر عمر کے آخری سالوں میں اُس میں چھانٹی کرے اور
چھانٹی شدہ مال کو "حدیث رسولؐ" قرار دے کر
لکھ لے۔ بس پھر مزے لوٹے جنت کے، ساتھ میں
لوگوں کے خوابوں میں آ کر جنت کے مزے کی
داستانیں سنائے، انعام میں ملی سینکڑوں حوروں کے
معاملات سنائے اور لوگوں کے دل للچائے۔ #

خواب نامہ امام شافعی :۔

محمد بن ادریس شافعی : پیدائش رجب ۱۵۰ ہجری بمقام غزہ (فلسطین)
میں ہوئی اور وفات ۲۰۶ ہجری میں مصر میں ہوئی۔ والد کا
تعلق یمن کے ازدی قبیلہ سے تھا ۔ سات برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا اور
(۱۰ سال کی عمر میں موطا امام مالک کو حفظ کیا ؟؟)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم ؐ کو دیکھا ، آپ ؐ نے فرمایا :
اے لڑکے ! تو کس خاندان سے ہے ؟ میں نے عرض کیا : حضور ؐ کے خاندان سے
فرمایا : میرے قریب آؤ ، جب میں آپ ؐ کے قریب گیا تو آپ نے اپنا
لعاب دہن میری زبان ، ہونٹوں اور منہ پر ڈال دیا اور پھر فرمایا :
جاؤ خدا تم پر برکت نازل فرمائے ۔"

امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار پھر رسول کریم ؐ کو کعبۃ اللہ میں نماز پڑھاتے
دیکھا ۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو تعلیم دینے لگے ، پھر میں
بھی آپ ؐ کے قریب آ بیٹھا اور عرض کیا : اے اللہ کے رسول مجھے بھی
کچھ سکھائیے ۔ آپ ؐ نے اپنی آستین سے میزان (ترازو) نکال کر دی
اور فرمایا : تیرے لئے میرا یہ عطیہ ہے ۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ
میں نے ایک تعبیر بتانے والے معبر سے پوچھا تو اس نے کہا کہ تم دنیا
میں رسول کریم ؐ کی سنت مطہرہ کی نشر و اشاعت کے امام
بنو گے ۔

بحوالہ : حالات امام شافعی ۔ مسند الشافعی صفحہ 23
موضوعاتی ترتیب امام سنجر بن عبداللہ ناصری
اردو ترجمہ : حافظ فیض اللہ ناصر
ادارہ اسلامیات ، لاہور ۔ کراچی

ان کو مُرّی بھی کہتے ہیں، بغداد کے رہنے والے ہیں ۱۵۸ھ میں پیدا ہوئے، انکے والد ماجد (معین) دفتر کے عمدہ منشیوں میں تھے، انشاء میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یحییٰ بن معین کو اپنے والد کے ورثہ میں سے ایک لاکھ درہم ملے تھے اور اسی وجہ سے وہ کامل ثروت رکھتے تھے۔ انہیں ہشیم، ابن المبارک، معتمر بن سلیمان بن طرخان اور انکے ہمعصروں سے سماع حاصل تھا۔ امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد نے ان سے استفادہ کیا ہے۔ وہ بھی گویا اس علم کے ائمہ میں سے ہیں۔ ابوزکریا تنقید روایات اور احوال رجال کی معرفت میں امام تھے، وسعت معلومات اور محفوظات پرکھنے کی کثرت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، خود ان سے یہ منقول ہے۔ کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں، مرنے کے بعد انھیں کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ حق تعالٰے نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تو آپ نے یہ جواب دیا کہ مجھے بہت سی عطایا اور بخششیں مرحمت فرمائیں۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ تین سو حور عین سے میرا نکاح کر دیا ۲۳۳ھ میں بغداد سے حج کے لئے تشریف لے گئے، اول مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں کی زیارت سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ کا قصد کیا۔ اول منزل میں جو نیند آئی تو ہاتف غیبی نے ندا دی کہ اے ابوزکریا ہماری ہمسائگی چھوڑ کر کہاں جاتے ہو، سمجھ گئے کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک تھی جو انکو اس خلعت فاخرہ کے ساتھ مشرف کیا۔ فوراً واپس ہو کر مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی اور تین دن بعد انتقال ہو گیا۔ ان کی سعادت ایک یہ بھی ہے کہ جس تختہ پر جناب رسالت مآب کو غسل دیا گیا تھا اسی پر انہیں کو بھی غسل دیا گیا۔

یحییٰ بن معین، جراح و تعدیل کے امام

موجودہ زمانے میں تو جنت اور حوروں کا حصول تو انتہائی آسان ھے

بندہ ایک عدد اعلیٰ درجے کا لیپ ٹاپ خریدے، تیز رفتار انٹرنیٹ کنکشن حاصل کرے۔ لیپ ٹاپ میں گوگل سرچ کر کے روایات کی کتب ڈاؤن لوڈ کر لے۔ ان میں اپنی مرضی اور دلچسپی کی روایات کی چھانٹی کر لے بلکہ مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق میں شامل ھزاروں روایات میں سے ھی سینکڑوں روایات لے کر انکی کمپوزنگ کرا لے اور شائع کر کے جنت حاصل کر لے۔ زیادہ سے زیادہ 50 ھزار روپے خرچ ھوں اور جنت بمعہ حوروں کے مل جائے گی۔ قدیم زمانوں میں محدثین "پھرتا مائیوں" کی طرح 30، 40 سال دنیا بھر میں مارے مارے پھرتے تھے اب تو یہ کام صرف پندرہ دن میں پورا ھو سکتا ھے

ذرا سوچیے

صرف 15 دن، 50 ھزار روپے — جنت اور حوروں کا حصول۔!!

زور زبردستی اور نشے کی حالت میں طلاق نہیں ہوتی

طلاق کا مسئلہ

ہمیشہ ہمیشہ کیلئے سمجھ لیجئے

غصے، مذاق ، زور زبردستی اور نشے کی حالت میں طلاق نہیں ہوتی ..

طلاق اور حلالہ

خیبر ایجنسی کی ایک باغیرت پٹھان خاتون کا واقعہ

جسے خاوند نے غصے میں طلاق طلاق طلاق کہ دیا اور پھر غصہ اترنے پر مولوی کے پاس حلالہ کیلئے لے گیا تو اس باغیرت خاتون نے کہا کہ اے کنجرمولوی خبردار مجھے ہاتھ لگایا اور اس نے مولوی کو تیز دھار خنجر دکھایا اور کہا کہ میں تمہارا سارا سامان کاٹ دوں گی۔ ، غلطی اس کتے نے کیا ہے تم جو بھی کرنا ہے اس کے ساتھ کرو، ہمارا اس میں کوئی قصور یا واسطہ نہیں

اور پھر مولوی نے اس کے شوہر ساتھ حلالہ کیا۔

میرا فتویٰ یہ ہے کہ حلالہ شوہر کے ساتھ ہونا چاہیے۔

بے شرم دلال مولوی کہتے ہیں کہ طلاق تو ہوتی ہی غصے میں ہے، خوشی میں کون طلاق دیتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے؛

دیکھیں نکاح اس زمین پر مرد اور عورت کے درمیان مقدس ترین بندھن اور سماجی اور انسانی" معاہدہ ہے جس پر پوری نسل انسانی یا نوع انسانی کی بقا اور تسلسل کا انحصار ہے، غصے کو حرام قرار دیا گیا ہے، اگر آپ ایک معمولی شراکت کے دنیاوی معاہدے کو غصے، مذاق اور نشے کی حالت میں ختم نہیں کر سکتے تو نکاح جیسے مقدس اور عظیم معاہدے کو کیسے آناً فاناً ختم کرکے ہوا میں اڑا سکتے ہیں؟

قرآن کہہ رہا ہے کہ جیسے تم نے اجتماعی سماجی، باہمی خاندانی رضامندی اور خوشی سے نکاح کیا جس میں لوگ گواہ بنے، اب اسی ہی طریقے سے طلاق کی طرف جاؤ، یعنی اکیلا مرد کسی کی بیٹی، بہن اور عزیزہ کو طلاق طلاق کی غصے میں بکواس کرکے نہ بھگا دے بلکہ سوچ سمجھ کر، بیٹھ کر بڑوں سے مشورہ کرکے باقاعدہ جس عزت واحترام سے اس خاتون کو لایا ہے، اگر وہ بھی ناگزیر ہو تو تب، اسی طرح سے اسے رخصت کرے، قانون کے مطابق عدالت سے طلاق کیلئے نوٹس دے اور پھر فیصلہ لے، اللہ نے دین کو انصاف کہا ہے اس لئے غصے میں انسان انصاف نہیں کر سکتا بلکہ ظلم اور زیادتی ہی کر سکتا ہے، ہمارے دکاندار مولوی چونکہ ایسے حرام کاموں سے مال کماتے، خود ساختہ"حلالے" کے عمل کے نام پر زنا کرتے ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ جی طلاق تو ہوتی ہی غصے میں ہے، ویسے ٹھنڈے دل سے کون طلاق دیتا ہے، جو بالکل بکواس منطق ہے اور خلاف عقل وانصاف ہے، اس لئے غصے میں طلاق ہو ہی نہیں سکتی، اور نہ ہی اس کیلئے کسی دکاندار چندہ خور مولوی یا نام نہاد مفتی کے پاس جانا چاہئے اور نہ ہی ان سے کسی فتوے کی ضرورت ہے، وہ خاتون بالکل آپ کی بیوی ہے اور غصے میں طلاق ہوتی ہی نہیں ..

حدیث کی نئی بہت تازہ اصطلاح
"بکواسیا ت" نزول ہوئی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ إِنِّي لاَ أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَمَا يُحَدِّثُ فُلاَنٌ وَفُلاَنٌ. قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ " مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ".

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا ، انھوں نے کہا ہم سے شعبہ نے ، ان سے جامع بن شداد نے ، وہ عامر بن عبداللہ بن زبیر سے اور وہ اپنے باپ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں ۔ انھوں نے کہا میں نے اپنے باپ یعنی زبیر سے عرض کیا کہ میں نے کبھی آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نہیں سنیں ۔ جیسا کہ فلاں ، فلاں بیان کرتے ہیں ، کہا میں کبھی آپ سے الگ تھلگ نہیں رہا لیکن میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے ۔

بخاری 107 .. کتاب العلم .. باب إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ 2 ہجری میں پیدا ہوئے اور 73 ہجری میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔
آپ کے والد زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا انتقال 36 ہجری کو ہوا۔
یعنی یہ مکالمہ باپ اور بیٹے کے درمیان 36ھ سے پہلے ہوا تھا۔
میرا خیال ہے کہ یہ مکالمہ 30 ~ 36 ہجری کے درمیان میں ہوا تھا۔ اور عبداللہ بن زبیر کی عمر 28 سے 34 سال کے درمیان تھی۔

اب یہ جو فلاں فلاں ہیں، وہ کون ہیں؟ اپنے دماغ اور عقل کا استعمال کریں.. میں ان فلاں فلاں جانتا ہوں.. لیکن آپ کو بھی اپنی عقل کا استعمال کرنا چاہیے..

حدیث کی کتابوں میں ایک ہی موضوع کی روایا ت کے متون میں بہت زیادہ اختلاف ہے .. بخاری کی روایتیں بھی شامل ہیں .
جس کا جو دل کرے وہ کہانی سناتا ہے .
مثال کے طور پر ..
بخاری # 107

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ إِنِّي لاَ أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَمَا يُحَدِّثُ فُلاَنٌ وَفُلاَنٌ. قَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ **" مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ".**

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا ، انھوں نے کہا ہم سے شعبہ نے ، ان سے جامع بن شداد نے ، وہ عامر بن عبداللہ بن زبیر سے اور وہ اپنے باپ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں ۔ انھوں نے کہا میں نے اپنے باپ یعنی زبیر سے عرض کیا کہ میں نے کبھی آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نہیں سنیں ۔ جیسا کہ فلاں ، فلاں بیان کرتے ہیں ، کہا میں کبھی آپ سے الگ تھلگ نہیں رہا لیکن میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ **جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے ۔**

آئیے بخاری کی دوسری روایت کا موازنہ کریں۔

بخاری # 110
حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ " تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلاَ تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي، **وَمَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ".**

ہم سے موسیٰ نے بیان کیا ، ان سے ابوعوانہ نے ابی حصین کے واسطہ سے نقل کیا ، وہ ابوصالح سے روایت کرتے ہیں ، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ (اپنی اولاد) کا میرے نام کے اوپر نام رکھو ۔ مگر میری کنیت اختیار نہ کرو اور جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو بلاشبہ اس نے مجھے دیکھا ۔ کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور **جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانہ تلاش کرے ۔**

بخاری اور زہری کا کرشمہ ..
ابن عباس کا نام لے کر امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر الزامات لگانا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَجَعُهُ قَالَ " ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لاَ تَضِلُّوا بَعْدَهُ ". قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللَّهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوا وَكَثُرَ اللَّغَطُ. قَالَ " قُومُوا عَنِّي، وَلاَ يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ ". فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَبَيْنَ كِتَابِهِ.

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا ، ان سے ابن وہب نے ، انہیں یونس نے ابن شہاب سے خبر دی ، وہ عبیداللہ بن عبداللہ سے ، وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں شدت ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سامان کتابت لاؤ تاکہ تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں ، تاکہ بعد میں تم گمراہ نہ ہو سکو ، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (لوگوں سے) کہا کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکلیف کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب قرآن موجود ہے جو ہمیں (ہدایت کے لیے) کافی ہے ۔ اس پر لوگوں کی رائے مختلف ہو گئی اور شور و غل زیادہ ہونے لگا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ کھڑے ہو ، میرے پاس جھگڑنا ٹھیک نہیں ، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہوئے نکل آئے کہ بیشک مصیبت بڑی سخت مصیبت ہے (وہ چیز جو) ہمارے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ کی تحریر کے درمیان حائل ہو گئی ۔

یہ روایت "ایک تیر سے دو شکار" کی بہترین مثال ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر کیا تھی، بخاری کی یہ روایت ملاحظہ فرمائیں.. بخاری 6300#
وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا خَتِينٌ.

اور عبداللہ ابن ادریس بن یزید نے اپنے والد سے بیان کیا ، ان سے ابواسحاق نے ، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میرا ختنہ ہو چکا تھا ۔

اب کوئی یہ کہنا شروع نہ کر دے سعید بن جبیر نے کہا کہ عربوں کا ختنہ بلوغت کے قریب کیا جاتا تھا۔

سعید بن جبیر کا مطلب ہے کہ عرب لڑکا اپنے والدین کے پاس گیا اور انہیں اشارہ کیا کہ "میں بلوغت کا حامل ہوں، برائے مہربانی میری " چڑیا " کو ضرور اڑائیں۔
یا دوسرا منظر ...
ركض صبي بابتهاج ويصرخ يا أبي لقد بلغت سن البلوغ، أرجوك أن تطير يا "العصفور"
ایک لڑکا خوشی سے بھاگا اور چیخا ارے ابا مجھے بلوغت ہو گئی ہے، مہربانی فرما کر میری "چڑیا" کو اڑا دو۔
عرب معاشرے میں کیا مناظر تھے؟

بخاری اور زہری یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایک چھوٹا ختنہ شدہ لڑکا ایک ادھیڑ عمر کے آدمی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر اعتراض کر رہا تھا۔ یہ بخاری و زہری کا کرشمہ ہے۔

بخاری 115 .. کتاب العلم .. باب الْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ

حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَعَمْرٍو، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ " سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ أَيْقِظُوا صَوَاحِبَاتِ الْحُجَرِ، فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الآخِرَةِ ".

صدقہ نے ہم سے بیان کیا ، انہیں ابن عیینہ نے معمر کے واسطے سے خبر دی ، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں ، زہری ہند سے ، وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ، (دوسری سند میں) عمرو اور یحییٰ بن سعید زہری سے ، وہ ایک عورت سے ، وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہوتے ہی فرمایا کہ سبحان اللہ ! آج کی رات کس قدر فتنے اتارے گئے ہیں اور کتنے ہی خزانے بھی کھولے گئے ہیں ۔ ان حجرہ والیوں کو جگاؤ ۔ کیونکہ بہت سی عورتیں (جو) دنیا میں (باریک) کپڑا پہننے والی ہیں وہ آخرت میں ننگی ہوں گی ۔

بخاری کو یہ قصہ سنانے والا صدقہ بن فضل المروزی ہے جو 150 ہجری میں پیدا ہوا اور 223 ہجری میں فوت ہوا، اپنی زندگی خراسان میں گزاری، بخاری نے ان سے 43 روایتیں لیں، کوئی نہیں جانتا کہ بخاری ان سے کہاں اور کب ملے؟
غیر معروف خواتین باقاعدگی سے زہری کو کہانیاں سناتی تھی .. زہری کی کتنی گرل فرینڈز تھیں؟ زہری نے شادی کیوں نہیں کی؟ عورت بازی کا شوقین تو نہیں تھا؟؟ الزام نہیں بلکہ ایک سوال ہے۔

.

أصحاب النبي الكريم وأمهات المؤمنين حتی کہ الرسول الكريم صلی اللہ علیہ وسلم , زہری اور بخاری سے کوئی محفوظ نہیں۔